UNIVERSAL LIBRARY
OU_226455
UNIVERSAL LIBRARY

۱۳۵۹

فہرست مضامین احسان فی تعلیم القرآن

۴ باب اول
نزول وجمع قرآن

۴	قرآن اور اسکا نزول	۵	ذکر وحی اور یہ کہ قرآن مین ملکؑ نبی کا دخل نہین ہے
۱۰	جمع قرآن ومسئلہ احراق	۱۳	ترتیب قرآن
۱۴	اعراب آیات قرآن	۱۴	ذکر قراء سبعہ

۱۵ باب دوم
فضائل وآداب تلاوت

۱۵	فضل قرآن	۱۵	تلاوت وسماعت وکتابت قرآن
۱۶	تعلیم وتعلم وحفظ وناظران	۱۶	تفقہ بالقرآن
۱۷	امتیاز اہل قرآن	۱۷	استشفاع واستخبار وتبرک وشفا
۱۸	رقیہ بالقرآن	۲۰	ثواب قرآن
۲۱	آداب تلاوت قرآن	۲۵	تجوید وتحسین
۲۶	مقدار تلاوت	۲۸	ختم قرآن وذکر تراویح
۲۹	کتابت ونقل	۳۰	زلۃ القاری
۳۲	قرآن بھول جانا اور چھوڑ دینا	۳۳	آداب سامع و مسائل متفرقہ

۳۴ باب سوم
احکام متعلقہ قرآن

۳۴	تصدیق وعمل بالقرآن	۳۵	دعا وتعویذ اور اسکے معاوضے
۳۶	تکلم واقتباس بالقرآن	۴۰	استفادہ واستعمال
۴۱	اقتضای کفر وایمان و معنی خلود	۴۲	اللہ کا قرب بہشت کو اور ابعدہ دوزخ

۴۳ باب چہارم
اصول تقریر وضوابط تفسیر

۴۳	تمہید ضرورت تدوین اصول ومدارج علوم	۵۰	اصول شرع
۵۱	مشترک ومأول	۵۲	خاص و عام
۵۴	عام مخصوص منہ البعض	۵۵	تقسیم نظم قرآن
۶۱	بحث مطلق	۶۲	استدلالات اربعہ یعنی عبارۃ النص واشارۃ النص و دلالۃ النص واقتضاء النص
۶۴	وجوہ فاسدہ	۶۸	بحث امر
۶۹	اصل دوم سنت	۷۰	اصل سوم اجماع
۷۰	اصل چہارم قیاس	۷۱	بیان نسخ
۷۳	مصطلحات شرع	۷۴	طریق تفسیر وتاویل نصوص

۷۵ باب پنجم
تفسیر وتاویل کا بیان

۷۵	فضل وتعریف تفسیر	۷۷	فضل تاویل
۷۸	مدارج تاویل	۷۹	تفسیر بالرائے
۸۱	علوم متعلقہ تفسیر	۸۲	طبقات مفسرین وتفاسیر
۸۵	مدارج مضامین	۸۷	خاتمہ جلد متضمن بر تنبیہ ضروری کہ کون بیان تفسیر کا واجب التصدیق ہے اور کون ایسا نہیں۔
۸۶	خلاصۃ التفاسیر		

احسان فی تعلیم القرآن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کا ذکر کرتو دن رات
نعت شہ کائنات کرنا
اسلام کا ہے مدار اسپر
اللہ سے گفتگو ہے اسمین
قرآن پڑھو اگر ہے ایمان
عقبے مین شفیع معصیت پوش
ہان اپنے خدا سے ڈرنے والو
قرآن نہو دور دلسے اک آن
الفاظ ہین پھول پھل معانی
بے پھل کے مگر کہان گزر ہے
اک مسئلہ روز یاد کر لو
حاضر ہی خلاصۃ التفاسیر
مضمون لکھے ہین گو نرالے
مضمون بھی لاجواب لکھے
اسباب نزول بھی لکھے ہین
اللہ کی یہ کہانیان ہین
اسرار محققانہ اسمین
لکھا ہی وہی جو کچھ پڑھا ہے
مانے اسے کوئی یا نہ مانے
اور فقہ مین دستگاہ جسکی

سب باتین ہین اور یہ کام کی بات
ہے اصل علوم علم قرآن
احکام کا اعتبار اسپر
جو طور پہ گفتگو ہوئی تھی
ایمان ہی دلمین گر ہے قرآن
اسکی برکت یہان وہان ہے
قرآن کو مقتدا بنا لو
لفظون کی فقط سند نہین ہی
ہے پھل پہ مدار باغبانی کا
ہان سکی زبان عرب نہین ہی
مجموعہ سال کس قدر ہو
اردو بھی ہے اور مختصر بھی
گوہر انھین کانون سے نکالے
احکام کی بحث صاف کی ہے
آیات مین ربط دیدیے ہین
ہین راز و نیاز کے مضامین
اور نعرۂ صوفیانہ اسمین
ہر جا ہے کتاب کا حوالا
قدر اسکی کرے وہی جو جانے
ارشاد رسول سے ہو آگاہ

آجائے جو تجکو بات کرنا
جاہل ہی رہا جو اس سے نادان
محبوب کا رنگ و بو ہی اسمین
وہ کونسی بات تھی یہی تھی
دنیا مین مشیر مصلحت کوش
ایمان یہان وہان امان ہے
قرآن پڑھو پڑھاؤ قرآن
معنی مین جو جسم و کہ نہین ہی
گو پھول سے لذت نظر ہے
پر سیکھین تو کچھ غضب نہین ہی
یاری نکرے گر اسمین تقدیر
آسان و صحیح و معتبر بھی
تفسیرون کے انتخاب لکھے
تاویل بھی اختلاف کی ہے
اور موقع پہ قصہ خوانیان ہین
اور سوز و گداز کے مضامین
دلسے نہین مین نے کچھ گڑھا ہی
پڑھے گا اسے پرکھنے والا
تفسیرون پہ ہو نگاہ جسکی
آئین اصول سے ہو آگاہ

انصاف ہو اسکے آب و گل مین
اور عشق کی چھیڑ چھاڑ دل مین

۱ اصطلاح شرعی مین عالم اسکو کہتے ہین جو قرآن و سنت و فقہ کا عالم ہو دوسرے فنون کا جاننا عالم ہونے کیواسطے نہین ہوا

۲ [illegible]

سمجھے وہ کلام صوفیانہ
اور دلمین چھپے ہون اُسکے نشتر
کچھ لطف سخن زبان پہ ہو
اصلاح کلام جان لونگا
کی خلق نے آفرین تو پھر کیا
نافر ہوا ایک ایک لو کیا
امید عطا و چشم دیدار
ہے اور مقام بندگی کا
ہم کون کہ آرزو ہو ہم مین
اللہ بس اور سب ہوس ہے
مقبول کرے عطا ہے اُسکی
بندے کو مجال عذر خواہی
تائب ہی براے نام ہین
آئینے مین عکس ضوفگن ہی
مین اور علوم و نکتہ دانی
بر گنبدے از گیاہ بستہ
بگریست گیاہ و گفت خاموش
از خدمت حضرتے رسیدہ ست
اور ابو الحسنات عبدحی نام
وہ حق سے اور اُنسے حق ہو راضی
تعلیم کی ہے کسی کی تاثیر
اِن دو لوگونکی کارسازیان مین

اور طرز نظام صوفیانہ
خود گم ہو خدا کی جستجو مین
کچھ طرز بیان پر نظر ہو
ورنہ کسے اتنا درد سر ہے
حاسد ہوئے نکتہ چین تو پھر کیا
جو کچھ یہ ہوا ہی سبکا سب ہیچ
وہ شوق لقا۔ رضا پہ اصرار
ہم کیا ہین ہماری خواہشین کیا
خود ہون بھی تو جستجو ہو ہم مین
بندے کا کمال بندگی ہے
مردود کرے رضا ہے اُسکی
یہ جوش سخن یہ ذوق صافی
ہے اور کچھ انتظام اسمین
مین اور ہنر معاذ اللہ
سعدی سے سنو مری کہانی
گفتم چہ بود گیاہ ناچیز
صحبت نکند کرم فراموش
وہ عارف حق نما حق آگاہ
اُستاد خواص و مرجع عام
اُنکے ہی یہ فیض متصل ہین
تاثیر کی ہے کسیکی تنویر
تعلیم کے اُنکے یہ اثر ہین

کھائے ہون کبھی جگر پہ خنجر
چندے وہ رہا ہو ہاے و ہو مین
پائیگا جو وہ مان لونگا
کب گفت و شنود پر نظر ہے
باقی رہا نام نیک لو کیا
ہر قصۂ عشق ہیچ در ہیچ
آثار و نشان ہے خودی کا
کیا جوش سرور کا ہشین کیا
اللہ اللہ ہر نفس ہے
یہ بندگی اپنی زندگی ہے
ہو جسمین ارادہ اُسکا آگے
آیات مین ایسی موشگافی
دریا سے یہ حوض جوشزن ہی
یہ علم و خبر معاذ اللہ
دیدم گلے تازہ چند دستہ
تا در صف گل نشیند او نیز
تائب کہ بنعمتے رسیدہ ست
غازی و شہید احمد اللہ
تسلیم گران پاکبازی
سرمایۂ جان و نور دل ہین
جو کچھ کہ یہان عیان نہان ہین
تاثیر کے رنگ جلوہ گر ہین

تائب بخدا کہ کچھ نہین ہے
انعام کا اُنکے خوشہ چین ہے

خود کردۂ معاصی و معائب یعنے فتح محمد تائب عرض کرتا ہے کہ جب ۱۲۹۵ھ ہجری مین مدرسہ
رفاہ المسلمین کھولا گیا اور خدمت انتظام ناچیز کے سپرد کی گئی ایسی عام فہم اُردو کی تفسیر کے

مولانا محمد عبدالحی لکھنوی نور اللہ مرقدہ صاحب التصانیف کثیرہ مقتدای عالم استاذ الاعظم کے درس مین ناچیز بھی حاضر تھا باوجود کم مایگی نسبت شاگردی مدرسہ مذکور دارین کے

خیال مین تھا کہ ہر مسلمان سمجھ سکے اور نماز مین مزا پائے بیشک شرمناک امر ہی کہ اہل قرآن مسلمان ہونیکا
دعوی اور یہ خبر نہین کہ ہم نے کیا پڑھا بھی تو بے معنی آمر ونہی کی ایک بات نجانی یہ آرزو دل ہی مین تھا
کہ ۱۳۱۳ھ ہجری مین جماعت اسلام قائم ہوئی جسنے مسجدین نمازیون سے بھر دین جسنے اپنے سب
کام حکم شرع کے تابع کر دیے باتفاق ارکین اس تفسیر کی بھی منظوری ہوئی تاکہ عوام ہدایت پائین
اور تجارت سے جماعت اور مدرسے کا سرمایہ بنایا جائے حضرات جماعت کیطرف سے مجھے حکم ہوا
کہ قلم کیطرح سراپا سجود بنکر محراب طاعت مین آئے جو ارشاد ہوا ہی بجا لائے سبحان اللہ کہان تائب
مسکین اور یہ رفعت وتمکین ؎ این عشق کہ ہست فارغ از خویش ۔ سلے شاہ شناسد ونہ درویش +
آید چو بہ نا توان نوازی ۔ مو موسے بہ پرد بہ شاہبازی ۔ دلی تمناؤن اور شوق کے ولولون نے حجاب
عار اٹھا دیا پست ہمتی دور اعانت توفیق پر مسرور بسم اللہ کہکر اس بحر زخار مین قدم ڈالا ؎
دست از طلب ندارم تا کام من برآید ۔ یا تن رسد بجانان یا جان زتن برآید ۔ رجب ۱۳۱۳ھ مین
آغاز اور آخر شب بست ہفتم رمضان ۱۳۱۳ہجری مین انجام بخیر ہوا اس زمانے مین بعض اسفار و مشاغل
بھی رہے ورنہ حسب اشتہار سم ۲ ماہ سے زائد صرف نہوتے واللہ تائب کو نہ پڑھے پڑھاے پرپھر وسانہ
مطالعہ کتب پر ناز ہی ہر مشکل پر وہی عقدہ کشا ہر حال مین وہی کارساز ہی حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولے
ونعم النصیر

نظم

لکھ رہا ہون معانی تنزیل ۔ سایہ گستر ہون حضرت جبرئیل ۔ عرش سے نور جان مین آ جائے
روشنی کچھ بیان مین آ جائے ۔ دست توفیق فتح باب کرے ۔ مجکو ہر بحث مین صواب کرے
صورت حق نظر مین آ جائے نقطا ۔ صفحۂ دل سے حک ہو حرف غلط ۔ جو زبان سے کلام جاری ہو
ترجمان کلام باری ہو ۔ ہو عنایت مجھے بحق رسول ؐ ۔ عمل خالص اور حسن قبول
زندگی وقف بندگی ہو جائے ۔ بندگی وجہ زندگی ہو جائے ۔ دلمین مقصود و مدعا نہ رہے
تو رہے اور دوسرا نہ رہے ۔ دخل شیطان سے مانگتا ہون پناہ ۔ ابتدائے سخن ہے بسم اللہ

باب اول متعلق جمع ونزول قرآن وذکر قرآن مجید

فرمایا ہمارے علماء نے قرآن کلام قدیم حضرت باری ہے اللہ نے اپنے بندون کی ہدایت کے لیے
بتوسط ملک قوی وامین صاحب کرامت وتمکین یعنے جبرئیل جلیل اپنے عبد خاص افضل المخلوقات
سید الکائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نازل فرمایا اسکے حق جاننے والے مومن
ماننے والے کامیاب ہین منکر کافر تارک فاسق وخراب جبرئیل امین اسی ترتیب ونظم ومعنی کے ساتھ

حضور کے پاس لاتے آپ بندگان خدا کو بعینہ سنا دیتے مقاصد و معانی سمجھاتے یہ قرآن ایکبار نہین اُترا بلکہ وقتاً فوقتاً کسی امر کی تعلیم کسی سوال کے جواب کسی گزرے یا آنے والے واقعے کی خبر کے لیے بقدر ضرورت تھوڑا تھوڑا اترا اور نہ یہ التزام تھا کہ سورت پوری اُترے یا ایک تمام ہولے تب دوسری شروع ہو یا جو اب ترتیب ہے اسی ترتیب سے نازل ہو بلکہ بعض سورتین کامل بعض بدفعات بعض مرتبا بعض غیر مرتب اُترین سورت کہ آیتون مین بھی ترتیب نہ تھی کبھی ایک مقدار اترا پھر اور کچھ آنے لگا پھر بعد مدت اسکا بقیہ نازل ہوا حضور کاتبان وحی سے فرماتے کہ اسے فلان سورت مین فلان آیت کے بعد لکھو جمہور کے قول پر سب سے پہلے اقرا باسم نازل ہوئی دیگر کامل نہین حصہ اول ۲ **مطابقت نزول** کہین ارشاد ہوتا ہے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ قرآن رمضان مین اتارا گیا پھر فرمایا إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ یعنے اسے شب قدر مین اتارا کہین لیلۂ مبارکہ کا ذکر ہے اور احادیث مین وارد ہوا کہ حضور ہر رمضان مین جبریل سے سنتے سُناتے اور غار ثور مین بعض کے قول پر اقرا باسم ربیع الاول مین اُتری اور یون بھی مختلف تاریخون اور مہینون مین نازل ہوا کیا فرمایا علما نے تطبیق یون ہے کہ لیلۃ المبارکہ وہی لیلۃ القدر ہے اور یہ رمضان مین ہوتی ہے پس قرآن شب قدر مین لوح محفوظ سے نقل ہو کر آسمان دنیا پر بیت العزت مین لایا گیا اور وہان سے بقدر ضرورت بحسب ارشاد رب العباد جبریل امین آپکے پاس لایا کرتے جسکی تکمیل تخمیناً تیئیس سال مین ہوئی اور کہا گیا کہ لوح محفوظ سے بیت العزت مین اسی قدر آتا جسقدر سال بھر مین حضور پر اُترتا اور اسی قدر ہر رمضان مین جبریل آپکو سناتے اور کہا گیا ایکہی بار اترا اور تلاوت جبریل بھی کامل تھی **ابن کثیر** صحائف ابراہیمی رمضان کی پہلی تاریخ اُترے اور توریت رمضان کی چھٹی اور زبور بارھوین کو اور انجیل تیرھوین یا اٹھارھوین کو اور قرآن مجید شب قدر کو نازل ہوا حضرت عائشہ کی روایت مین جبریل آپ پر عرض کرتے اور ابن عباس کی روایت مین آپ جبریل کو سُناتے (یہ دونون حدیثین بخاری مین ہین) **نزول وحی** بخاری مین ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مجھپر گھنٹے کی آواز کی طرح وحی آتی اور یہ انداز سخت و صعب تھا جب وہ کیفیت جاتی رہتی اور وحی محفوظ ہو جاتی اور کبھی جبریل آدمی کی صورت مین آکر کلام کرتے اور یہ طور آسان تھا حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ آپ کڑکڑاتے جاڑون مین پسینے پسینے ہوجاتے اور مروی ہے کہ آپ اونٹنی پر ہوتے وہ بیٹھ جاتی **اتقان** طور اول مین حضور صورت بشری سے نکلکر کیفیت ملکی مین در آتے اور یہ گران تھا اور طور دوم مین جبریل اپنی صورت سے شکل بشری مین آجاتے اور یہ آسان تھا **ف** اصلی سبب اسکا احمد جانے ہان دل مین آتا ہے کہ حقیقت محمدی کیف جامع و نور بسیط و تعین اول۔

امکان و وجوب مین داخل یعنے متصل بلا فاصل ہی ہمارے اعتبار سے آپکی بے مثالی و مراتب عالی مین
مجال امکان قاصر و دست ادراک خالی - اور اللہ تعالی کے حضور مین مخلوقیت اولیہ و عبودیت کاملہ و مظہریت
تامہ سے مخصوص - آپکی سیادت و کرامت منصوص - ہر آن انوار الوہیت کے مقابل و فیضان متصل کے
قابل - حکمت ازلی و ارادہ الٰہی نے اس حقیقت قدسیہ کے لیے صورت بشری و ماہیت انسانی کو خلیفہ
و امین و تلمیذ خاص بنا کر جلوہ گاہ قرار دیا فرشتونکو امتحان مین ساکت اور سجدۂ تعظیم مین جھکایا - صرف
جمال محبوب کی رعایت و نسبت حبیب کی کرامت نے بشر کو منظور خاص و مخاطب صحیح و مقصود عالم بنا
رکھا ہی اور جوہر ملکی گو غایت لطافت و شرافت مین ہی مگر غرض اسکی تنظیم عالم و خدمت و تحفظ بنی آدم
کو بعض ملائکہ کو عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ سے تمکین ملی مگر اس لیے کہ نفاذ احکام و تبلیغ پیغام و ترتیب
نظام کرتے رہین اور مشت خاک کے حق مین فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ فرمایا یعنے اپنا ہی
مقرب و خادم و ناظر ٹھہرایا عندیت یعنے کمال قرب وہان بھی ہی اور یہان بھی مگر مقام صدق بڑھا ہوا ہی بلکہ
ایک مقام پر ارشاد ہوا نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ہم آدمی سے اسکی جان سے زیادہ قریب
ہون اور حضرت موسیٰ سے کہا وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِیْ یعنی تمکو اپنے ہی لیے بنایا ہی اور فرمایا وَسَقَاهُمْ
رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ابرار کو انکی سیرابی اور تطہیر مین بلا واسطہ ملتفت ہی پس ماہیت انسانی مقصود
بالذات و حقیقت ملکی مقصود بالواسطہ کے درجے مین ہی مساوات مقصود ہی فرق وسیلہ و مقصود ہی
پس ہمارے حضور کو تماشا گاہ بہار قدم آئینہ خانہ جمال بحت سے ادنے محجوبی و تنزل موجب گرانی
و کمال حیرانی ہونا ایک امر ضروری ہی مزاج نازک محبوب کو بار عوام کا تحمل اور خو کردہ خلوت راز و ناز
کو مزاحمت اغیار کا دماغ کہان اور جبریل کو مقام ملکی سے صورت بشری کی طرف عروج بفیضان
مشابہت صورت محمدیہ موجب ازدیاد علم و تکمیل معارف و التقاط فیضان الٰہی و سہولت تحمل و فہم و
و حسن ادا ہو جانا لازم پس یہ وجہ ہی شدت و سہولت کی اور یہ تقریر محض خیالی نہین جان معانی و
تائید نصوص سے خالی نہین ارشاد ہوا مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ہمارے محبوب کو کمال قرب و ہجوم انوار
مین نہ جھپکا چوندھیائی نہ ادھر اُدھر لغزش فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی جسنے جو چاہا اپنے عبد خاص کو
بتا دیا پھر حدیث صحیح مین وارد ہوا کہ آپ جبریل کو دیکھکر بیہوش ہو گئے جاڑا چڑھ آیا جسکا قصہ سورۂ مدثر مین گذرا
ان دونون حالتون مین مطابقت یون ہو سکتی ہی کہ حضور کو وہ استعداد کامل عطا ہوئی تھی کہ جو جو
قریب ہوتا جائے باستیناس حضرت محبوب و انعکاس جمال ازلی ثبات و استقلال جو علامت ہی سہولت
و اطمینان کی زیادہ ہو اور نزول و انحطاط مین وحشت حجاب و مشقت بعد سے گرانی و ثقل بڑھے

اور ملائکہ کے حق مین ارشاد ہوا اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ
حکم الہی سنکر ملائکہ بیہوش ہوجاتے ہین پھر جب وہ خوف انکے دلون سے جاتا رہتا ہی کہتے ہین کیا فرمایا تمھارے
رب نے بولے کہ حق فرمایا وہ برتر ہے اور بڑا چنانچہ حدیث مین وارد ہوا اِذَا تَكَلَّمَ اللّٰهُ بِالْوَحْيِ أَخَذَتِ
السَّمَاءَ رَجْفَةٌ شَدِيْدَةٌ مِّنْ خَوْفِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَإِذَا سَمِعَ بِذٰلِكَ أَهْلُ السَّمَاءِ صَعِقُوْا وَخَرُّوْا
سُجَّدًا فَيَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ جِبْرِيْلُ فَيُكَلِّمُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ وَحْيِهٖ بِمَا أَرَادَ فَيَنْتَهِيْ بِهٖ عَلَى الْمَلٰئِكَةِ
كُلَّمَا مَرَّ بِسَمَاءٍ سَأَلَهٗ أَهْلُهَا مَاذَا قَالَ رَبُّنَا قَالَ الْحَقَّ فَيَنْتَهِيْ بِهٖ حَيْثُ أُمِرَ ترجمہ جب اللہ تعالیٰ
وحی سے کلام کرتا ہی آسمان چکر مین آجاتے ہین کانپتے ہین تھراتے ہین اللہ کی ہیبت سے پھر جب آسمان والے
سنتے ہین بیہوش سربسجود گر پڑتے ہین اور پہلے جبرئیل کو ہوش آتا ہی سر اُٹھاتے ہین اللہ تعالیٰ اُنسے اپنی
وحی مین جو چاہتا ہی فرماتا ہی پھر جبرئیل اُسے فرشتون پر لیجاتے ہین اور جس آسمان پر گزرتے ہین فرشتے
پوچھتے ہین کہ ہمارے رب نے کیا فرمایا جبرئیل کہتے ہین حق فرمایا پھر جہان کی بات ہی وہان پونہچا دیتے
ہین روایت کیا اسے ابن نواس نے مرفوعاً (اتقان) اور اسی مضمون کی حدیثین صحاح مین بھی
ہین پس صورت ملکی مین نزول اور حجاب ثانی و تعین آخر مین شمول ضرورۃً موجب بعد و ثقل خاطر
ہوکر مشقت و توحش و تکدر بڑھاتا ہوگا اور جب آپ اپنی ہی حقیقت پر باقی رہے اور ملک اپنے مقام
عروج پاکر حضور مین پیش کیا گیا تو سہولت و اطمینان مین کلام ہی کیا ہی ورنہ جب خود ملک مرسل کا
یہ حال ہو تو مرسل الیہ پر آسانی کیونکر ہوسکتی ہی مگر جب فیضان تشابہ محبوب دستگیری فرماے
پھر اسے عبودیت سے مقام محبت پر لائے اخذ داد کیون نہ آسان ہوجاے **بحث نزول**
قرآن صاحب اتقان نے تین قول نقل کیے (۱) یہ کہ جبرئیل پر معانی القا ہوتے اور وہ عربیت سے تعبیر کرتے
(۲) جبرئیل معانی لیکر آتے آپ عربی مین ادا فرماتے (۳) جبرئیل لوح محفوظ سے نازل کرتے اور نظم و معنی
سب اللہ کے تھے کسیکو کچھ دخل نہین **ف** یہ تینون قول متفق ہین کہ معنی قرآن اللہ کے ہین مگر قول
اول مین لفظ جبرئیل کے اور قول دوم مین لفظ نبی جلیل کے قرار پاتے ہین اور یہی دونون امر انکے رد
و ابطال کے لیے کافی ہین نہ یہ تقریر حضرت نبوت سے مسموع نہ صحابہ سے ماثور نہ جمہور اہل سنت مین مقبول
ہی بلکہ یہی مذہب ثالث معتمد و مجمع علیہ ہی ہم اُن دونون کی تردید کرکے اپنے ثبوت کے شواہد پیش کرتے
ہین اول یہ دونون قول قرآن سے معارض و منقوض ہین سورۂ الحاقہ مین قول قول رسول کریم
سے مراد آنحضرت ہین اور سورۂ تکویر مین قول رسول کریم سے مراد جبرئیل اور یہ نہین ہوسکتا کہ قرآن
دونون کا قول ہوسکے پس ضرور ہی کہ خواہ یون تاویل کیجاے کہ دونون جگہ پر جبرئیل یا نبی جلیل ہی

مراد ہین یا یہ کہ یہ دونون قول بمعنی نقل در رسالت ہین تاویل اول سیاق سے مٹی ہوئی مصرجانا
کے خلاف ہی اور تاویل دوم نہایت قوی کلام قول سے مفہوم اس لیے کہ قول کا اطلاق تین طور پر
ہوتا ہے ۱ اپنی ہی معنی اور لفظ دونون ہون ۲ لفظ اپنے معنے دوسرے کے ۳ لفظ و معنی
دوسرے کے صرف حکایۃ اسکی زبان سے صادر ہون پس یہی شق ثالث یہان مناسب و متعین ہی
ورنہ لازم آئیگا اختلاف جسے بکمال شد و مد رد فرمایا ہی وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا
فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا اگر قرآن کسی غیر کے پاس سے ہوتا تو تم اسمین بہت اختلاف پاتے دوم
رسول کریم قوی امین جبریل کی مدح مین نازل ہوا ہی اور پیغام کو بعینہ نہ پہونچانا اور پیرایہ لفظ
آخر مین ادا کرنا نہ قوت امانت ہی نہ کرامت رسالت۔ احادیث مین نقل بالمعنے ادنے درجے
مین سمجھا جائے اور امر نبوت مین اصل قرار پائے سوم ارشاد ہوا ولو تقول علینا بعض الا
قاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین اگر پیغمبر یا ملک مرسل باتین اپنے دل سے
گڑھکر ہماری طرف منسوب کرے تو ہم اُسے بقوت تمام پکڑ کر ہلاک کر ڈالین یہ کمال براءت
کیطرف مشیر ہی تفسیر و دلائل اسکے سورہ الحاقہ مین گزرے اور سورہ قیامت مین یون ارشاد
ہوا لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ اپنی زبان تو قرآن کے پڑھنے مین نہ ہلا اور کہا فاتبع قرآنہ پس یہ آئتین
انکار کرتی ہین اس سے کہ جبریل معانی محض پیش کرتے ہون اسواسطے کہ معانی کے لیے صرف
فہم کافی ہی حرکت لسانی و قراءت کی کیا ضرورت اور دوسرے مقام پر بغرض دفع اشتباہ فرمایا
وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ اذا لارتاب المبطلون نہ آپنے
قرآن کسی کتاب سے پڑھا نہ آپ ہاتھ سے لکھ سکتے تھے ایسا ہوتا تو اہل باطل شک کرتے جب آپکا
لکھا پڑھا ہونا شک پیدا کرتا ہی تو لفظون مین کسقدر شک ہونا چاہیے اور متعدد مقامون پر
شاعر ہونے کی نفی کی گئی ہی مگر کسی مضمون و معنے کو الفاظ فصیح و ترکیب بلیغ مین ادا کرنا اگر شاعری
نہین ہی تو پھر کیا ہی۔ اور حضور کا بعض حدیث کی نسبت فرمانا کہ جبریل نے میرے دل مین
پھونک دیا دلیل واضح ہی کہ وہ معانی جو جبریل آپکے دل مین ڈالتے تھے قرآن نہین ورنہ قرآن
وحدیث مین فرق مشکل ہو جاتا اور معجز ہونا قرآن کا اسی بنا پر ہی کہ اُسے کلام مخلوق سے
لگاؤ نہین چہارم پیغمبر جلیل و جبریل خواہ تمام معانی و اسرار روحی پر حاوی و محیط تھے یا نہ
اگر نہ تھے تو ایسے الفاظ جو جامع و حاوی ہون کیونکر لا سکتے تھے پس ادا نہ پائی جاتی مگر ناقص اور
ایسی کمزور رسالت مخدوش امانت قرار پاتی اور اگر حاوی تھے تو لازم آتا کہ ۱ معانی قرآن جو صفت لبسیطہ

حضرت رحمٰن میں محدود ہوجائیں سے یہ بزرگ غیب دان ہوں اس لیئے کہ کلام الٰہی کیفیت
میں تجزی نہیں ہوسکتا ہاں بعض اسرار وپرتو انوار سے مشرف ہوجانا علم تام ہی نہ کما حقہ ادراک نہ
غیر ممکن مگر کما حقہ جاننے والا ایک آیت کا جاننے والا ہی تمام کلمات آلہیہ کا اس لیے کہ جزو کل وہاں
مساوی ہی اور یہ دونوں شقیں باطل تو دونوں دعوے غیر ثابت اور ابن تیمیہ نے ان مذاہب کی
تکفیر پر بہت زور دیکر کہا فرمایا حق سبحانہ تعالے نے ثُمَّ نَظَرَ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ
فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ سورہ مدثر جلد چہارم
یعنے جو کہے کہ قرآن قول بشر ہی وہ موعود بسقر ہی اور صحابۂ کبار وتابعین اخیار ومجتہدین ابرار سے
کوئی اس طرف نہ گیا امام ابو حنیفہ وامام مالک وامام شافعی وامام احمد سب کا یہی قول تھا کہ نظم ومعنی
قرآن دونوں اللہ کے ہیں نہ جبریل کو دخل نہ نبی کی شرکت اور کہا کہ مخالفین اہل سنت وجماعت نے
اسکے خلاف بات بنائی ہی وہ سمجھتے ہیں کہ جبریل عقل فعال ومحض خیال ہیں انکا فیضان نفس پیغمبر پر
ہوتا اور جبریل آپ پر معانی القا کرتے اور حضور حروف ولفظ میں لاتے اور یہ مذہب ہی فلاسفہ کا اور شبہ
نہیں اسکے الحاد وزندقہ وکفر ہونے میں فقط پھر لاشبہ اس مقام پر یہ ہی کہ کلام پاک باتفاق قدیم ہی
اور صفت رب رحیم ضرور ہی کہ حروف وصوت وترکیب وغیرہ جملہ عوارض سے منزہ ہو ورنہ لازم آئیگا
خلاف مفروض اور ایسے ہی نزول لغۃً حرکت ہی اعلی سے اسفل کیطرف اور یہ بھی حادث وعارض ہے
اور جواب یہ ہی کہ کلام پاک قدیم تمام عوارض وتغیرات سے پاک ہی مگر یہ کیا ضرور ہی کہ وہ صفت بسیطہ
وتنزیہ محیط ہماری نسبت بھی ثابت ہو اور کیا لازم ہی کہ ہمارے عوارض اُدھر بھی متوجہ ہوں کیا
نہیں دیکھا جاتا کہ مابین زمین وآسمان خلوی مشاہد بنفسہ کوئی شے نہیں عدم محض ہی مگر باعتبار علو
سما ودنوی ارض واحاطۂ جوانب ایک شے مفروض ومحسوس ہوتی ہی پس ایسے ہی وہ کلام منزہ ہمارے
اعتبارات سے صوت وحرف وترکیب میں پایا جائے تو کیا مضائقہ ہاں وہ کلام قدیم ہی اور ہماری
سماعت حادث وہ جمال بے کیف وجہت عیان ہوگا ہماری بصارت متکیف کلام الٰہی جسکی ماہیت
وحقیقت ہم جان ہی نہیں سکتے جس طور پر ہو واللہ اعلم جبریل ونبی جلیل کے سمع وادراک میں کسی کیفیت
سے آیا ہو صوت وحرف وترکیب کے ساتھ پایا انکے مگر اس سے کوئی امر لازم نہیں آسکتا ہمارے
خطرات ومعانی باوجودیکہ ایسے عوارض سے بری ہوتے ہیں ہمارے سامنے حاضر رہتے ہیں ہم
کلام الٰہی کے فہم وادراک میں کیوں کر تردد ہو ہمکو اسیقدر بتایا گیا ہی کہ اللہ تعالی کلیم ہی اور کلام صفت قدیم
وہ اپنے بعض بندوں سے بھی کلام کرتا ہی رہی تفصیل نہ ہمکو بتائی گئی نہ ہم اسکے مدعی ہیں کہ ثبوت

ہمارے ذمے ہو ہم مسلمان اتنا ہی کہہ سکتے ہین جو حضرت نبوت سے ہمین سکھایا گیا ہو آن پڑھا سبق پوچھنا جہل اور بیان اُسکا جنون فرمایا لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ نہ پیچھے پڑا سکے جسکا تجھے علم نہین اور فرمایا اَمَّا الَّذِيْنَ فِي قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ کج دل تشابہ کے درپے ہوتے ہین وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا کافر کہتے ہین اللہ نے اس مثال سے کیا ارادہ کیا ہو صحابہ کو ہلال کے سوال مین استفسار ماہیت سے کنایۃً روکا اور حقیقت روح سے صراحۃً منع فرمایا اور بات یہ ہو کہ وہ کلام قدیم اپنے اُسی تنزیہ و تقدیس کے ساتھ آئینہ خانہ لوح محفوظ مین عکس افگن ہو اور جس طرح اصل کو جملہ عوارض عکس سے تعلق نہین ہوتا ایسے انعکاس و تصویر و تعبیر کے عوارض سے کشیدہ دامن اُدھر تنزیہ ہو اِدھر تشبیہ اُدھر تقدیس ہے اِدھر تسبیح ؎ تقدیر بنشاند بیک ناقہ دو محمل ٭ سلمائے حدوث تو و لیلائے قدم را ٭ پھر وہی عکس و مثال اور گاہ گاہ خود جمال اصل باہمہ بیرنگی و بے مثالی بصورت صوت و لفظ و ترتیب حسب مناسبت فہم مخاطب مرئی و مسموع ہو ۔ زبان بیان دوست ادراک اسکے ذکر و فہم مین مقطوع پھر ملک مرسل کے قلب و زبان پر منطبع ہو کر بعینہ اینیائے اولوالعزم پر منعکس و منتقش ہو جاتا ہے کئی آئینون کا حائل ہونا نہ انعکاس اصل کے لیے حجاب فاصل ہو نہ متغیر حاصل اور یہ امر بھی بعید نہین ہم آنکھون سے دیکھتے ہین کہ اندھے رنگ پہچان لیتے ہین گھڑی کا وقت بتا دیتے ہین اور بعض نازک صنائع ایسے وقوع مین آتے ہین کہ آنکھون والے متحیر رہجاتے ہین گویہ سب مخصوص بحاسۂ بصر ہین مگر وہ خالق قادر ہو جو چاہے کر ڈالے لفظ معانی سنا دے بے کیف و جہت اپنا جمال دکھا دے یہ بعد و عجب اگر ہو تو ہماری قدرت و قیاس کے اعتبار سے نہ خالق قیاس و قادر مطلق کے لیے پس ضرور نہین کہ ہمین موسیٰ نے ایسی آواز سُنی جو کلام باریتعالیٰ پر دال تھی بلکہ عین کلام قدسی سُنا وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا اور ہم بھی انشاء اللہ وہی جمال حیات بخش نظارہ گاہ محشر اور فردوس اکبر مین دکھائے جائینگے مسئلہ یہ لفظ و ترتیب و صوت جو ہمارے سماعت و قراءت و کتابت مین بفرورت پائے جاتے ہین قطعاً حادث ہین جسطرح عکس آئینہ غیر اصل ہو مگر بلا واسطہ و فصل نہ ہمارے توسط و بیان کو دخل نہ صنعت و فعل کو دست اندازی جو ہو وہ جمال حقیقت کی کارسازی نہ ملک نے لباس عبارت پہنایا نہ پیغمبر نے اپنے لفظ مین سنایا الحمد للہ کہ ہماری اس تقریر سے نہ صرف یہی مسئلہ بلکہ اکثر مشکلات کلامیہ حل ہو گئے اور شبہات واہیہ باطل پس قرآن کلام قدیم رحمٰن ہو اور یہ صورت نظمیہ جسے سب آدمی سمجھو اور پڑھ سکین صورت عکسیہ لوح محفوظ مسئلہ قرآن کی تین قسمین ہو سکتی ہین

سلہ ... اللہ تعالیٰ کی پیغمبر ... بلا واسطہ ملک کلام ... [illegible]

سے نظم ہے لحاظ معنی سے نظم مجرد بدون لحاظ معنی سے معنی مجرد یعنے ترجمہ پس اول جامع وعین قرآن ہے
اور دوسرے کے بھی قرآن ہونے مین کچھ شبہ نہین گو ہم بوجہ عدم تصور معنے بعض فوائد عظیم سے محروم
ہون اور بعض احکام بھی موقوف رہین مگر وہ تمام اسرار و فوائد اسمین موجود ضرور ہین اور امر قرأت
اسی مقدار سے تمام ہوجاتا ہے اور تیسری شق گو من حیث جزیئت بعض فوائد مین ابلغ ہو مگر شرف
قرآنیت سے معرا ہے اور جامعیت و اعجاز سے خالی مخلوق کا ترجمہ ان تمام اسرار قرآنیہ کو جو اُسمین
مفوض ہین حاوی ہو ہی نہین سکتا پس لازم آجائیگی تنقیص و تبعیض جو شان کلام قدیم سے
ہرگز نہین پس ہمارے بعض زمانے والون کا یہ دعوے کہ ترجمہ نماز تلاوت مین افضل ہے باطل
ہوگیا اور نہین ہے یہ زعم مگر تسویل شیطانی و جہل لایعنی اور قول امام سے اسے اندک تعلق نہین امام نے
جو ترجمہ سے نماز کو جائز کیا وہ مجرد اباحت ضرورت کے طور پر اس لیے کہ فریضۂ صلوۃ عام ہے اور قرأت
قرآن مختلف زبانون کے لیے متعسر پس بنظر شفقت و سہولت کافۂ انام جو لازمۂ اجتہاد سے ہے
آپکو ابتداءً ایسا خیال ہوا اور معاً دلائل حقہ و توفیق قدسیہ نے ہدایت الی الرجوع فرمائی اتقان
ہمارے حضور سے بلا واسطہ کلام بھی ہوا ہے (بحالت بیداری) معراج مین فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی
(خواب مین) حدیث معاذ سے مروی ہے کہ فرمایا میرے رب نے مجھسے مخاصمۂ ملاء اعلی کا حال پوچھا
اور ممکن ہے کہ اواخر سورۂ بقر اسے قبیل سے ہون اس لیے کہ معراج کی رات یہ آیتین اس خزانے
مین سے ملین جو عرش کے تلے ہے اور بعض آیات مثل والضحے والم نشرح بھی اسی قسم سے ہین فرمایا ہمنے
تمکو رفع ذکر و شرح صدر عطا کیا جمع قرآن الغرض اسی طور پر قرآن برابر اوترا کرتا اور آپ اُسے
لکھوا دیتے مگر مجتمع و مرتب نہ تھا زبانون پر مقرر و دلون مین محفوظ مختلف طور پر مکتوب تھا جب
حضور نے انتقال فرمایا صحابہ اُسی طرح پڑھتے رہے جس طرح حضور سے سنا اور سیکھا تھا حضرت
ابوبکر کے زمانے مین یمامہ مین سخت لڑائی ہوئی اور قرا صحابہ بکثرت شہید ہوے حضرت صدیق سے
عمر فاروق سے کہا اگر اسی طرح قاریون کی موت سے قرآن ضائع ہوجائے مناسب ہے کہ مکتوب و مجتمع
کرلین حضرت عمر نے کہا جو کام زمانہ اقدس نبوی مین نہین ہوا (یعنے جمع و تالیف) اب اُسپر کیونکر
جرأت ہو فرمایا کہ یہ خیر ہے اور اِس مسئلے مین برابر گفتگو رہی آخرکار حضرت فاروق نے اتفاق کیا
اور کہا کہ اللہ تعالی نے میرا سینہ بھی اس علم سے کھولدیا جس سے سینۂ ابوبکر کھولا گیا تھا آپ نے
زید بن ثابت کو حکم دیا کہ قرآن جمع کرین پہلے انکو بھی وہی شبہ ہوا جو حضرت عمر کو ہوا تھا آخر الامر
اتفاق کیا آپ در مسجد پر بیٹھے اور جسے کوئی آیت قرآن کی یاد ہوتی یا لکھی ہوتی اُسکے پاس ملتی

اور دو آدمی اُسکی شہادت دیتے کہ بیشک زبان معجز بیان حبیب رحمن سے ایسا ہی سُنا گیا ہی یا آپ نے یونہین لکھوایا ہی تو حضرت زید اُسے لکھ لیتے اسی طرح تمام قرآن متفرق مقامون سے جمع کیا گیا اور یہ صحیفہ حضرت ابوبکر کے پاس رہا بعد اُنکے اُنکے جانشین عمر فاروق کو ملا اُنکے بعد اُنکی صاحبزادی ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے پایا پھر حضرت عثمان کے زمانے مین قرأتون مین اختلاف واقع ہوا آپ نے یہ صحیفہ مستعار منگاکر زید بن ثابت کو دیا اور عبد اللہ بن زبیر اور سعد بن عاص اور عبد الرحمن بن حارث کو اُنکا معین بنایا اُنہے سے یہ تحقیق مزید و تدقیق بلیغ مرتب کرین چنانچہ بکمال تحقیق و تصحیح وہ اختلافات جو قرأت مین ہو گئے تھے یون اُٹھائے گئے کہ جب اختلاف پڑا زبان قریش مقدم کی گئی اور قرأتہائے مقبولہ و منقولہ کے علاوہ سب مٹادی گئین یعنے جو منسوخ التلاوت آیتین مکتوب یا محفوظ تھین یا اختلاف السنہ و تمادی ایام سے جو تغیرات حادث ہوئے تھے یا جو ترتیب خلاف ترتیب حضرت نبوی تھی یا جس قرأت پر شہادت نہ پہونچ سکی اُسے درج نفرمایا پھر آپ نے سات قرآن لکھوائے اور ایک ایک نقل ایک ایک شہر مین بھیجدی ۱ مکے مین ۲ شام مین ۳ بصرے مین ۴ کوفے مین ۵ یمن مین ۶ بحرین مین ۷ مدینے مین اپنے پاس رکھی ہی وہ مصحف ہی جو امام کے لقب سے مشہور ہی یہ وہ قرآن ہے جسے حضرت ذوالنورین نے مرتے دم تک جدا نہین کیا اسی کی تلاوت کرتے کرتے شہید ہوئے اسی کی آیت مقدس صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ پر رنگ خون حضرت خلیفہ مظلوم داماد رسول معصوم امیر المومنین عثمان ذوالنورین آج تک پایا جاتا ہی۔ اِن مصاحف کے جمع ہو جانے کے بعد اور دوسرے رقعات جو مختلف استخوانون اور پتھرون اور چھالون پر تھے ضائع اور معدوم کر دیئے گئے تاکہ پھر اختلاف باقی نہ رہے اور یہ تمام مسودے جلا دیے گئے اس مقام پر کچھ کلام کیا گیا ہی مگر قابل التفات نہین اسمین تو کسی مسلمان کو اختلاف نہین ہو سکتا کہ بغرض حفظ آداب و امن سوء ادبی قرآن کے اوراق بیکار و غلط منعدم کر دینا چاہیے رہا طریقہ کہ کیونکر منعدم کیے جائین اسکی پانچ ہی صورتین ہین ۱ (خرق) یہ مفید غرض نہین اس لیے کہ انعدام کامل نہین ہوتا اور جائز بھی نہین اس لیے کہ قطع کلمات قرآن لازم آتا ہی کہا صاحب اتقان نے کہ یہ مکروہ ہی ۲ (دفن) اسمین شائبہ بے ادبی و آلائش کرم و خاک اور پامالی موجود ہی ۳ (غسل) اسمین غسالے کا تحفظ مشکل اور اگر سیاہی پختہ ہو جیسے اوراق مطبوعہ تو انعدام بھی متعذر ۴ (غرق) اسمین بھی اوہام موجود ہین اگر اوپر آگیا تو بہتے بہتے کنارے پہ جائیگا اور اندر رہا تو اللہ اعلم کیا پیش آئیگا۔ یہ تین پچھلی صورتین یعنے دفن و غسل و غرق اگر بمزید اہتمام و احتیاط عمل مین آئین تو مضائقہ نہین مگر ۵ (حرق) بغرض انعدام و تحفظ مین تو کوئی اسکا نظیر نہین رہا وہم بے ادبی

یہ غالبًا اہل تشیع کا نکالا ہوا ہوگا ورنہ حرق توہین کے لیے موضوع نہین بلکہ تائید میرے کلام کی کلام
واخبار رسول سے واضح ہی احراق اگر علامت توہین ہوتی تو انبیاے سابق وامم پیشین کے نذور
کے لیے نشان قبول نہ قرار پاتی اس زمانے مین جسکی نذر قبول ہوتی اُسے آسمانی آگ جلا دیتی
اور ہمارے لیے اس دلیل کے ساتھ فعل خلیفۂ رسول جو محضر صحابہ مین ہوا حجت قوی ہی ہان
اس اعتبار سے کہ ہمارے اذہان مین بوجہ ایحاش بعض الناس وہم سوء ادبی اگیا ہی اور شاید اسی
احتیاط سے ہمارے فقہا نے بھی حرق کو پسند نہین کیا پس باحتیاط و تکلف غسل و غرق و دفن مین
کوئی مضائقہ نہین مگر فعل خلیفۂ رسول کسی طرح ناجائز نہین ہوسکتا عالمگیری اگر دفن کرے تو خواہ
کسی شے سے پاٹ دے یا شل لحد ایک جانب کردے تاکہ مٹی اُسپر نگرے پس جامع اول حضرت
ابوبکر صدیق ہین اور جامع دوم و مکمل و متمم اسکے حضرت ذوالنورین انکے علاوہ اور اصحابؓ نے بھی
جمع کیا ہی مثلاً حضرت علی نے بعد انتقال رسول اللہ قسم کھائی تھی کہ جبتک قرآن جمع نکر لونگا
چادر نہ اوڑھونگا مگر نماز کے لیے کہا سیوطی نے یہ اثر منقطع وضعیف ہی اور شاید مراد جمع سے حفظ ہو
اور ایسے ہی سالم موے ابو حذیفہ سے بھی مروی ہی مگر وہ بھی ضعیف ہی ترتیب قرآن جو مصحف
حضرت عثمان نے جمع کیا اسکی ترتیب وہی ہی جو لوح محفوظ مین ہی اور حضور کی زبان معجز بیان سے
سُنی گئی علما کا اتفاق ہی کہ قرآن کی ترتیب آیات توقیفی ہی یعنے راے واجتہاد سے نہین حضور نے
جس طرح قرأت فرمائی اور جسے مقدم و موخر کیا اسی طور پر لکھا گیا مگر سورتون کی ترتیب بعض کے
نزدیک اجتہادی ہی یعنے بحسب مناسبت صحابہ نے مرتب کیا اور بعض کے نزدیک یہ بھی توقیفی ہی
جیسا کہ حضرت عمر سے مروی ہی کہ ترتیب قرآن بحسب ترتیب لوح محفوظ ہی ف معلوم ہوا کہ ترتیب
آیات بالاتفاق توقیفی ہی اور ترتیب سور مین کچھ اختلاف ہی اور غور کرنے سے سمجھا جاتا ہی کہ یہ بھی
توقیفی ہی نہ توقیفی سا اس لیے کہ جبرئیل علیہ السلام کا سُننا سُنانا بحدیث صحیح ثابت لامحالہ اسمین کوئی
ترتیب ہوگی اور اگر نہ تھی تو ضرور ہی کہ ترتیب بدعت ہوا اسلیے کہ یہ بات دین سے ہی اور صحابہ کسی امر جدید پر
بدون ضرورت شرعیہ واشارۂ نصوص جرأت نکرتے تھے حالانکہ صورتون مین ترتیب کی کچھ حاجت
نہ تھی جس طرح قرأت نماز مین تعیین سور کی ضرورت نہین یہ حضور سرور عالم کا نماز مین تلاوت فرمانا
سے یہ مسئلہ کہ ترک ترتیب سور سے نماز مین ترک سنت ہوتا ہی اور امر اجتہادی خود ہی سُنت نہین ایسے
ترتیب سنت کیونکر ہوتی یہ امر دو حال سے خالی نہین اول یہ کہ حضور کی تلاوت مین کوئی ترتیب
نہ تھی اسکا ثبوت دشوار ایسا کبھی منقول نہین ہوا کہ حضور نے مثلاً قل ہو اللہ تبت یدا سے پہلے پڑھی

دوم یہ کہ حضور کو ترتیب معلوم تھی صحابہ کو معلوم نہ تھی یہ ہرگز قابل قبول نہین ہے صحابہ اور قرآن مین غفلت۔ اُنھون نے تمام عمر مین سیکھا ہی کیا اور کیا ہی کیا سواے تلاوت وعمل قرآن کے سوم یہ کہ معلوم تھی مگر عمداً بدل ڈالی یہ غیر ممکن ہی اور تراویح وغیرہ سے اگر حجت اختیار لیجاے تو وہان اصل ومصلحت شرعی ہی بیان کون اصل اور مصلحت ہی رہی ترتیب نزول وہ بوجہ ترک رسول مقبول متروک ہوئی گو اُسکے محفوظ رکھنے مین علم تاریخ وناسخ ومنسوخ کا فائدہ زیادہ تھا اعراب وآیات قرآن حضرت عثمان کے قرآن مین رسم خط ضرور تھا اور وہ ابتک مقبول ومعمول ہی اور اسکی اتباع کیجاتی ہی مگر اعراب وآیات وغیرہ کی علامتین نہ تھین عبد الملک کے زمانے مین یہ راے قرار پائی کہ عوام وجوہ اعراب مین غالباً خطا کرینگے لہذا قرآن معرب کردیا جائے پھر ابو اسود دیلی یا خواجہ حسن بصری یا یحیی بن یعمر یا نضر بن عاصم لیثی نے اعراب لگائے اور سب سے پہلے ہمزہ وتشدید اور روم اور اشمام وغیرہ خلیل نے موضوع کئے اور کہا یحیی بن ابی کثیر نے پہلے پہل صرف تین نقطے تھے ابتداے آیات پر اور کہا قتادہ نے پہلے نقطے لگائے پھر تخمیس وتعشیر کی اور کہا گیا پہلے نقطے ایجاد کیے گئے آخر آیت پر پھر فواتح سور وخواتم آیات لکھے گئے اور عالمگیری کے فصل تراویح مین ہی کہ ہمارے ہندوستان کے سوا دوسرے ملکون مین دس دس آیتون کے بعد علامت تھی جسے تعشیر کہتے ہین پھر مشائخ نے قرآن کو ۵۴۰ جز پر تقسیم کیا اسی کا نام رکوع ہی کہ تراویح مین بیس رکوع روز پڑھین اور ستائیسون کو ختم ہوجاے مگر سب رکوع برابر نہین اس لیے کہ تقسیم رکوع مین یہ ضرور لحاظ ہی کہ کسی جدید امر سے آغاز کیا جائے اور قدما سے تجرید قرآن منقول ہی تاکہ کتاب اللہ مین کوئی اور شے خلط نہو جیسا کہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ قرآن کو دوسرے حروف والفاظ سے خالی رکھو اور ابن سیرین وغیرہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے مگر تابعین کے زمانے سے اسی پر تعامل ہوگیا اور بیشک یہ امر مسلمانون کے حق مین بہت خیر ہوا موجد سکا مستحق اجر عظیم ہی پس یہین سے سمجھا گیا کہ اب بھی بضرورت کچھ علامتین قائم کرنا ممنوع نہین ہوسکتا مثلاً ہر آیت پر ہندسہ جس سے بڑا فائدہ اور سہولت ہی۔ اور پارونکی تقسیم بھی مختلف ہی یہ پارے جو ہمارے ہندوستان میں پائے جاتے ہین بعض مصاحف روم مین اسکے خلاف تقسیم ہی قرات وقراء سبعہ بخاری مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ھذا القرآن انزل علی سبعة احرف یہ قرآن سات قراءتون پر نازل ہوا ہی اس حدیث کی شرح مین صاحب اتقان نے کمال تحقیق وبسط کی ہی جسکا حاصل یہ ہی کہ ہر ہر آیت سات سات طور پر نہین بلکہ کوئی ایک کوئی دو کوئی زیادہ طور پر ہی اور وہ سب قراتین باہم ایسی مغائر نہین جنسے نتیجہ اختلاف معانی پیدا ہو جیسے ملک یوم الدین ومالک

یوم الدین پھر وہ قاری جنھون نے حضور سے قرآن سیکھا اور مشہور ہوئے سات ہین اور ہر ایک کی تعلیم اُس شہر مین زیادہ مشتہر و مؤثر ہوئی جہان وہ رہے ۱ حضرت علی ۲ حضرت عثمان ۳ حضرت اُبی ۴ حضرت زید بن ثابت ۵ حضرت ابن مسعود ۶ حضرت ابو درداء ۷ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور انسے دوسرے صحابہ نے قرات سیکھی جیسے ابو ہریرہ و ابن عباس و عبداللہ بن سائب اور انسے متعدد تابعین نے قرات سیکھی اور اطراف عالم مین یہ علم شائع ہوا چنانچہ مکے مین عبید۔ عطا ابن ابی رباح طاوس۔ مجاہد۔ ابن ابی ملیکہ مدینے مین ابن مسیب۔ عروہ۔ سالم عمر بن عبد العزیز۔ سلیمان عطا۔ معاذ بن حارث۔ عبد الرحمن بن ہرمز۔ ابن شہاب زہیری۔ مسلم بن جندب۔ زید بن اسلم کوفے مین عمرو بن میمون عبد الرحمن السلمی۔ زر بن حبیش۔ عبد بن فضیلہ۔ سعید بن جبیر نخعی۔ شعبی۔ بصرے مین ابو العالیہ ابو الرجاء۔ نصر بن عاصم یحییٰ بن عامر۔ حسن ابن سیرین۔ قتادہ شام مین مغیرہ۔ خلیفہ۔ رضی اللہ عنہم **باب دوم فضائل و آداب تلاوت**

قرآن اور محبت نبی رحمٰن ہر مومن کی جان اور ایمان ہی تمکو اپنے رب سے تقرب و گفتگو کا وسیلہ ہے تو یہی قرآن مرشد حق نما و مشیر صواب اندیش اگر ہے تو یہی قرآن کون مشکل ہی جسکا حل قرآن سے نہو سکے شعر۔ انشا۔ ادب۔ علوم عقلیہ۔ تجارب۔ عملیات۔ امثال۔ اخبار۔ طب۔ سیاست۔ تمدن۔ اخلاق تصوف۔ معارف۔ تفقہ۔ معاد۔ معاش جس امر کی تلاش ہی قرآن کیطرف رجوع کرو لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ یہ عجیب اعجاز و انداز ہی کہ ہر قرن۔ ہر بلد۔ ہر زبان۔ ہر طبیعت ہر فن کا آدمی اپنے ذوق و عرف کے موافق مستفید ہو سکتا ہی اور اسپر یہ لطف کہ جس ایک آیت کو لیجئے دنیا و دین کی بہبود کے لیے صرف اسیقدر بس ہی ؎ ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم ٭ کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست **فضل قرآن** عبد اللہ بن عمر نے حضور سے روایت کی اَلْقُرْاٰنُ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ قرآن اللہ کو آسمان و زمین سے اور جو انمین ہی زیادہ پیارا ہے ترمذی فَضْلُ کَلَامِ اللّٰہِ عَلٰی سَائِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ اللّٰہِ عَلٰی خَلْقِہٖ کلام اللہ تمام کلاموں پر ایسا ہی افضل ہی جیسے اللہ کا فضل اسکی مخلوق پر **تلاوت** ترغیب مین ابو ذر سے مروی ہی کہ حضور نے مجھے نصیحت فرماتے عَلَیْکَ بِتِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّہٗ نُوْرٌ لَّکَ فِی الْاَرْضِ وَذُخْرٌ لَّکَ فِی السَّمَاءِ قران ضرور پڑھا کرو یہ تمھارے لیے زمین مین نور اور آسمان پر ذخیرہ ہی **اتقان** نعمان بن بشیر نے حضور سے روایت کی اَفْضَلُ عِبَادَۃِ اُمَّتِیْ قِرَاءَۃُ الْقُرْاٰنِ میری امت کی افضل عبادت قرآن پڑھنا ہی اور عقبہ بن عامر سے مروی ہی کہ فرمایا حضور نے ظاہر پڑھنے والا قرآن کا گویا کھلے طور پر صدقہ دینے والا ہے

اور خفیہ پڑھنے والا چھپکر صدقہ دینے والا ہی یعنے دونون اچھے ہین سماعت فرمایا اِذَا قُرِئَ
الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا جب قرآن پڑھا جائے اسے سنو اور خاموش رہو حضور خود جبریل سے
سُنتے اور عبداللہ بن مسعود سے فرمایا اِنِّی اُحِبُّ ان اسمعہ من غیری رواہ البخاری مین دوست رکھتا
ہون کہ قرآن دوسرون سے سنون پس ثواب تلاوت وسماعت مساوی ہی نظر کما صاحب اتقان نے
قرآن پر نظر عبادت ہی مسئلہ اس طور پر حائضہ وجنب بھی فائدہ اُٹھا سکتے ہین کتابت ارشاد ہوا بِاَیْدِیْ
سَفَرَةٍ کِرَامٍ بَرَرَةٍ قرآن لکھنے والے بزرگ نیکوکار ہین ملک ہون یا انس مسئلہ کتابت صدقہ جاریہ
وذخیرۂ باقیہ واشاعت علوم الٰہیہ سے ہی ہر قاری کے ساتھ کاتب کا بھی حصہ ہی تفصیل اسکی آتی ہی
تعلیم وتعلم بخاری نے روایت کی کہ فرمایا خَیْرُکُمْ من تعلم القرآن وعلمہ تم مین بہتر وہ ہی کہ قرآن سیکھا
اور سکھایا تعلموا القرآن فاقرأوہ (ترمذی) قرآن سیکھو پھر پڑھاؤ ابن ماجہ حضور نے فرمایا
یا اباذر لان تغدو فتعلم اٰیۃ من کتاب اللہ خیر لك من ان تصلی مائۃ رکعۃ اگر قرآن کی ایک آیت
سیکھے تو سو رکعت سے خیر ہی وان تغدو فتعلم بابا من العلم عمل بہ اولم یعمل خیر من ان تصلی الف رکعۃ
اور اگر کچھ علم پڑھے تو ہزار رکعت سے خیر ہی عمل کرے یا نہ ف مراد علم سے معنی قرآن ہین دو ثواب
ہین علم جس سے اپنی اور غیر کی ہدایت ودشمن کی تردید دین کی تائید ہوسکتی ہی عمل یہ لازمی وغیر لازمی
ہی اور تعلم متعدی ہی اور دائمی اسمین دلیل ہی فضل کی علم تفسیر پر ابوہریرہ سے مروی ہی کہ حضور نے فرمایا
جو اپنے بیٹے کو قرآن پڑھاتا ہی اُسے جنت مین ایک تاج پہنایا جائیگا اتقان ابن عمر سے مروی ہی کہ
جس نے اللہ کی رضا کے لیے قرآن پڑھا اُسے فزع اکبر سے خوف نہوگا وہ مشک کے چبوترون پر بٹھایا جائیگا
ترغیب معاذ بن جبل سے مروی ہی جسنے پورا قرآن پڑھکر اُسپر عمل کیا اُسکے باپ کو قیامت مین ایسا
تاج پہنایا جائیگا جسکی چمک سورج کی چمک پر فائق ہوگی حفظ ابن ماجہ نے حضرت علی سے روایت کی
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ القرآن وحفظہ ادخلہ اللہ الجنۃ جس نے قرآن پڑھا
اور اسے حفظ کیا یا اسکے احکام کی حفاظت کی اللہ اسے جنت مین داخل کریگا وشفعہ فی عشرۃ
من اھل بیتہ کلھم قد استوجب النار اور اسکی سفارش قبول کریگا ایسے اسکے دس رشتہ دارونکے
حقمین جو سب کے سب قابل دوزخ کے تھے اقرأوا القرآن ولا یغرنکم ھذہ المصاحف المعلقۃ
فان اللہ لا یعذب قلبا وعی القرآن ای حفظہ پڑھو قرآن اور تم اِن لٹکے ہوئی قرآنون پر فریب
نہ کھاؤ (یعنے قرآن گھر مین رکھنا نفع نہ دیگا) پس بیشک اللہ عذاب نکریگا اُس دل پر جسنے قرآن یاد کیا
اور حفظ کیا تفقہ یہ قرآن کے اُتارنے اور پڑھنے کا مقصود ہی اور منصب نیابت رسول اسکی تصریح

باب سوم وچہارم مین آیگی امتیاز اہل القرآن بخاری نے بروایت ابوموسیٰ اشعری حضورؐ سے قرآن
پڑھنے والے کی مثال بیان کی ۔ا مومن جو قرآن پڑھتا ہو مثل شیرین میوے کے ہی خوش مزہ خوش بو ۔۲ قرآن
نہین پڑھتا وہ مثل چھوارے کے ہی مزہ اچھا بو ندارد ۔۳ منافق جو قرآن پڑھتا ہو وہ ریحانہ ہی مزہ تلخ بو اچھی ۔۴
قرآن نہین پڑھتا وہ حنظل ہی نہ بو نہ مزہ ابن ماجہ جسنے قرآن سیکھا اور پڑھا وہ مثل کیسہ مشک کے ہی جسکی
بوے خوش پھیلی ہوئی ہو اور جسنے قرآن سیکھا اور نہ پڑھا وہ کیسہ مشک ہی سربستہ اور حضور نے فرمایا اَهْلُ
الْقُرْآنِ عُرَفَاءُ اَهْلِ الْجَنَّةِ قرآن والے جنتیون مین بڑے عارف و دانا ہونگے اَهْلُ الْقُرْآنِ اَهْلُ
اللّٰهِ وَخَاصَّتُهٗ قرآن والے اللہ والے اور اللہ کے خاص بندے ہین الاتقان حضرت عائشہؓ سے مروی
ہی کہ وہ گھر جسمین قرآن پڑھا جاے آسمان والونکو ایسا نظر آتا ہی جیسے زمین والون کو تارے شرافت
قاری ۔ احق بالامامة اقرأ بالکتاب ہی ۔۱ نافع بن حارث نے روایت کی کہ مین عسفان مین امیر المومنین
عمرؓ سے ملا آپ نے مجھے مکے مین عامل کیا تھا پوچھا تمنے اپنی جگہ کیسی چھوڑا مین نے عرض کی ابن ابزی کو فرمایا
یہ کون ہین مین نے کہا میرے مولی یعنی غلام آزاد کردہ فرمایا مولی کو خلیفہ کیا مین نے عرض کی وہ قاری
کتاب اللہ عالم بالفرائض وقاضی ہی فرمایا کہ تمہارے پیغمبر نے فرمایا ہی اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَّيَضَعُ
اٰخَرِيْنَ اللہ اس کتاب کی (برکت وخدمت سے) ایک قوم کو بلند قدر کرتا ہی دوسرے کو گراتا ہی استشفاع
قرآن کو شفیع بنانا تاکہ عذاب حشر سے رستگاری ہو احادیث صحیحہ سے ثابت مسلم حضور نے فرمایا اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ
فَاِنَّهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَفِيْعًا لِّاَصْحَابِهٖ قرآن پڑھو یہ قیامت مین قاری کا شفیع ہوگا ابن ماجہ قرآن
قیامت مین متغیر اللون مرد کی صورت مین آکر قاری سے کہیگا مین نے تیری رات کی نیند کھوئی اور دن کو پیاسا
رکھا امن ترمذی نے حضرت علی سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فتنے پیدا ہونگے
مین نے عرض کی بچاؤ کی کیا صورت ہی فرمایا قرآن ہی اسمین اگلونکے قصے آنے والونکی خبرین اور تمہارے
آپس کے جھگڑے اور اُنکے حکم ہین قرآن دوٹوک بات ہی دل لگی نہین جسنے اسے غرور وتجبر سے چھوڑا اللہ
اسے پچھاڑ لیگا اور جسنے اسکے سوا دوسرے سے ہدایت طلب کی اسے اللہ نے بھکا دیا یہ قرآن اللہ کی
مضبوط رسی اور نصیحت ہموار ہی اور صراط مستقیم نہ خواہشین کج کر سکین نہ زبانین بدل سکین (تغیر وتبدل
وتحریف سے محفوظ ہی) نہ علما اس سے سیر ہوسکے ہین نہ کثرت تکرار سے پرانا ہوگا نہ اسکے عجائب اسرار ولطائف
ونکات ختم ہوتے ہین اسکو جنون نے سنکر کہا ہمنے عجیب قرآن سنا کامیابی کیطرف رہنما اور اسپر ایمان لاے
جسنے اسکے موافق کہا سچ کہا اور جسنے اسپر عمل کیا ثواب پایا اور اسکے رو سے حکم کیا عدل کیا اور جسنے اسکی
طرف دعوت کی راہ راست پائی الاتقان شداد بن اوس سے مروی ہی جو سوتے وقت ایک سورت پڑھ لے

اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر کردے کہ کوئی موذی اُسکے قریب نہ آئے تبرک اتقان مین ہی کہ کہا انس نے جس گھر مین قرآن پڑھا جائے اسمین خیر زائد ہوتی ہے اور نہ پڑھا جائے تو کم۔ ابن عباس سے مروی ہی کہ جسکے دل مین کچھ قرآن نہین وہ مثل خانہ ویرانہ ہی۔ ابوہریرہ سے مروی ہی کہ قرآن ایسی غنا ہی جسکے بعد فقر نہو اور اسکے سوا اور کچھ غنا نہین ابن ماجہ ابوسعید نے حضور سے روایت کی یَقُوْلُ الرَّبُّ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالیٰ مَنْ شَغَلَہُ الْقُرْاٰنُ وَذِکْرِیْ عَنْ مَسْأَلَتِیْ اَعْطَیْتُہٗ اَفْضَلُ مَا اُعْطِیَ السَّائِلِیْنَ جو میرے ذکر و قرآن کے شغل مین مجھسے اپنی حاجتین نہ مانگ سکے اُسے مین وہ دیتا ہون جو دوسرے سائلون سے زیادہ ہو ف پس کیا گمان ہی اس شخص کی طرف جو سوال خلق و تدبیر کار سے شغل کتاب اللہ و سنت پیغمبر مین معذور رہا ہو شفا یعنے امراض و حوائج مین قرآن سے کشود کار چاہنا۔ دلکی بیماریان اخلاقی و روحی امراض کے علاج کیلئے تو قرآن اتارا ہی گیا ہی اور دوسری حاجتون مین بھی یہ اکسیر اعظم ہی ابن ماجہ فرمایا عَلَیْکُمْ بِالشِّفَائَیْنِ اَلْعَسَلُ وَالْقُرْاٰنُ لازم پکڑو دو شفا بخش امر شہد اور قرآن اور فرمایا خَیْرُ الدَّوَاءِ الْقُرْاٰنُ قرآن بہت اچھی دوا ہی طلحہ بن مصرف سے مروی ہی کہ جب مریض کے پاس قرآن پڑھا جائے تو اُسے تخفیف ہو جاتی ہے حضور مین ایک شخص نے درد سینہ کی شکایت کی اور ایک نے درد حلق کی فرمایا قرآن پڑھا کرو۔ عبداللہ بن جابر نے حضور سے روایت کی کہ سورۂ فاتحہ زہر سے شفا ہی رقیہ یعنے جھاڑ پھونک تعویذ عمل آیات قرآن سے کرنا معوذتین اس لیے نازل ہوئی کہ سحر دفع کیا جائے اور اکثر آیتون سے تعویذ و رقیہ و شفائے امراض و حفظ شیاطین جن و انس و دفع بلا مین استعانت احادیث مین منقول اسلاف کبار سے ماثور اولیاء اللہ مین معمول رہا ہی بخاری ابوسعید خدری سے مروی ہی کہ چند صحابی کسی محلہ عرب مین اترے اُنکی مہمانی نکی گئی اتفاقاً وہانکے سردار کو بچھو نے ڈنک مارا انسے درخواست کی کہ دوا یا دعا کرین صحاب نے کہا ہم بے لیے کچھ نکرینگے جب چند بکریان دینے کا وعدہ کیا الحمد پڑھکر اُسپر تھوکا شفا ہو گئی اس خیال سے کہ یہ بکریان حلال ہوئین یا نہ حضور مین حاضر ہوکر عرض کی حضور نے تبسم فرمایا اور کہا وَمَا اَدْرٰکَ اَنَّھَا رُقْیَۃٌ خُذُوْھَا وَاضْرِبُوْا لِیْ بِسَھْمٍ تمھین کس نے بتایا کہ یہ منتر ہی لو اسے اور میرا بھی حصہ لگاؤ۔ اور دوسری روایت مین ہی کہ فرمایا اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا کِتَابُ اللّٰہِ جسپر تم مزدوری لو ان مین قرآن مستحق تر ہی کہ تم اجر لو اس لیے کہ اسمین نفع مال و فراغت حال و امید مآل ہی) اتقان انس سے مروی ہی کہ جو شخص سوتے وقت الحمد و قل ہو اللہ پڑھ لے سوائے موت کے ہر بلا سے محفوظ رہے کہا ابن عباس نے جب سواری کا جانور شوخی کرے تو یہ آیت اُسکے کان مین پڑھ دو (دھیرا ہو جائیگا) اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ وَلَہٗ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا وَّاِلَیْہِ یُرْجَعُوْنَ امام زین العابدین سے مروی ہی کہ ناؤ پر سوار ہوتے پڑھ لے بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا

اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ الخ انس سے مروی ہے کہ جو کوئی کہے مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ تو اُسکے مال وعیال مین کوئی آفت نہ آئے کہا سعد بن ابی وقاص نے اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ مسلم جس کام کے لیے پڑھے دعا مقبول ہو اور کہا ابن سنی نے کہ یہ ہر مشکل کیلئے کشائش ہے اور حضور نے فرمایا اَمْ حَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا آخر سورت تک جو مرد صاحب یقین پڑھے پہاڑ بھی ہو ٹل جائے کہا عبد اللہ بن زبیر نے یٰسٓ جس کام کیلئے پڑھی جائے برائے کہا ابن عباس نے کہ ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ دفع وسوسہ کو مفید ہے کہا سیوطی رحمہ نے اِن احادیث مین مرفوع ہون یا موقوف کوئی موضوع نہین جب سفر کرے تو قل یا ایہا الکافرون اور اذا جاء اور قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس مع بسم اللہ اول و آخر پڑھ لے تو تمام ساتھیون مین باوقار اور خوش عیش رہیگا حصن حصین اور انا للہ وانا الیہ راجعون نہایت مجرب ہے دفع بلا و حصول صبر ونعم البدل وغیرہ مین ف تمام فضائل قرآنیہ خصوص یہ بات نہایت وسیع ہے اسمین شبہہ ہو سکتا ہے کہ کبھی کبھی اثر مرتب نہین ہوتا پس گمان کیا بعض نے کہ اسکے طریقے عموماً معلوم نہین عامل جانتے ہین اور کہا بعض نے کہ ایسا ہوجاتا زہد و اتقا و اکل حلال وصدق مقال و درستی عقیدہ پر موقوف ہے مگر شق اول مین تسلیم نہین کرسکتا اس لیے کہ اعمال ماثورہ کی تعلیم کامل ہو چکی کوئی امر چھپایا نہین گیا معاذ اللہ ہمارے آئمہ محدثین نہ ایسے تھے کہ چھپا کر وبال لیتے اور نہ یہ کہ تحقیق تحصیل مین سستی کرتے ہان حضرات صوفیہ نے اِنکے علاوہ اور بہت طریقے نکالے ہین اور وہ سریع التاثیر ومصدق بتجارب کثیر ہین کبھی استخراج انکا نکات احادیث و آیات سے ہے کبھی کشف والہام سے کبھی کسی تجربہ و دوام سے لیکن اعمال ماثورہ نہ ناقص ہین نہ مخفی اور شق ثانی گو بعض احادیث سے موید ہے آپنے حضرت سعد کو تعلیم فرمائی اَطِبْ مَطْعَمَکَ تَکُنْ مُسْتَجَابَ الدَّعْوَۃِ پاک کمانا کھاؤ مقبول الدعا ہو جاؤ گے تاہم عمومِ نص چاہتا ہے حکم و اثر کو پس امر حق یہ ہے کہ یہ اور تمام ایسے طریقے خواہ ایسے ہون یا کسی دوا سے یا اور سب تدبیرین وسائل ہین جنکے ذریعے سے ہم پروردگار عالم کے حضور مین اپنی حاجتین پیش کرکے امیدوار قبول ہوتے ہین اللہ تعالے قبول فرمائے یا نہ پھر یہ وسائل اگر بے اصل تھے تو نہ اِدھر کے ہوئے نہ اُدھر کے مَا لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ خَلَاقٍ اور اگر تعلیم نبوت سے مستفاد ہین تو دو فائدے ملتے ہین ۱ دنیا مین برآر حاجت ۲ ثواب آخرت۔ اگر تقدیر آلہی کے موافق ہے تو دونون حاصل ورنہ قبول دنیاوی کسی اور خیر سے مبدل یا کسی بلا کا دافع یا ثواب آخرت مین ذخیرہ ہو جاتا ہے جیسا کہ بخاری نے ابن عمر سے روایت کی حضور نے فرمایا اِنَّہٗ لَا یَرُدُّ شَیْئًا اِنَّمَا یُسْتَخْرَجُ بِہٖ مِنَ الْبَخِیْلِ نذر کسی تقدیری امر کو نہین ٹالتی مگر بخیل سے مال نکال لیتی ہے اسکے باقی احکام

آتے ہین ثواب ابن ماجہ نے ابو سعید خدری سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا یُقالُ لِصاحِبِہ اِذا دخل
الجنۃ اِقرأ واصعد فیقرأ ویصعد بکل آیۃ درجۃ حتی یقرأ آخر شیئ معہ جنت مین جاتے وقت
قاری قرآن سے کہا جائیگا ایک ایک آیت پڑھتا جا اور مراتب جنت مین ترقی کر یہ پڑھتا اور بڑھتا جائیگا اور
جہان تک پڑھا ہی بلندی کریگا جب اسکا قرآن ختم ہو جائیگا وہان ٹھہر جائیگا اتقان کہا خطابی نے
جسنے پورا قرآن پڑھا وہ اعلی مدارج جنت پر ہوگا اور جسنے جسقدر کم پڑھا ہی وہی اُسکا مقام ہی ترمذی
حضرت عائشہ سے مروی ہی کہ جو قرآن اسطرح پڑھے کہ اُسپر شاق ہو تو اسے دو ثواب عطا ہونگے اور ابن
مسعود سے مروی ہی کہ حضور نے فرمایا کہ قرآن کے ہر حرف پر ایک نیکی ملیگی اور نیکی دس گنی ہی مین نہین کہتا
کہ الم ایک حرف ہی لیکن الف ایک حرف ہی اور لام ایک حرف اور میم ایک حرف ترغیب معاذ بن جبل سے
مروی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تم مین سے رات کو نماز پڑھے تو چاہیئے کہ قرأت بالجہر کرے
اس لیے کہ ملائکہ اسکے ساتھ نماز پڑھتے ہین اور اسکی قرأت سنتے ہین اور مومن جن گرد و پیش اسکی اقتدا
کرتے ہین اور اُسکی قرأت کی برکت سے اس گھر سے اور اُسکے گرد سے فساق و شریر جن نکالے جاتے
ہین اور جس گھر مین قرآن پڑھا جاتا ہی اُسپر ایک خیمہ نور رہتا ہی جسکی روشنی مین آسمان والون کو راہ ملتی ہی
تم کو دریاے عمیق اور وادی ویران مین تارونکے ذریعے سے راہ ملتی ہی جب قاری مرجاتا ہی تو یہ
خیمہ اٹھ جاتا ہی فرشتے آسمان سے دیکھتے ہین اور یہ روشنی نظر نہین آتی تو اسکی روح سے ہر آسمان پر ملاقات
کرتے ہین اور اوسپر درود بھیجتے ہین اور ملائکہ حفاظ اسکا استقبال کرتے ہین اور قیامت تک اسکے لیے فرشتے
استغفار کیا کرتے ہین اور جو آدمی قرآن رات کو نماز مین پڑھتا ہی تو وہ ساعت رات کے آنے والی رات کو
وصیت کرتی ہی کہ اسے عین وقت پر بیدار و ہوشیار کر دے اور اُسپر سبک ہو جائے اور جب یہ قاری مرتا ہے
اور اُسکے گھر والے اسکی تیاری مین ہوتے ہین تو قرآن بصورت حسین آتا ہی اور اسکے سرھانے کھڑا رہتا ہی
جب یہ کفن مین کیا جاتا ہی قرآن پاک اسکے سینے پر ہوتا ہی پھر جب یہ قبر مین اتارا گیا اور اسکے دوست آشنا
متفرق ہو گئے منکر نکیر آتے ہین اور اُسے بٹھاتے ہین تو قرآن اسکے اور فرشتون کے درمیان مین ہو جاتا ہی
وہ کہتے ہین تو ہٹ ایک طرف ہو جا کہ ہم سوال کرین قرآن کہتا ہی بخدا ایسا نہین ہو سکتا یہ میرا دوست اور
ساتھی تھا اور تم اسکے کسی حال پر پا نہین سکتے اگر تمکو کسی شئے کا حکم ہی تو اپنے حکم کو پورا کرو اور مجھے یہین
چھوڑ دو اس لئے کہ مین اسے جدا نہین کر سکتا یہان تک کہ جنت مین لیجاؤن پھر قرآن اپنے ساتھی کو دیکھکر
کہتا ہی مین وہی قرآن ہون جسے تو جہر و خفا سے پڑھتا تھا اور دوست رکھتا تھا مین بھی تجھے دوست
رکھتا ہون اور جسے مین دوست رکھون اللہ اسے دوست رکھے گا تجھے سوال منکر نکیر کے بعد کوئی غم ہے

نہ حزن پھر منکر نکیر سوال کرتے ہین اور چلے جاتے ہین اور یہ اور قرآن رہجاتا ہی تو قرآن کہتا ہی مین تیرے
لیے فرش نرم اور چادر حسن مہیا کرتا ہون جسطرح تو نے راتون کی نیند کھوئی اور دنکو مشقت اختیار کی پھر
قرآن اسمان کیطرف بلند ہوتا ہی پلک مارتے حضور حق سبحانہ تعالی مین حاضر ہوکر یہ چیزین مانگتا ہی اُسے عنایت
ہوتی ہین اور اسکے ساتھ دس لاکھ فرشتے اُترتے ہین جو ملائکہ آسمان ششم سے ہین پھر قرآن قبر مین آکر اسے
دعا دیتا ہی اور کہتا ہی اے قاری کیا تجھے (میرے بعد) وحشت ہوئی ہین جب سے کہ تجھسے دور ہوا اسیقدر کیا کہ
حق سبحانہ تعالی سے کلام و سوال کرکے تیرے لیے یہ تین حاصل کین فرش اور چادر اور کنجی تیرے لیے لایا
ہون تو اٹھ تاکہ فرشتے فرش بچھاوین پھر فرشتے نہایت سہولت سے اسے اُٹھاتے ہین پھر اُسکی قبر کو چارسو برس
کی راہ کے برابر وسیع کردیتے ہین اور فرش حریر بچھا دیتے ہین جسمین روئی کی جگہ مشک و اذفر بھرا ہوتا ہی
اور اسکے پائو اور سر کے تلے سندس و استبرق رکھا جاتا اور دو چراغ جنت کے نور سے جلائے جاتے ہین
ایک پائو کے پاس ایک سر کے پاس یہ دونون قیامت تک روشن رہینگے پھر فرشتے اسے داہنی کروٹ پر
قبلہ رو لٹا دیتے ہین اور جنت کی چمبیلی اُسکے لیے لائی جاتی ہی اور فرشتے چلے جاتے ہین اور وہ قاری اور قرآن
رہجاتا ہی پھر قرآن یاسمین جنت لیکر اُسکی ناک پر رکھتا ہی اور وہ سونگھا کرتا ہی یہان تک کہ قیامت مین مبعوث
ہو پھر قرآن اسکے گھر پر آکر انکی رات دن خبرگیری کرتا ہی اور جسطرح والد شفیق نگران و متعاہد رہتا ہی یہ بھی
رہتا ہی اگر کوئی اُسکا لڑکا قرآن پڑھتا ہی تو قرآن اسے بشارت سُناتا ہی اور اگر اسکی اولاد بد ہوتی ہی تو یہ خیر
و صلاح کی اُنکے حق مین دعا کرتا ہی (او رمثل اسکے یہ ہین کہ ثواب قرآن آتا ہی) آداب تلاوت اسمین چھ
واجب ہین باقی مستحب ایک یہ کہ تمام عمر مین ایکبار کچھ قرآن پڑھے فاقرؤا ما تیسر من القرآن جو
اور جسطرح اور جسقدر آسان ہو قرآن سے پڑھ لیا کرو لکلمہ تیسیر و من تبعیض نہ قرات کل واجب کرتا ہے
نہ عموم یا سے تخصیص لازم نہ مقتضاے امر سے تکرار عائد اور ضمن نماز مین پڑھنا اس امر کے امتثال کو غالبًا
کافی نہین اسلیے کہ دونون امر مستقل و مطلوب بالذات ہین دوسرے بوقت قرات حدث اکبر سے اور در صورت مس
حدث اصغر سے پاک ہو مگر نابالغون کے لیے بغرض تعلیم یہ قیود نہین تیسرے صحیح پڑھے چوتھے تلاوت کی نیت ہو نہ مزاح
و تمثیل و خطاب و کلام یا اور کوئی امر مراد نہو ورنہ نہ ثواب ہی نہ اداے واجب البتہ نیت وعظ و تفقہ
و استخراج مسائل و فہم معانی و مشق قواعد قرات احب و افضل ہی پانچوین تلاوت ایک آیت سے کم نہو
اس لیے کہ قرآن عرب کی زبان ہی آیت سے کم نہ معجز ہی نہ قرآن ہی چھٹے جب قرآن پڑھا جائے سکوت
و استماع واجب اذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا قرآن جب پڑھا جائے اسے چپکے سنا کرو
مگر بغرض تعلیم و حفظ و درس قرآن خوانون کے لیے اتمارض اصوات جائز اور یہ ماثور و منقول ہے

م ... ایک جز ... نہین کرتا ۱۲

سلف صلح سے حضرت ابو دردا، قرآن پڑھاتے اور آپکے شاگرد سبکے سب پڑھتے۔ اور کہا گیا کہ
پہلے پہل مساجد مین درس قرآن ہشام بن اسمٰعیل نے ایجاد کیا اور وہان سب ایکبار قرآن پڑھتے
(تبیان) سئلہ قرآن پڑھا جائے اور طالب علم مطالعہ کتاب یا نمازی نماز یا کسی وظیفے مین مشغول
ہو تو مضائقہ نہین ورنہ مساجد و مدارس مین ہرج عظیم ہوگا (کذا فی عالمگیریہ) مسئلہ جہان چند آدمی
قرآن پڑھتے ہون وہان جہر نہ پڑھنا چاہیے کہ تعارض صلوات نہو مسئلہ بہتر یہ ہی کہ آدمیون مین قرآن
آہستہ پڑھا جائے تاکہ حاضرین بوجہ ترک سکوت و سماعت و التفات عاصی نہون اور نہ ترک شغل سے
متاذی (کذا فی عالمگیریہ) مسئلہ مدارس مین بغرض تعلیم تعارض اصوات و ترک سماع قرآن ممتنع نہین مسئلہ
صاحب حدث اکبر نہ پڑھ سکتا ہی نہ چھو سکتا ہی مگر جائز ہی کہ قرآن کی سطرون پر نظر ڈالے اور بدون تحرک
زبان دل مین کلمات مقدسہ سمجھے اس لیے کہ قلب مومن ہر حال مین طاہر اور ذکر اللہ سعادت ہی۔ ہان حرف
حرف قطع کرکے پڑھنا بھی ممنوع نہین یہ توسیع جنب و حائضہ وغیرہ سبکے لیے ہی مسئلہ آیات سجدہ پڑھنے
یا سُننے سے سجدہ واجب ہوتا ہی مسئلہ قرآن کسی وقت پڑھنا مکروہ نہین اور جو بعض مشایخ سے منقول
ہی کہ بعد عصر مکروہ ہی اسکی کوئی اصل نہین ہی (اتقان) فرمایا اُذْكُرُوا اللهَ عِنْدَ كُلِّ شَجَرٍ وَّحَجَرٍ حدیث معاذ
مین ہی کہ اللہ کا ذکر ہر جگہ کرو اور فرمایا فِي آنَاءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ رات دن قرآن پڑھا کرتے ہین ہان جب
کوئی امر واجب یا سُنت متروک ہوتا ہو جیسے جواب اذان یا جماعت نماز وغیرہ اور ایسے ہی رکوع و سجود
مین یا کسی مقام نجس وغیرہ مین کراہت عارضی ہوگی مستحبات قران با وضو برجوع قلب شروع کرے،
او رقبلہ رو بیٹھے جگہ پاک ہو مسجد اولے تر ہی ف اگر استاد یا شاگرد یا دوسرے حاضرین کو سنانا ہی تو
انکی طرف منھ کرنا مناسب ہی اور سامعین کو قبلہ رو بیٹھنے سے قاری کیطرف مُنھ کرنا افضل ہی اور مسجد
کو فضل ہی مگر جبکہ احتمال ریا ہو یا وقت نماز و حضور جماعت ہو تو دوسرا مقام بہتر ہی مسئلہ بالجہر
قراءت کرنے والے کو نمازی کے پاس پڑھنا نہ چاہئے کہ اسکی نماز جو نفس تلاوت اہم ہی مختل نہو مسئلہ ایسے لوگ
جو خشوع و خضوع و خوف و رجا و گریہ و بکا سے تلذذ یا تفقہ و تامل سے تمتع چاہین اُنکے لیے خلوت
اولیٰ تر ہی مسجد ہو یا دوسرا مقام اور مستحب ہی مسواک کرنا جیسا کہ ابن ماجہ نے حضرت علی سے مرفوعاً
روایت کی اِنَّ اَفْوَاهَكُمْ طُرُقٌ لِلْقُرْاٰنِ فَطَيِّبُوْهَا بِالسِّوَاكِ تمھارے منھ قرآن کے لیے
راہین ہین تو مسواک سے انکو پاک کرو کہا جلال الدین سیوطی نے کہ اگر قرآن پڑھتے ہوئے کسی اور
طرف التفات کیا اور پھر پڑھنے لگا تو بہتر ہی کہ تجدید مسواک و تعوذ و تسمیہ کرے ف بیشک یہ ادب
صوری ہی حضوری دربار حضرت شاہنشاہ مطلق کا اور ادب حقیقی یہ ہی کہ دل سے خیالات اغیار دور کر

آب عبودیت سے غسل اور آداب محبت سے وضو اور شجرۂ معرفت سے مسواک کرکے اصل التغافل
یعنی اپنی ہستی سے اعاذہ کرکے باعانت نام پاک اُسکی ذات کے جلال مین نابود بنجائے تاکہ رحمت خاصہ
وعامہ دستگیری فرمائے اب صلاحیت خطاب حاصل ہوئی تعوذ قراءت سے پہلے مسنون ہی
اور کتابت مین غیر معمول بعض نے جہر پسند کیا اور بعض نے سر کہا ابو شامہ نے سامعین ہون تو جہر اولی
ہی تاکہ ساکت و متوجہ ہوجائین (اتقان) نماز مین پہلی رکعت مین ثنا کے بعد تعوذ مسنون ہی پھر نہین
اسکے متعدد صیغے ہین مگر ظاہر قران سے اعوذ باللہ یا استعیذ باللہ ثابت و اولی ہی تسمیہ کتابت یا
تلاوت یا نماز مین بسم اللہ سے ابتدا مسنون ہی مگر جب تلاوت مین نئی سورت شروع ہو یا کوئی کلام
کیا جائے تو بسم اللہ دوہرانا چاہیے مگر نماز مین نہین شامی اگر نماز مین بھی ہر سورت پر بسم اللہ
بڑھا دے تو جائز ہی مسئلہ اگر قرآن پڑھتے پڑھتے سورۂ برات آجائے تو بسم اللہ نکرے ایسا ہی
متوارث ہی مگر جبکہ سورۂ برات ہی سے تلاوت شروع کرے ابتدا سے یا وسط سے تو بسم اللہ
کہنا چاہیے (منیہ) حفظ و ناظرہ اسمین اختلاف ہی کہ قرآن دیکھکر پڑھنا افضل ہی یا بے دیکھے
قول اول مصحف سے پڑھنا افضل ہی اس لیے کہ مجرد نظر بھی قرآن پر عبادت ہی اتقان ایسا ہی
کہا نووی نے اور ہم اسمین خلاف نہین جانتے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قِرَاءَةُ الرَّجُلِ
فِي غَيْرِ الْمُصْحَفِ أَلْفُ دَرَجَةٍ وَقِرَاءَتُهُ فِي الْمُصْحَفِ أَلْفَيْ دَرَجَةٍ اور دوسری حدیث مین ہے کہ
جس طرح نفل و فرض مین فرق ہی وہی فرق ناظران و حفظ مین ہی اور ابن مسعود سے مرفوعاً مروی ہی
جسے خوش آئے کہ اللہ و رسول کو چاہے وہ مصحف دیکھکر تلاوت کرے اور عالمگیری مین اسکو اولی
کہا ہی قول دوم حفظ پڑھنا افضل ہی اسے ذکر کیا زرکشی نے برہان مین۔ اور ابن عبد السلام نے
اسکو اختیار کیا اس لیے کہ اسمین غور و فکر کا موقع زیادہ ہی اور کہا صاحب اتقان نے کہ قول حسن یہ ہے
کہ یہ مسئلہ حسب احوال قاری مختلف ہی جسے جس طور سے خشوع و خضوع و غور و تدبر زیادہ حاصل
ہو اسکے حق مین وہی افضل ہی ف بظاہر اولٰی ناظران خوانی قوی ہین اور اثر بھی زائد اسی لیے کہ
نظر مصحف سے کمال غور و فکر کا اسطرح موقع ملنا کہ ماسبق و مالحق بدون التفات و شغل فکر پیش نظر
رہے حفاظ کو دشوار ہی ۔ روایت مرفوعہ مگر حافظ کو سہولت و وسعت مزید اور ہر حال مین بدون
کسی اسباب کے قراءت پر قدرت ہی ۔ جیسا کہ قرآن مین ارشاد ہوا يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ آنَاءَ اللَّيْلِ
یہ بات مخصوص بحفظ ہی ۔ بڑی وجہ اتباع صاحب قرآن رسول رحمن و جمہور صحابہ ہی اس لیے کہ بسبب قلت
تحریر و جمع نہ تھا اکثر حفظ پڑھتے تھے ترتیل یعنے قرآن صاف صاف حرف حرف واضح پڑھنا کہ خود

سمجھ مین تردد نہ سامع کو شبہ ہو فرمایا رَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا قرآن واضح پڑھو ابن عباس سے مروی ہے
فرمایا لَاَنْ اَقْرَاَ سُوْرَةً وَرَتِّلُهَا اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَقْرَاَ الْقُرْآنَ كُلَّهٗ ایک سورت ترتیل سے
پڑھنا تمام قرآن کے پڑھجانے سے بہتر ہے فرمایا ابن مسعود نے لَا تَنْثُرُوْهُ نَثْرَ الدَّقَلِ وَلَا تَهُذُّوْهُ
هَذَّ الشِّعْرِ قِفُوْا عِنْدَ عَجَائِبِهٖ وَحَرِّكُوْا بِهِ الْقُلُوْبَ وَلَا يَكُوْنُ هَمُّ اَحَدِكُمْ اٰخِرَ السُّوْرَةِ نہ بکھیرو
اسے ناقص خرمونکا بکھیرنا اور نہ کاٹو اسے شعر کاسا کاٹنا قرآن کے عجائب اسرار ولطائف معانی پر ٹھہرجایا کرو
اور اُسکے وجد وذوق وتلذذ وشوق مین قلب ہل جائے اور یہ نظر نہ رہے کہ سورت تمامی کرلین بلکہ جبتک
ایک آیت سے فراغ نہو آگے نہ پڑھو۔ یہ ارشاد باب تلاوت مین مرشد حق نما وکلید خزائن مدعا ہی لازم ہے کہ
کمال عجز وعبودیت وشوق حضور سے یقین کرے کہ اُسکی طرف خطاب ہو رہے ہین اور تلذذ تکلم وخود رفتگی
شوق مین بقول سعدی ؂ عجب ست با وجودت کہ وجود من بماند + تو بگفتن اندر آئی ومرا سخن بماند
زبان کو لفظون سے کانونکو سماعت سے آنکھون کو تصور سے دل کو فیضان سے متلذذ ومشتغل رکھے
ہر زجر پہ لرز جائے۔ ہر انعام پر بدل امیدوار ایک جان بلب مفلس کی طرح گڑگڑائے پچھلی غفلتون سے
شرمندہ عہد عبودیت پر نئے سر سے قائم توفیق سے ثبات ودوام کا سائل قصص وامثال کے نتائج پر عبرت
کمال قدرت ومنائع سے حیرت ہیبت حضرت الوہیت سے تمام عالم بھولے ہوئے ہاتھ پانون اضطراب
مین پھولے ہوئے۔ سراپا محو مجسم عجز۔ دل مشتاق۔ جان سوختہ ناگاہ دستگیری لطف مکالمت سے کہہ اُٹھے رَبِّ
اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ؂ مشتاق جمال پاک کا ہے + کیا حوصلہ مشت خاک کا ہے۔ بمناسبت احوال ومساعدت
وقت تکلم یا معانی یا تجلی صفاتیہ کا مراقب اپنے سے خبیر غیر سے بیخبر۔ اک جان دو قالب اور یہ مرتبہ نصیب نہو
تو بتکلف اقبال مندونکی صورت بنائے آنکھون مین آنسو چہرے پر خوف بدن مین رعشہ رگ رگ مین جوش خون
خوف در جا عذر ودعا کی حرکات سے صورت جنون دکھائے شاید رحمت عامہ اپنے مرٹ جانے والونکی صورت کو
واقعہ معنی سے سرفراز کرے اس تکلف خانہ ساز کو کیف خدا ساز کرے اسکی طرف اشارہ ہے اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ
الْقُرْاٰنَ قرآن مین غور کیون نہین کرتے بتکلف ہو یا بعشق ترمذی ام سلمہ سے مروی ہے کہ حضور الحمد للہ
رب العالمین پر ٹھہر جاتے الرحمن الرحیم پر توقف کرتے پھر مالک یوم الدین پڑھتے اور بعض سے مروی ہے کہ قراءت
مین قطع یعنی بیچ بیچ مین توقف فرماتے۔ اور ایک روایت ہے کہ آپکی قراءت حرف حرف ہوتی افسوس کہ ہمارے
بھائیونکی زبان جسقدر قرآن پر جلد چلتی ہے شاید کسی بات پہ نہ چلتی ہوگی نہ حرف ظاہر نہ حرکت محسوس مخرج اور وصل
وفصل کا کیا ذکر معنی فہمی کی کیا صورت نہ خود سمجھے نہ کسی نے سُنا قراءت ختم رکوع سے پہلے سجود التحیات ودرود السلام
علیکم عجز وگریہ قرآن پڑھنے یا سننے مین گریہ وبکا محبوب ومسنون ہے بخاری حضور نے عبد اللہ بن مسعود سے کہا

کہ مجھے قرآن سناؤ عرض کی آپ کو سناؤں حالانکہ آپ پر قرآن نازل ہوا ہے اِنِّیْ اَشْتَھِیْ اَنْ اَسْمَعَہٗ مِنْ غَیْرِیْ مین دوسرے سے سُننے کا مشتاق ہوں ابن مسعود نے سورۂ نسا شروع کی جب اس آیت پر پہنچے فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَہِیْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَہِیْدًا ارشاد ہوا بس بس مین نے دیکھا کہ چشمان خدا بین سے آنسو جاری تھے حضرت عمر نے کسیکو پڑھتے سنا اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ سواری پر سے گرے اور ایک مدت بیمار رہے کہ لوگ عیادت کو آتے حضرت عکرمہ بن ابی جہل جب قرآن سُنتے وجد و حال سے بار بار کہتے ھٰذَا کَلَامُ رَبِّیْ ھٰذَا کَلَامُ رَبِّیْ پھر خود قرآن مین نازل ہوا وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَی الرَّسُوْلِ تَرٰٓی اَعْیُنَھُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ قرآن سُنکر اُنکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہین اور حق یہ ہے کہ قرآن سُنکر خون جوش نہ کھائے کلیجا منھ کو نہ آئے تو اس محرومی و بدنصیبی پر رونا چاہیے مسئلہ کہا گیا قرآن سُنکر بیہوش ہو جانا اچھا نہین مگر دلائل اسکے معلل ہین بعلت ریا جیسا کہ ہم نے تفسیر مین ذکر کیا اور وہ امر حق جسے دل اور اہل دل پسند کرتے ہین یہ ہے کہ بیہوشی بوجہ غلبہ حال یا عظمت ذوالجلال یا خشیت و تعمق کمال ہے تو زہے قسمت۔ ورنہ ہوشیار کو بیہوش بننا جائز نہین تبیان مین ہے وَقَدْ صَعِقَ جَمَاعَۃٌ مِّنَ السَّلَفِ عِنْدَ الْقِرَاءَۃِ اگلون کی ایک جماعت تھی کہ قرآن سن کر بیہوش ہو جاتی تھی وَمَاتَ جَمَاعَۃٌ مِّنْھُمْ اور ایک جماعت اُنمین کی جان بحق تسلیم ہو گئی مسئلہ کتب فقہ یا قرآن تھیلیون مین کر کے سواری پر لادا جائے اور اُن تھیلیون پر بیٹھے تو مکروہ نہین مسئلہ قرآن کی طرف پاؤن پھیلانا اگر وہ بلند شے پر رکھا یا لٹکا ہے مکروہ نہین ورنہ مکروہ ہے مسئلہ کسی نے قرآن پر پاؤن رکھدیا بنظر استخفاف و تحقیر یہ کفر ہے تجوید یعنے علم قرات حضرت ابن مسعود اور اکثر صحابہ اسکے بڑے جاننے والے تھے اور اسکا اہتمام مثل ذکر و عبادت ہوتا تھا جیسا کہ حدیث مین مصرح ہے کہ قرآن سات حرفون مین اترا اور بخاری نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ حضور کو تغنی بالقرآن کا اذن اور باتون سے زیادہ ملا اور ایک حدیث مین ہے جو تغنی بالقران نہ کرے ہمارے گروہ سے نہین یعنی کامل الایمان نہین مگر سفیان نے کہا مراد تغنی سے غنا ہے جو قرآن مین دل لگ جانے سے پیدا ہوا اور تمام مخلوق سے مستغنی کردے یہ تاویل گو باصول ظاہر ضعیف سمجھے جائے مگر حقیقۃً عجیب مزے کی بات ہے اور بعض مفسرین نے بحث آیہ کریمہ لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ الخ مین یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کو استغنا بالقرآن عطا ہوئی (ابوسعود و خازن وغیرہ) اور علما کے نزدیک مراد تغنی سے وہ حسن صوت ہے جو حدود سے بڑھکر حد الحان و غنا مین نہ داخل ہوا اور یہ تحسین ضرور ہے بتکلف حاصل ہو یا بے تکلف اتقان تحسین صوت قرات مین مسنون ہے

فرمایا زَیِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِکُمْ اپنی خوش آوازی سے قرآن کو مزین کرو اور دارمی مین ہے
حَسِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِکُمْ فَاِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ یَزِیْدُ الْقُرْاٰنَ حُسْنًا قرآن کو اپنی
آوازون سے خوشنما کرو اس لیے کہ اچھی آواز قرآن کے حسن کو بڑھاتی ہے جو خوش آواز نہو وہ تا بامکان
تکلف کرے بشرطیکہ حد سے بڑھ نہ جائے روضہ مین ہے کہ صحیح مذہب مین ایسی زیادتی جو فتحہ سے الف
اور ضمہ سے واؤ اور کسرہ سے ی پیدا کر دے حرام ہے قاری اس سے فاسق اور سامع عاصی ہو جاتا ہے
چونکہ فہم و معرفت اسکے جزئیات و احکام کی موقوف ہے فہم و عمل علم قراءت پر اور اسکے رسائل بکثرت
شائع لہذا مختصر ذکر پر کفایت مناسب سمجھی گئی تاہم حروف کا صحیح پڑھنا لفظون کا اچھی طرح ادا کرنا
مد و شد و وقف و وصل و فصل کا لحاظ بقدر امکان ضروریات سے ہے امر سہل و سرسری نہین مقدار
تلاوت قرآن مین اکثار مستحب ہے یَتْلُوْنَ اٰیٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَهُمْ یَسْجُدُوْنَ اتقان
حضرات سلف تلاوت قرآن مین مختلف طور پر تھے زیادہ سے زیادہ جو ثابت ہوا رات دن مین آٹھ
ختم ہین چار دن مین چار رات مین اور چار ختم اور تین ختم بھی مروی ہین اور حضرت عائشہ سے زیادہ
پڑھنے مین ناخوشی و کراہت مروی ہے فرمایا اِقْرَءُوْ اَوْ لَمْ یَقْرَءْ کُنْتُ اَقُوْمُ مَعَ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْلَةَ التَّمَامِ فَیَقْرَءُ بِالْبَقَرَةِ وَاٰلِ عِمْرَانَ وَالنِّسَاءِ وَلَا یَمُرُّ
بِاٰیَةٍ فِیْهَا اِسْتِبْشَارٌ اِلَّا دَعٰی اَوْ رَغِبَ وَلَا بِاٰیَةٍ فِیْهَا تَخْوِیْفٌ اِلَّا دَعٰی وَاسْتَعَاذَ
ترجمہ پڑھو یا نہ پڑھو (یعنی برابر ہے کچھ فائدہ نہین بے دلی کی قراءت سے) مین تھی کہ حضور کے ساتھ رات
کو قیام کرتی تو آپ سورہ بقرہ و آل عمران و نساء پڑھتے اور کسی آیت پر نہین گزرتے کہ اسمین بشارت
ہوتی مگر دعا کرتے اور رغبت و شوق ظاہر فرماتے اور جس آیت مین خوف ہوتا دعا کرتے اور استغفار
فرماتے۔ اور بعضے رات دن مین ایک ختم کرتے اور بعضے تین دن مین اور یہ حسن ہے اور بعض علما نے تین
دن سے کم مین ختم مکروہ جانا جیسا کہ حدیث مین وارد ہوا لَا یَفْقَهُ مَنْ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ فِیْ اَقَلِّ مِنْ
ثَلٰثٍ جو تین دن سے کم مین قرآن پڑھیگا وہ نہ سمجھیگا (یہ باعتبار غالب و اکثر فرمایا کلیہ نہین) اور
دوسری روایت مین ابن مسعود سے ہے کہ کہا لَا تَقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فِیْ اَقَلِّ مِنْ ثَلٰثٍ قرآن تین
دن سے کم مین نہ پڑھا کرو اور معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ آپ مکروہ جانتے تھے تین دن سے کم مین
ختم کرنے کو اور بعضے چار اور پانچ اور چھ دن مین ختم کرتے تھے اور بعضے سات دن مین ختم کرتے اور یہ اوسط
امور ہے اور فعل ہے اکثر صحابہ وغیرہم کا اور اسی کے اعتبار سے سات منزلین مقرر کی گئین اور
فمی بشوق نام رکھا گیا۔ اور بعضے ایک ماہ مین اور دو ماہ مین ختم کرتے چنانچہ بخاری نے ایک طویل حدیث

مین نقل کیا کہ حضور نے ایک مرد سے پوچھا تو روزے کیونکر رکھتا ہے کہا روز فرمایا کس طرح ختم کرتا ہے
کہا ہر رات فرمایا ہر مہینے مین تین روزے اور ایک ختم کافی ہے عرض کی مجھے قوت اس سے زیادہ
ہے فرمایا ایک دن روزہ رکھ ایک دن افطار کر اور ہفتے مین ایک ختم کیا کر اور ابو اللیث نے بستان
مین کہا کہ ہر سال مین دو ختم کافی ہین اور حسن نے ابو حنیفہ سے روایت کی جس نے سال مین دو بار
ختم کیا اُس نے حق قرآن ادا کیا اور استدلال لائے اس مسئلے پر فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے کہ فرمایا جبرئیل ہر رمضان مین مجھے ایکبار قرآن سناتے اور اس مرتبہ (یعنے آخر عمر مین) دو بار سنایا
معلوم ہوتا ہے کہ میری موت قریب آگئی پس دو بار سنانا آخر فعل رسول اللہ ہے **ف** ہمین سے
معلوم ہوا کہ دورہ کرنا جیسا کہ حفاظ مین جاری ہے سماعۃً و قراءۃً مسنون ہے - اور امام احمد نے
تصریح کی کہ چالیس دن سے کم مین ختم کرنا مکروہ ہے **ف** ان تمام قولون کے لیے دلائل و وجوہ
متعدد ہین جس نے انکار کیا ایک دلیل قوی ہے جس کا جواب نہین اور جس نے احتیاط کی
ایک تاویل مقبول ہے جس سے اعتراض نہین ہو سکتا اور حق یہ ہے کہ ایمان والون کی حالتین
متفاوت اذہان مختلف ہین - **اول** یعنی ایک یا زائد ختم کرنا - یہ حالت اضطرار یہ ہے جو اولیاے
اخیار و عشاق بیقرار کے لیے ہوتی ہے اور حرکت ہے ملکۂ روحانی کی اور اعانت ہے توفیق رحمانی
کی ورنہ بشر قادر نہین ہو سکتا مگر بکمال مشقت اور یہ حضرات اُن محذورات سے بری ہین جو عجلت
مین ہو جاتے ہین انکے لیے حجاب مرتفع اور انوار مشاہد کلام محبوب مونس و خطاب قدس متوجہ ہین اُنکی
زبان کی حرکت مقتضاے حرکت قلب ہے اور تلفظ عکس صدور معانی **دوم** یعنی تین دن مین ختم کرنا
یہ وظیفہ عباد و صلحا ہے جنھین خدا اور رسول کے سوا نہ دوسرا مقصود ہے نہ انیس اور یہ کمال قوت بشری ہے
بدین طور کہ اپنی ضروریات پورا کرکے بفراغ خاطر و توجہ قلب و فہم معنی و تصحیح کلمات و حروف دس پارے
روزانہ پڑھا کرے **سوم** یعنے ہفتے مین ختم یہ اوسط درجہ تعبد ہے اکثر لوگ اسے کر سکتے ہین اور نہین محروم ہین
اس سے مگر وہ جنھین اللہ تعالی نے اپنے قرب و حضور کا ذوق کم دیا ہے **چہارم** یعنی ایک ماہ مین
ایک ختم کرنا **پنجم** یعنے دو ماہ مین ختم کرنا یہ ادنی مرتبہ ہے تلاوت کا اس سے کمی و قصور حرمان ہے
وحسرت البتہ جو بیچارے مشاغل معاش و افکار عیال وغیرہ کے ضیق و تنگی مین گرفتار یا مردان
خدا جو درس و مواعظ و تصانیف و ہدایت خلق وغیرہ مین رات دن مصروف ہین یا بنظر کمال
تفقہ و تدبر و تجسس روایات و تطابق تفاسیر زیادہ نہین پڑھ سکتے یہ معذور ہین اور ما جور **ششم**
یعنے سال مین دو بار ختم کرنا یہ نہایت اقل درجہ ہے جبتک کوئی وجہ معقول نہو ایسے قرآن خوان

داخل زمرۂ قاریان ہونے کے سوا کوئی منصب نہین رکھتے البتہ عذر لقفۃ وغیرہ جو مذکور ہوئے یہان بھی معتبر و ملحوظ ہین **اصل** مقدار مین شوق دل و رجوع قلب ہے بیدلی کا کام خوب نہین **بخاری** اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُكُمْ فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ قرآن اسی وقت تک پڑھو کہ تمھارا دل زبان کے ساتھ موافق رہے اور جب مخالف ہو یعنی زبان سے حرف نکلین معانی دل مین اور آواز کانون مین جگہ پائے دل و زبان مین اتفاق نہو اٹھ کھڑے ہو جیسا کہ صحیحین مین ابن مسعود سے مروی ہے اِنَّ قَوْمًا يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ وَلٰكِنْ اِذَا وَقَعَ فِي الْقَلْبِ فَرَسَخَ فِيْهِ نَفَعَ ایک قوم قرآن ایسا پڑھتی ہین کہ اُنکے حلق سے نیچے نہین اُترتا لیکن اگر دل مین در آتا تو اُس مین منقش ہوتا اور نفع دیتا **ف** یہ وعید شدید ہے کہ جلد بازی دولت و برکت قبول و اثر سے محروم کردیا گیا **اتقان** اور شرح مہذب مین ہے کہ علما متفق ہین کراہت پر جلد بازی کے اور کہا کہ ایک حرف ترتیل سے افضل ہے اس سے کہ اتنے ہی وقت مین بے ترتیل دو جز پڑھے جائین **ختم قرآن** کہا صاحب اتقان نے کہ حضرت انس ختم کے دن اپنے احباب و عیال کو جمع کرتے اور ایک جماعت تابعین سے مروی ہے کہ وہ لوگ روزہ رکھتے اور مجاہد سے مروی ہے کہ اُنھون نے ابن ابی داؤد کے پاس آدمی بھیجا کہ ختم قرآن مین آکر شریک ہون اور دعا بوقت ختم قرآن مستجاب ہوتی ہے **ف** یہان سے معلوم ہوا کہ یہ طریقہ جو ختم قرآن کا رمضان مین شائع ہے اسلاف کبار سے ماثور ہے اجتماع مومنین بعینہ منقول تقسیم شیرینی امر محبوب اور حضور سے مروی ہے کہ فرمایا اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى اَلْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ الَّذِيْ يَضْرِبُ مِنْ اَوَّلِ الْقُرْاٰنِ اِلٰى اٰخِرِهٖ كُلَّمَا حَلَّ اِرْتَحَلَ پسندیدہ ترین اعمال اللہ کے پاس قیام اور کوچ کرنے والا ہے جو قرآن کو اول سے آخر تک پڑھتا ہے اور جب ختم کرتا ہے معاً شروع کر دیتا ہے اور دارمی مین ہے کہ حضور جب قل اعوذ برب الناس پڑھتے سورۂ فاتحہ شروع کردیتے اور الم مفلحون تک پڑھتے پھر دعا فرماتے **مسئلہ** سورۂ اخلاص کی تکرار مین امام احمد سے منع منقول ہے اور تعامل الناس اسکے خلاف ہے اس لیے کہ قل ہو اللہ تین بار پڑھنے مین تکمیل ہے ختم قرآن کی **ف** جبکہ حضور سے تکرار قل ہو اللہ مین وعدہ جنت مروی ہے جیسا کہ اس کی تفسیر مین گزرا اب کوئی تردد نہین ہے **مسئلہ** قرآن گو ہر حال مین اولیٰ ہے مگر نماز مین اولیٰ تر خصوصاً رمضان مین تراویح کے ساتھ ایکبار سُنت ہے اور دوبار فضیلت اور

[illegible]

تین ختم افضل۔ اور قوم کی کاہلی سے ترک نہ کیا جائے **شامی** ایک ختم کا مسنون ہونا مذہب جمہور ہے
اور امام ابوحنیفہ رحمہ سے مروی ہے کہ آپ ایک ختم کرتے تھے اور بعض نے ستائیسوین کو ختم محبوب
جانا ہے بوجہ شب قدر کے ہمارے زمانے مین اختیار افضل یعنی دوسرا یا تیسرا ختم اس طور پر
ہے کہ قوم کو ملال و ثقل نہ ہو **عالمگیری** درست خوان کو امام کرنا چاہیے خوشخوان کو نہین
اور اداے ارکان اور قراءت مین عجلت مکروہ ہے درمختار اور (برعایت مقتدیان) اگر
فرض مین قراءت ضروری پر اکتفا کرے یعنے ایک آیت طویل یا تین قصیر تو احسن ہے پس
کیا گمان ہے تیرا ساتھ تراویح کے اور زاہدی نے فضائل رمضان مین لکھا کہ تراویح مین
بعد فاتحہ ایک یا دو آیتین پڑھنا مکروہ نہین ہے اور جو شخص اپنے زمانے والون کے حال سے
واقف نہو جاہل ہے یعنی زمانے کی رفتار اور عام لوگون کے خیالات کے موافقت وہان تک
کہ نہ مصالح شرعی فوت ہون نہ کسی شر آیندہ کا خوف ہو ضرور ہے اور امام ثنا اور تشہد اور درود
پر اکتفا کرکے دعا ترک کردے تو مضائقہ نہین **ف** یہ تمام امور اس بنا پر ہین کہ قوم پر تخفیف
ہو اور بوجہ مشقت و کراہت کے نہ تقلیل جماعت ہو نہ امام پر الزام نہ نماز مین تقصیر نہ ثواب مین کمی
پس کیا حال ہے ہمارے زمانے کی تراویح کا ا؎ یہ کہ رکوع و سجود وغیرہ مین ادنےٰ مقدار مسنون سے
بھی زائد تخفیف کی جاتی ہے ۲؎ قرآن اسطرح پڑھا جاتا ہے کہ حروف و اعراب ایک طرف کلمات
کا بھی پتا نہین ملتا ۳؎ مقتدی بجاے خضوع و خشوع و سماعت کے دل مین ہر وقت (چون گوش
روزہ دار بر اللہ اکبر ست) منتظر رکوع رہتے ہین کوئی بیٹھا جاتا ہے کوئی گرا پڑتا ہے کوئی سوتا ہے
کوئی دل مین کچھ کہتا ہے مگر ہر ایک اس نام پر مرتا ہے کہ ہم نے دس پارے دو گھنٹے مین پڑھے
یا سُنے۔ بیشک ایسے حال مین ایک ختم سے زیادہ کرنا بہتر نہین ہان زیادہ اس سے بشرط صحت
کلمات و ترتیل متوسط و آمادگی مقتدیان مضائقہ نہین لیکن ایسا نہو کہ بعض مفاسد مذکورہ سے
ثواب قرآن یا صحت نماز ہی باقی نہ رہے **کتابت و نقل مصحف** نقل قرآن کی مدح
خود قرآن مین منصوص ہے فرمایا فِي اَيْدِي سَفَرَةٍ كِرَامٍ بَرَرَةٍ اور کیا شک ہے کہ نقل
مین تعلیم و اشاعت و حفظ و بقا و دوام کے بہت کچھ فائدے ہین **اتقان** چاہیے کہ قرآن جلی
خوشخط واضح ہو ابوحکمیہ کہتے ہین مین قرآن لکھ رہا تھا کہ حضرت علی میرے پاس ہو کر نکلے اور
فرمایا قلم خوب جلی کر مین نے قط دیا اور لکھنے لگا تو کہا اچھا ہے اسے روشن کر جیسا کہ اللہ نے
نورانی کیا۔ اور حضرت عمر نے ایک شخص کے پاس قرآن بخط خفی دیکھکر (تعزیراً) مارا **مسئلہ**

خفی لکھنا قرآن کا مکروہ ہے ف مگر اس غرض سے کہ سفر وحضر مین معیت آسان اور تلاوت
میسر ہو انشاء اللہ مضائقہ نہین ہان صناعت تحریر دکھانے یا تعویذ بنانے کے لیے ایسا کرنا
نہ چاہیے مسئلہ قرآن بطور مشق لکھنا یا تلاوت کے سواکسی اور غرض کے لیے لکھنا مکروہ ہے جسطرح
در و دیوار کی تزئین کلاہ و دستار کی تحسین مسئلہ قرآن شے نجس سے لکھنا یا بحالت نجاست لکھنا
حرام ہے البتہ کاتب اسطرح لکھے کہ مکتوب چھو نجاسے تو بے وضو منع نہین مسئلہ لکھنا قرآن کا
سوائے خط عرب کے علما مین مختلف فیہ ہے ف اگر بغرض نقل ہے تو اچھا نہین اور اگر بضرورت
اشاعت وتعلیم ایسا کیا تو کیا مضائقہ اس لیے کہ مقصود نظم ومعنی ہے اسمین تغیر نہین ہوا اور خط و
نقوش وسائل ودلائل ہین انکی تخصیص مقصود نہو گی مسئلہ قرآن کا مذہب ومنقش ومکلف کرنا ایک قوم
اس طرف گئی ہے کہ اسمین اظہار تعظیم ومزید اہتمام وشوکت ہے مگر حق یہ ہے کہ لوگ اسکے جمال
جان بخش سے بیخبر ہین ورنہ ادھر نظر نہ پڑتی ع حاجت مشاطہ نیست روے دلارام را + بلکہ اس
تکلف مین شائبہ احتیاج وضرورت تزئین کا وہم ہوتا ہے اور ظاہر تو یہ ہے کہ حضرت حق سبحانہ
تعالی نے اس امت کے لیے زینت وزیب کو پسند نہین فرمایا بیت المقدس مذہب ومرصع
ہوا اور مکہ معظمہ مین خیمہ پارہاے سنگ وہ بھی نہ تکلف نہ رنگ ملک سلیمانی اور وہ دولت وتمکین
اور سلطان الانبیا کی گلیم ونان جوین لیس یہان فراخی ہے وجمال والا نگاہی سے تکلف سے
بری ہے حسن ذاتی + قبا سے گل مین گل بوٹا کہان ہے + امام غزالی نے مذہب کرنے کو حسن کہا
اور ابن عباس وابوذر اور ابو درداء سے کراہت مروی ہے۔ ابن مسعود نے ایک سنہرا قرآن دیکھکر
فرمایا قرآن کے اعلے درجہ کی زینت یہ ہے کہ اُس کی تلاوت اچھی طور پر کی جائے پس تزئین و
تکلف جائز ہے اولی نہین اور عالمگیری مین مفتی ابو یوسف سے بھی کراہت منقول ہے **زلۃ القاری**
یعنے قراءت مین لغزش اور اسکی چار صورتین ہین ۱ (سہو) یعنے بھولے سے غلط پڑھنا ۲ (خطا)
یعنے قصد کیا صحیح کا نکل گیا غلط ۳ (بے اعتنائی) یعنی خوب یاد نہ کیا یا پڑھتے وقت توجہ تمام نہ کی
۴ (تعمد) یعنی جان بوجھ کر غلط پڑھنا پس بحق مواخذہ اخروی اول و دوم معاف ہین فرمایا رُفِعَ
عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاءُ وَالنِّسْیَانُ میری امت سے بھول چوک معاف ہے اور سوم مین کچھ گرفت اور
چہارم مین سخت معصیت ہے مگر نماز کے فاسد وجائز ہونے مین تمام غلطیان ایک حکم مین ہین جنکی
تفصیل فقہا نے اسطرح کی **عالمگیری** ۱ خواہ حرف حرف سے ملادیا مثلاً ایاک نعبد کن سے
ملاکر پڑھا۔ نماز ہو جائے گی ۲ حرف بدل دیا پس اگر دونون مین امتیاز مشکل تھا جیسے س ص

ض - ظ تو اکثر کے نزدیک نماز فاسد نہ ہو گی اس لیے کہ عوام کو بچنا اس سے دشوار ہے اور کہا
قاضی ابوالحسن اور امام ابو عاصم نے اگر ایسا عمداً کرے تو نماز فاسد ہو جائے گی ۳ اور اگر امتیاز آسان
و ظاہر ہے جیسے د - ج ث - ع وغیرہ تو بالاتفاق نماز فاسد ہو جائے گی ۴ کوئی حرف کم کر دینا اگر بطور
ایجاز و ترخیم ہے اور اسکے شروط بھی پائے جاتے ہیں جیسے یا مال یا مالک کی جگہ نادو یا مال۔ پڑھا تو فاسد
نہ ہو گی ورنہ فاسد ہو جائے گی اگر معنے فاسد ہو جائیں ورنہ نہ مثلاً لقد جاء تھم رسلنا کی جگہ لقد
جاء ھم رسلنا پڑھا فاسد نہ ہو گی اور پڑھا فما لھم لا یؤمنون بجائے لا یؤمنون فاسد ہو جائے گی
۵ (حرف زیادہ کرنا و رصورت عدم تغیر معنے) نماز فاسد نہ ہو گی مثلاً پڑھا ما خلق الذکر والانثیٰ اور
الف ولام کو ظاہر کر دیا اور اگر معنے بدل جائیں جیسے زرابی کی جگہ زرابیب یا مثانی کی جگہ مثاین
پڑھے تو نماز فاسد ہو جائے گی ۶ اور کلمہ دوسرے کلمے سے بدل جائے پس ایک یہ کہ دونوں کلمے
قرآن کے ہوں گے اور معنی میں قریب جیسے علیم و حکیم اب نماز صحیح ہے دوسرے یہ کہ معنے میں مخالف
ہوں جیسے غالبین کی جگہ غافلین پڑھے اب فاسد ہو جائے گی اور یہی مذہب ہے ابو یوسف کا
تیسرے یہ کہ دوسرا کلمہ قرآن کا نہ ہو مگر معنے میں قریب ہو تواب کی جگہ تیاب ابو یوسف کے نزدیک
نماز نہ ہو گی اور طرفین کے نزدیک ہو جائے گی چوتھے یہ کہ معنی میں بھی مغائر ہو جیسے غراب کی جگہ
غبار تو نماز فاسد ہو جائے گی ہاں یہ کلمہ اگر تسبیح و تحمید ذکر اللہ کے لیے موضوع ہو فساد نہ آئیگا
۷ کوئی کلمہ زیادہ پڑھ جانا پس اول نہ معنے بدلے نہ غیر قرآن ہو جیسے خبیراً کے بعد بصیراً زیادہ کر دے
تو نماز فاسد نہ ہو گی دوم یہ کہ معنی بھی بدلیں اور قرآن سے بھی نہ ہو نماز فاسد ہو جائے گی سوم یہ کہ
غیر قرآن ہو اور معنی نہ بدلیں مثلاً کے یٰلیتنی کنت ترابا وغیاثا عامہ مشائخ کے نزدیک نماز ہو جائے گی
چہارم یہ کہ قرآن سے ہو مگر معنے بدل جائیں جیسے کافرین کی جگہ مومنین پڑھ جائے نماز فاسد ہو گی
۸ تکرار لفظ پس اگر یہ تکرار موجب فساد معنے ہو نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ نہ جیسے پڑھا الحمد للہ رب
رب العالمین ہاں یہ تکرار بھی اگر اصلاح یا احتیاط کے لیے ہو اور نفس قرآن [illegible] تو جائز
ہے ۹ مقدم کو موخر کرنا پس اگر معنے بدل جائیں تو اکثر کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی [illegible]
مگر یہ امر سورتوں میں خلاف سنت ہے مثلاً کوئی قل ہو اللہ کے بعد تبت یدا پڑھے اور [illegible]
آیات تامہ کا حکم ہے اگر معنے بدل نہ جائیں شامی ۱۰ اگر خطا اعراب یا [illegible]
میں ہو یا حرف یا پورے کلموں میں تو متقدمین کے نزدیک ضابطہ یہ ہے کہ [illegible] ایسا تغیر ہوا

[illegible]

جسکا اعتقاد کفر ہے مثلاً کوئی پڑھے اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلِہٖ اب رسول کے لام کو کسرہ پڑھنا کفر ہے اسلیے کہ معاذاللہ معنے یہ ہونگے اللہ رسول سے بیزار ہے پس نماز فاسد ہوجائے گی۔ اور اگر ایسا نہو مگر کلمہ مہمل ہوجائے یا اُسکا مثل قرآن مین نہو اور معنے مین تغیر بعید ہوجائے تو نماز فاسد ہوجائیگی اور اگر مثل قرآن مین نہو مگر معنے مین تغیر نہ آئے تو ابو یوسف کے نزدیک نماز فاسد نہو گی اور امام کے نزدیک فاسد ہوجائے گی اور مثل قرآن مین ہو اور معنی مین بھی تغیر ہو مگر تغیر یسیر ہو تو امام ابو حنیفہ و محمد کے نزدیک فاسد ہوگی اور ابو یوسف اور بعض مشایخ کے نزدیک بوجہ بلوے عام فساد نہوگا اور کہا متاخرین علمانے مثل مقاتل و ابن سلام و اسمٰعیل و زاہد و ابو بکر بلخی و ہندوانی و ابو الفضل حلوانی کے کہ اختلاف اعراب سے نماز فاسد نہو گی اگرچہ اُسکا اعتقاد کفر بھی ہو اس لیے کہ عوام کو اس سے احتراز مشکل ہے اور کہا قاضی خان نے مذہب متقدمین کا احوط ہے اور مذہب متاخرین کا اوسع ہے مذہب متقدمین چاہتا ہے علم وسیع و سعی بلیغ و حفظ قوی کو جسکا تحمل عوام سے متعذر خصوصاً اس زمانہ مین جو ہر وقت ہر شخص کے لیے لازم ہے **مسئلہ** یہ تمام صورتین اپنے وقت مین اصلاح پذیر ہین یعنے جب قاری سے نماز مین یا یون تلاوت مین غلطی ہوئی اور معاً متنبہ ہوا اور اسکی اصلاح کرلی کوئی مواخذہ نہین نہ نماز مین فساد ہے نہ تلاوت مین معصیت مگر بعد رکوع یا فراغت تلاوت اب اُسکا حکم و اثر ضرور مرتب ہوگا۔ واضح رہے کہ اختلاف الحان کے تین درجے ہین ۱ صرف لہجے مین تغیر جیسے شہری و دہقانی مین ہوتا ہے دہقانیون کا لہجہ ایسا غلط نہین ہوتا جس کا امتیاز عام طور پر ہوسکے۔ اس کا مضائقہ نہین ہے ۲ تغیر مخارج جیسے ز کا ج یا ق کا ۔۔۔ ک یا ث کا س نکلے اسکی اصلاح ممکن اور واجب ہے ۳ تعذر مخارج یعنی باعتبار ملک و زبان خلقۃً حرف عرب کے مخرج پر ادا نہو سکین جیسے بعض یورپین سے ذ و ث ۔ یا عجمیون سے ض ۔ اور ایسے ہی فارسیون کو ہندی حروف ٹ وغیرہ اور عربیون کو عجمی حرف جیسے ژ ۔ چ ۔ ٹ ۔ گ ۔ وغیرہ اس میدان مین علمانے بہت جولانی فرمائی اور کلام طولانی کیا ہے مگر حق یہ ہے کہ یہ عذر مقبول خطا معفو ہے اگر ایسا نہ مانا جائیگا تو لازم آئے گا کہ قرآن تلاوۃً مختص بہ عرب ہو یا تکلیف وسعت سے زیادہ دی جائے حالانکہ ایسا نہین ہے اور جبکہ اسلام دور دور شایع ہوا اور بلاد فارس و روم و شام و عجم وغیرہ مین ہزارہا مسلمان ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم نے باوجود کمال اہتمام بہ شان نماز و قرآن تصحیح مخارج کا کوئی اہتمام نہین فرمایا اور نہ ایسا سُنا گیا کہ ایمان لاتے ہی صحت مخارج پر مجبور کرتے تھے اور شاذ و نادر اگر منقول ہو تو وہ اولویت پر محمول ہے اور

[illegible]

قرآن مین مصرح ہے وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ ہم نے قرآن پڑھنے اور سمجھنے کے لیے آسان
کردیا۔ اور یہ کہ قرآن تمام دنیا کے لیے ہے نہ مخصوص عرب کے لیے اور جبکہ معناً دوسرے ملک والے اس
سے محروم ہین پھر لفظاً بھی ممنوع ہون تو اُنکا حصہ ہی کیا رہا اور ظاہر ہے کہ حفظ معانی آسان ہے
تغیر لہجہ ملک سے جو خلقی اور عادی ہے البتہ ۱ یہ کہ لحون عرب سے پڑھنا تا بہ امکان نہایت احسن اور
بہتر ۲ یہ کہ مسلمان کو بقدر اپنے قابلیت کے اسکی سعی کرنا چاہیے ۳ یہ کہ کچھ نہو سکے تو نیت ادا ے
حروف مثل لحون عرب کرلے پھر ادا ہو سکے یا نہ ۴ یہ کہ امامت اُسی کی اولی ہوگی جو حسن ادا رکھتا
ہے ۵ یہ کہ درصورت اختلاف کثیر و مخرج بعید کہ آواز بالکل بدلی سنائی دے اُسکی امامت
اپنے ہی سے پڑھنے والون پر ہو سکتی ہے اسلیے کہ عذر اُسکا اُسکے اصناف مین مقبول ہے نہ غیر
معذورین واللہ اعلم امید ہے کہ علما میری اس تقریر کو انصاف و عام حالت سے ملاحظہ
فرمائینگے ۔ قرآن پڑھکر بھلا دینا یہ سخت گناہ ہے ترمذی انس ابن مالک نے حضور
سے روایت کی کہ فرمایا مجھے میری امت کے ثواب دکھلائے گئے یہان تک کہ جو کوڑا مسجد سے
کسی نے نکالا اُسکا ثواب بھی دیکھا اور گناہ بھی دکھائے گئے تو مین نے اس سے بڑا گناہ نہ دیکھا
کہ کوئی سورت یاد کرکے بھول جائے ف بھلا دینا بیشک سخت معصیت ہے قرآن وہ ہے جسکی
یاد مین آدمی دنیا و مافیہا بلکہ اپنی خودی بھول جائے نہ یہ کہ قرآن ہی بھول جائے سُنا مین نے
حضرت اُستاذ رحمہ اللہ علیہ سے کہ مراد بھلا دینا ہے نہ بھول جانا ترک و ہجران یہ تین مرتبے
پڑھتے ہے ۱ انکار یہ کفر ہے ۲ ترک عمل یہ فسق ہے ۳ زیادہ پروا و احتیاط نہ کرنا یا تلاوت
چھوڑ دینا یہ امر ترک اولی سے لیکر گاہ گاہ فسق کی حد تک پہنچ جاتا ہے ہمارے حضور رحمت مجسم
صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی گناہ پر یہ مروی نہین کہ بارگاہ حق سبحانہ تعالی مین آپ اپنی امت کی
شکایت فرمائینگے مگر اسی ترک قرآن پر جسکے لیے اللہ تعالی خود خبر دیتا ہے وَقَالَ الرَّسُولُ
يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا اے پروردگار میری قوم نے قرآن چھوڑ دیا
تعالیس کوئی وعید اس سے سخت تر نہین اور کوئی مایوسی اور مصیبت اسکے برابر نہین کہ جنکا آسرا ہے
وہی مدعی بن جائین پھر کون بنائے جب حضور ہی بگڑ جائین مسئلہ ترمذی مین حضور سے مروی ہے
کہ قرآن خوان اللہ ہی سے سوال کرے ایک وہ قوم آئے گی کہ قرآن کے ذریعے سے آدمیون سے
سوال کرے گی ف جیسے ہمارے زمانے کے حافظ ۔ ملا ۔ واعظ ادب سامع جو لوگ محفل قرآن مین
حاضر ہون اُنپر واجب ہے کہ بگوش ہوش متوجہ سماعت رہین معانی اگر سمجھ نہ سکین تو کلمات سُنین

اور یقین کرین کہ ہمارے رب ہمارے اللہ کے خطاب ہین تاکہ دل نرم اور خون گرم ہو اور نہایت ادب وسکوت سے سُنا کرین پس خواہ قاری آہستہ پڑھے یا سامع سُنے اسکے سوا کوئی اور سبیل نہین کہ اللہ کی باتون کے سامنے دوسری باتین ہوسکین ہان چند عذر مقبول اول باب فضائل مین مذکور ہوگئے ہین **متفرقات مسائل** از عالمگیری **مسئلہ** ایک شخص پانچہزار بار سورۂ اخلاص روز پڑھتا ہے دوسرا ایک ختم روز کرتا ہے قراءت قرآن افضل ہے **مسئلہ** بے وضو قرآن اس طرح پڑھے کہ دوسرا ورق گردانی کرے یا خود کسی چیز سے ورق اُلٹے تو جائز ہے **مسئلہ** جائز ہے جنب یا حائضہ کو کہ بدون مس وتلفظ نقوش قرآن پر نظر کرے اور دل مین معانی سمجھے (تبیان) **مسئلہ** دن کو کسی شارع عام پر جہراً قراءت مین عاصی ہوگا اس لیے کہ لوگون سے سماعت ترک ہوگی **مسئلہ** اگر نصرانی دیا اور کوئی کافر قرآن یا کتب فقہ پڑھے تو بہ نیت تعلیم خیر وحصول ہدایت جائز ہے مگر قرآن مس نہ کرے **باب سوم احکام متعلقۂ قرآن اور یہ کہ اُسکے آیات کا استعمال کہانتک جائز ہے** اصلی غرض اسکی ہدایت ہے پس **تصدیق** اسکی فرض اور اصلی ایمان اور یہ تین درجون پر ہے (تصدیق ضمنی) یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ مان لینا (تصدیق اجمالی) یعنے قرآن اللہ کا کلام ہے بواسطۂ جبرئیل محمد رسول اللہ پر بندونکی ہدایت کے لیے نازل ہوا (تصدیق تفصیلی) اسے کلام قدیم غیر مخلوق جاننا۔ احکام واخبار کا سمجھنا لطائف واحکام پر نظر قصص ومدح وذم سے خبر۔ یہ خاصۂ علماے عارف ہے مگر بوقت حاجت بقدر حاجت ہر شخص پر واجب **مسئلہ** قرآن کی تصدیق وتعظیم ایمان اور تکذیب وتوہین کفر مگر اسکے بھی مدارج ہین **اول** (سہواً) جیسے اوراق قرآن سے نادانستہ بے ادبی۔ یا ہاتھ سے گر پڑنا۔ یا تمسخر اور تلہی کی طور پر کوئی بات کرنا اور وہ اتفاقیہ بدون قصد وعلم معانی والفاظ قرآن کے مطابق ہوجائے یہ عفو ہے فرمایا رُفِعَ عَنْ اُمَّتِیْ الْخَطَاُ وَالنِّسْیَانُ میری امت سے سہو وخطا کا گناہ معاف ہے **دوم** (تاویلاً) اور یہ مخصوص بعلما ہے جو بشہادت اصول ودلائل منقول کچھ کہین پس اگر فکر ونظر مین غلطی ترتیب مقدمات مین خطا فہم مین قصور ہوگیا جیسے مجتہدون کی خطا یہ عفو ہے ۲ اگر راے مجرد وتعصب نفس سے ایسا کہے توفسق ہے جیسے تاویلات ارباب مذاہب باطلہ ۳ اگر عمداً جاہلانہ بول اُٹھے اور ملاحظۂ قواعد علمیہ نہ کرلے تو الحاد ہے کما صاحب عقائد نسفی نے ظواہر نصوص سے عدول الحاد ہے **سوم** (جہلاً وخطاءً) ایسی گستاخی جو تو دو طور پر ہے ایک یہ

ہ بان ۲ حل من متن ۳ اولی ۴ لاغفتہ ۵ قبر ۶ مُّ ۷ مگا ۸ ادر ۹ اصل ۱۰ زمان ۱۱ بزرگا

کہ وہ مسائل جنمین کلام کر رہا ہے اسلام مین معروف اور عام طور پر معلوم ہون تو جہل و خطا عدم
تکفیر کے لیے عذر ہے عدم معصیت کے لیے عذر نہین دوسرے یہ کہ غوامض و نکات اور غیر مشہور
امور سے ہو تو نہ علم انکا واجب ہے نہ جہل نا مُضر اللہ غفور ہے چہارم عمداً معاذ اللہ یہ کفر صریح
ہے پھر وہ اقوال و افعال جو شامل ہون تکذیب و توہین قرآن پر دو حال پر ہین ۱؎ (لزوم) یعنے
قائل کا علم و ارادہ نہ تھا مگر بعض مقدمات کی ترتیب سے مفہوم ہوتا ہے مثلاً معلم قرآن کو کہنا
تیری تعلیم بُری ہے گو غرض اسی کی توہین ہو مگر معلم قرآن ہونے کے رو سے یہ بُرائی قرآن کی
طرف منسوب ہوتی ہے اسکا حکم نیت کے موافق ہے تاہم تہدید و تادیب چاہیے ۲؎ (التزام)
یعنے قرآن کی مخالفت و منافات کو لازم کر لینا جیسے یاجوج ماجوج یا سد سکندری یا آسمان یا
شیطان وغیرہ کی نسبت کہنا کہ یہ کوئی شے نہین یا اصحاب بیعت رضوان یا مہاجرین و انصار و
سابقین ابرار کو بُرا کہنا یا اعتقاد کر لینا کہ خلاف عادت کبھی امر واقع نہین ہوا ہے جس سے معظم معجزات
کی نفی لازم آتی ہے یہ تمام امور کفر و ارتداد ہین اور کسی تاویل و عذر سے فسق و فساد مسئلہ خلاف
ظاہر نیت کرنا اگر مان لیا بھی جائے تو عدم تکفیر کے لیے عذر ہے معصیت و گستاخی کے لیے عذر نہین مسئلہ
یہ تکذیب و توہین عام ہے کل قرآن سے متعلق ہو یا ایک آیت اور ایک جز سے ۱؎ عمل اسکے یہ مدارج
ہین بعض واجب بعض مستحب بعض مباح پس ترک عمل کبھی حرام ہے کبھی مباح اور عمل اسکا امر معاش
مین ہو یا معاد مین سیاست و نظم مین ہو یا تدبیر و عزم مین ہمیشہ موجب غایت کامیابی ہے ۲؎
(تلاوت) یہ نماز مین فرض عمر مین ایکبار بقدر آیت واجب اور اسکا دوام سعادت اور ایسے ہی کتابت
و سماعت و تجوید وغیرہ کوئی کبھی واجب ہے کبھی مستحب ۳؎ تفقہ یعنی جد و جہد سے احکام پر نظر نکات
و معارف پر غور۔ معانی و لطائف سے تلذذ۔ یہ وظیفہ دائمی حضرت پیغمبر و علماے ربانی ہے لہذا
سنت ہوا مگر وہ مقدار جو وجوب و حرمت سے متعلق ہو فرض کفائی ہے سب نے چھوڑا سب عاصی
ہوئے بعض نے کر لیا سب سبکدوش ہین ۴؎ تعویذ و عمل اور انکے معاوضے اسکی بحث کچھ
گذری اور جواز و استحباب بیان ہوا چنانچہ حضرت عائشہ فرماتی ہین حضور نے مجھسے فرمایا کہ چشم بد سے
جھاڑ پھونک کرون مگر اسکے متعلق کچھ تفصیل یہ ہے ۱؎ یہ عمل اور تعویض محض نفع خلق کے لیے ہو نہ یہ
کہ دوسرون کی ایذا یا حق تلفی یا ایک کے نفع سے دوسرے کا ضرر یا قلوب بندگان الٰہی پر تصرف بیجا ہو
مثلاً (حب) جس مین بعض قلوب پر تصرف ہے گو بہ نیت خیر ہی کیون نہ ہو یا بغض جو شرعاً قبیح و ضرر صریح
ہے یا کسی کو مسخر و منقاد کرنا یا کسی کے ہلاک و ضرر مین سعی یہ جملہ امور گو بہ نیت خیر ہون مگر جائز نہین قصتا

هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ پھر فرمایا مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا
بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ تفسیر جلد اول صفحہ (۶۰) ؎ جو فائدے انکے ذریعے سے حاصل کیے جایئن یا عوض ہونگے
کسی وقت و مشقت و پابندی کی جیسے کسی نے کہا چار گھنٹے روز حاضر رہو اور یہ عمل پڑھا کرو یا بہ نیت
افادہ غیر و اشاعت خیر اپنے لیے وسیلۂ رزق و کسب معاش بنائے یا یہ غرض ہے کہ تعلقات دنیاوی و
مشاغل مہمل سے بچکر اللہ اللہ مین مشغول رہے اور برکات اسلامیہ و آثار ایمانیہ کا اظہار ہو یا امید
تقویت عقائد و اطمینان قلوب و رجوع عوام مقصود ہو ایسی صورتون مین جائز بلکہ اولی ہے دیکھو ارشاد
حضرت سرور عالم اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ تم جسپر مزدوری لو ان سب مین
کتاب اللہ حقدار تر ہے اور جب خلفاے راشدین نے وظائف لیے اور دیے اور مصالح شرعی اسی
طرف توجہ دلا رہی ہین اگر احتراز کیا گیا تو اشاعت دین و تعلیم خیر مین قلت ہو گی اور متقدمین کا کلام
ایک نازک فرق پر مبتنی ہے ؎ وہ کام جس پر اجرت لی جائے اسپر واجب نہ ہو اور یہ بھی ثواب
کامل کا امیدوار نہ رہے اس لیے کہ ایک شے کے نہ دو بدل کامل ہوتے ہین نہ دو مقصود مستقل و افضل
اسکا امر آخر ہے ؎ وہ اجر مقصود نہو بلکہ محض بقاے حیات و حیلۂ فراغت وقت کار بنایا جائے جیساکہ
خلفاے راشدین کے وظائف سے ظاہر ہے سعدی نان از براے کنج عبادت گرفتہ اند صاحبدلان
نہ کنج عبادت براے نان ٭ بہرکیف جبکہ ایسے معاوضے لیے جایئن جنھین متاخرین نے جائز رکھا ہے
تو تاویل حبس وقت وغیرہ جامع اقوال و موجب مزید احتیاط ہے اس لیے کہ اب اگلی سی حالت
نہین ہے حضرت عثمان رضہ کے زمانے مین باینہمہ احتیاط سات قرآن کافی ہوئے ہمارے وقت مین
سات لاکھ بھی کم ہین مسئلہ سوال قرآن کے ذریعے سے جیسا کہ بعض حفاظ کا شیوہ ہے زیادہ تر
ممنوع ہے تکلم بالقرآن یعنی کوئی جز قرآن کا اپنی تحریر و تقریر مین مستعمل کرنا اور یہ دو حال پر ہے
؎ مفردات نہ یہ قرآن ہے نہ اسے کوئی خصوصیت قرآنی حاصل مثل حروف تہجی کے عام ہے
اور لغات قرآن عین زبان عرب ہے ہان علم ادب و ادب علم چاہتا ہے کہ بوجہ تکلم جناب باری ان
مفردات کو بھی اپنے مرادف الفاظ پر پایۂ فصاحت اعلے و مرتبہ افادت و کرامت بالا ہو اس لیے
زبان عرب کو دوسری زبانون پر ترجیح و قبول مزید ہے مثلاً لفظ خیل ۔ ابل ۔ شمس ۔ قمر وغیرہ ان
تمام لفظون سے فصاحت و کرامت مین بڑھے ہین جو انکے ہم معنی ہین پس ؎ بہتر نہین کہ ان الفاظ
کو ایسے طور پر استعمال کرین جو استعمال قرآن کے مغائر ہو مثلاً کوئی لفظ بطور مدح قرآن مین ہے

جیسے زیتون - یاتین - یا اَبل یا آجیل اُسے محل ذم مین لانا اور جو محل ذم مین ہے جیسے خمر اور قاتل و کاذب زقوم وغیرہ اُسے مدح مین کہنا ہان اگر انکے مرادف نہ مل سکین تو خواہ دوسرے طور پر وہ معنی ادا کرے اور ضرورت ہو تو مضائقہ نہین ۲ مرکبات غیر تامہ جیسے عباد الرحمن رسول اللہ - وغیرہ یہ بھی زبان عرب مین داخل اور اُنکے محاورات مین مستعمل ہین انکے اور مفردات کے پڑھنے اور چھونے مین طہارت شرط نہین اس لیے کہ ان پر قرآن کا اطلاق نہین مگر ان ترکیبون کو اُدبًا اور ترکیبون پر فوق ہے اہل عربیت اسکے شاہد و عقاید صافیہ انکے مشاہد واللہ باللہ ان ترکیبون مین عجب برکات و انوار سبحانی و فیوض و اسرار روحانی ہین وہی جانتے ہین جو جانتے ہین قیل و قال کی گنجائش نہین پس الحمد للہ افضل ہے الحمد سے اور ربنا اٰتنا مقبول تر ہے اللھم آتنا سے علی ہذا القیاس دلیل ہماری حدیث بخاری ہے جو آخر کتاب الوضو مین موجود ہے براء ابن عازب کو حضور نے ایک دعا تعلیم فرمائی جس مین تھا نبیک الذی ارسلت براء کہتے ہین مین نے دوبارہ اُسے عرض کیا تو کہا رسولک الذی ارسلت فرمایا کہو نبیک معلوم ہوا کہ ان لفظون مین معنوی روح ہے جو موجب قبول و فتوح ہے الغرض استعمال انکا ایسے طور پر کہ منافی و متضاد استعمال قرآن ہو جائز نہین مثلاً کوئی جام لبریز شراب کو کہے کاسًا دھاقًا یا دنیاوی مالکو باقیات صالحات کہے یا کسی کی بڑی کرسی کو وسع کرسیہ السموات قرار دے پس یہ کبھی معصیت کبھی فسق کبھی کفر ہے ہان اگر لغت عرب مین کلام کرتا ہے یا اُسکے سوائے کوئی اور ترکیب ممکن یا مناسب یا فصیح نہین تو خیر مگر (بے ادب محروم ماند از لطف رب) واضح رہے کہ یہ جواز درصورت مغایرت ہے مخالفت مین نہین مرکبات تامہ یعنی پوری آیت اسکے بھی تین درجے ہین تلمیح یعنی کلام کو نمکین کرنے کے لیے آیات قرآنی سے خلط کرنا مثلاً اھدنا الی الصراط المستقیم وقنا ربنا عذاب النار یہ بھی نہ قرآن ہے نہ اسمین طہارت شرط مگر محل و معانی منافی سیاق قرآنی سے بچا کر استعمال کرنا چاہیے یہ فصحائے اسلام و بلغائے علام مین متوارث و متعارف ہے ۲ تبدیل یعنی کسی عمل یا غرض خاص کے لیے کسی آیت کو معکوس یا کچھ متغیر کردینا - پس ایک یہ کہ آیت معکوس کردی جائے دوسرے یہ کہ بعض حروف یا حرکات مین تصرف کیا جائے یہ قطعاً حرام و تبدیل کلمۃ اللہ ہے مگر جبکہ اُسکے قرآن ہونے سے خالی الذہن ہو اور اس تبدیل سے اگر کوئی معانی پیدا ہوئے ہون مگر منافی قرآن نہون مضائقہ نہین مسئلہ کسی نے اپنے شاگرد کو پوچھا یا کہ فلان آیت کو

اُلٹ کر یا اسقدر بدل کر پڑھا ہو نیت کر لینا کہ مین قرآن نہین پڑھتا بلکہ عربی زبان کا ایک جملہ ہے یہ جائز نہین حرمت قرآنی و کلمات رحمانی کے مٹانے کا حیلہ اُسی حیلہ گر کی جان پر پڑے گا ہان اگر ایک جملہ عربیہ پڑھکر کہا اسے پڑھا کر اور دل مین بتانے والے اور سیکھنے والے کے اُسکے قرآن مبدل ہونے کا خیال نہ تھا تو خیر مسئلہ اس شرط پر کہ اسکے قرآن ہونے کا لحاظ نہین مگر معانی مخالف ہوئے جاتے ہین مثلاً بتایا۔ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ بفتح تا معاذ اللہ ظلم اللہ کی طرف منسوب کیا یہ ہرگز حلال نہین ہان مہمل ہو جائے مثلاً بصیغہ مجہول و تاے مکسور کہے ظُلِمْتِ یا معنے مغائر ہو جائین مثلاً بصیغہ مجہول کہے ظُلِمْتُ اسمین فاعل اپنا نفس نہین بلکہ کوئی اور ہے بشرط خلو سے نہین جائز ہے اور تائید ہمارے قول کی مسئلہ فقہیہ مین موجود ہے بدین طور کہ جائز ہے جنب و حائضہ کو الحمد للہ کہنا شکر نعمت مین اور بسم اللہ یا سبحان اللہ یا الحمد للہ یا لا الہ الا اللہ کسی نماز مین بطور جواب کہنا کلام کی طرح مفسد ہے (شرح وقایہ) مسئلہ ایسی صورتین جن مین ہم نے نیت کا ذکر کیا اگر نیت بدون کسی قرینۂ قویہ کے کی جائے تو دیانۃً بری اور قضاءً قابل تہدید ہوگا علم یعنے نام رکھنا اس مسئلے کو دو طور پر اس مقام سے تعلق ہے ۱ قرآن کے کلمات سے کسی کلمے کو علم بنا لینا مثلاً شمس نجم وغیرہ پھر اُن معانی مدح یا ذم کا لحاظ نہ رکھنا جو قرآن مین ملحوظ ہین ۲ کسی قطعی معظم یا ملعون کے نام پر نام رکھنا مثلاً اسمٰعیل ابراہیم۔ محمد نام رکھکر کسی موقع پر اُسے بُرا بھلا بھی کہنا۔ یا ابولہب۔ فرعون قارون۔ طاغوت نام رکھکر کسی وجہ سے اُنکی مدح کرنا یہ اسلام سے متوارث و متعارف ہے جسکے مقابل دوسری دلیل قابل التفات نہین اور سبب وہی ترک نیت ہے جو ہم نے لکھا اس لیے کہ علم وضع جدید و حقیقت ہے اور موضوع لہ بمقابلہ ذات معین پس تابع و ملحوظ غیر ہوگا تاہم با ادب نرم دل اس سے خوش نہین ہوتے کہ کسی کو زانی یا شراب خوار یا سارق یا ملعون یا خبیث کہین اور اسی نام سے جو متبرک و معظم ہو مین نے کسی کتاب مین دیکھا ہے کہ ایک دن بادشاہ محمود نے کسی اور خدمتگار سے پانی طلب کیا ایاز اور اُسکا بیٹا حاضر تھا ایاز کو بدعوا ے کمال عبودیت وشوق خدمت ملال ہوا سلطان سمجھے اور سبب پوچھا عرض کی غلام زادہ حاضر اور حکم دوسرے جانب صادر۔ ارشاد ہوا اے ایاز ایک امر عظیم مانع تھا یعنی مجھے وضو نہ تھا اور تیرے بیٹے کا نام محمد ہے مین ایسی جرات کیونکر کرتا مناسبت معنی نہ سہی صورت و تلفظ تو ایک ہے الحاصل نام رکھنے مین ایسے قیود و لحاظ نہین مگر یہ کہ کسی نے بہ نیت مخالفت ایسا کیا تو اللہ اُس سے سمجھ لے گا

[illegible]

مسئلہ ہمارے اسلام مین منع ہے کہ ملاعنہ وخبایث کے نامون پر نام رکھے بلکہ متبرک اور
احسن نام ہون مسئلہ اسی بناپر وہ نام جنکے معانی سقم شرعی رکھتے ہین مثلاً مادبخش وغیرہ
بھی گو اچھے نہین مگر حرام نہین اقتباس یعنے بدون اسکے کہ کلام الٰہی ہونے پہ کوئی صحیح اشارہ
کیا جائے پوری آیت اپنی تحریر یا تقریر مین داخل کرنا یہ بجمیع احکام قرآن ہے اور اسکا استعمال
دو طور پر ہے اول مواعیظ ونصایح مین یا کسی اور لائق وپسندیدہ بحث مین یہ باتفاق حسن و
محمود ہے دوم محض تزئین کلام وتمثیل وتقریر مقام کے لیے جیسے ؎ چشم حافظ زیر قصر بام آن
حورے سرشت + شیوۂ جنات تجری تحتہا الانہار داشت + یہ طور بھی مستحسن موجب فصاحت
کلام وشعار شعرائے اسلام وسبب ذکر حسن ہے چنانچہ صاحب اتقان نے مالکیہ کی ممانعت
کے جواب مین اشعار اسلاف کبار سے استدلال کیا اور کہا قَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ
حَسَنَةٌ اور حضور کی حدیثین آیات قرآنی سے بھری ہوئی ہین سوم استہزا وتوہین کے طور پر
ایسا کرنا چہارم متضاد ومنافی سیاق قرآنی کا لازم آنا پس یہ امور اگر ضمناً ہین تو فسق ہین
اور صراحۃً کفر والحاد معاذ اللہ اندھے کو کہنا مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ
اَعْمٰى یا ایک چشم کو كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ کہنا یا کسی طالب علم کو يَآ اَهْلَ الْكِتٰبِ یہ ایسی
بیجائی نہین کہ مسلم سے جس کا وقوع ہوسکے گو ہمارے زمانے مین یہ بلا عام اور عوام کیا خواص مین
بھی ہے تتمہ گو بحث سے کچھ دور ہے مگر ذکر اسکا ضرور ہے شعرا سلفاً وخلفاً اس امر پر دلیر رہے این
کہ ممدوحات قرآنیہ واکابر دین کو محل تحقیر مین ذکر کرین مثلاً حضرت یوسفؑ حضرت عیسیٰؑ حضرت
خضر کا ذکر کمی کے ساتھ انکا تکیہ کلام ہے اور شیخ ۔ واعظ ۔ تقویٰ ۔ جنت ۔ حور وغیرہ ان کے اشعار
مین مقبوح وملام اور مثل اسکے اور امور بھی ہین ظاہرا انکا حرام ضرور ہے مگر ایکبارہ صغار وکبار پر ایسا
حکم محل نظر بلکہ ممنوع ومحذور تاویل مناسب وعذر معقول یہ ہے کہ کوئی اپنی اصلاح وعرف کے
خلاف معنے لینے پہ مجبور نہین ہوسکتا اور صوفیہ وشعرا کے استعارے اور مجازات اور ہین تعلیم معانی
وتلذذ سخن مین نرالی طور ہین مثلاً شراب سے بیخودی عشق ۔ ساقی سے عارف یوسف سے ہر
صاحب جمال ۔ خضر سے ہر راہ دان ۔ واعظ وزاہد وتقویٰ سے منع عشق واختیار لوازم بیہودہ تہی
ترک ذوق مستی ۔ محبوب سے جناب باری غرضکہ اسی انداز پر انکی نظر معانی مناسب ومفہوم
عام وحسن مجازی پر ہے یہ آپ کے شرعی معنی اور لغوی وضع سے آزاد ہین ان کے مخالفت زہد خشک
وعبوست شدید پر دلیل ہے اور ایسے ہی کنایات وتاویلات پر بعض صوفیہ خود رفتہ کی تفسیر ین

معمول ہین اور وہ کیا کرین نہ بے حجابی منظور ہے نہ حجاب مین جمال یار شعاع اغیار سے دور ہے ؎ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ✤ گفتہ آید در حدیث دیگران - تاہم احتیاط اولی و افضل ہے الحمد للہ کہ نیاز مند نے اپنے اشعار اور جملہ تصانیف مین گو وہ سراپا سے تصوف و مجسم تعشق ہون مگر ایسے تکلفات سے برئیت حاصل کی ہے سادگی مین زیب و زینت کوٹ کوٹ کر بھری ہے اور تفسیر تو آپ خود ہی دیکھ لین کلام تصوف کہین حد جواز سے گرا نظر نہ آئے گا بشرطیکہ چشم انصاف سے دیکھیے اور نظر بد سے تو خدا ہی بچائے استعمال یعنی قرآن کو در و دیوار پر لکھنا یا ظروف و لباس وغیرہ کو اس سے مزین کرنا گو بنظر تبرک سہی اور امرا سے اسلام مین خصوصاً سکہ ہاے قدیم مین پائے جاتے ہین مگر شبہۂ استخدام و مملوکیت سے جو لازم اموال ہے خالی نہین پس مکروہ ہے عالمگیری مین ہے کہ کہا فقہانے کہ سکے مین جواز کی امید کی جاتی ہے اور بعضون نے مکروہ جانا اس لیے کہ شاید بے ادبی ہو اور زمین پر گری اور اسی بنا پر کتابون کی لوح پر کوئی آیت مناسب لکھنا پسندیدہ نہین اگرچہ اسمین شائبۂ اقتباس و تیامن بھی ہو مگر ایسی ماول کتب دینیہ و دفاتر فنون نفیسہ مین مسلم اور پوچ لچر قصے لغو کتب مین کیا عذر ہے یہان یہ کراہت تحریمی ہو جائے گی - قرآن تلاوت و عمل و نظر کے لیے ہے نہ زیب و جمال و منافع دیگر کے لیے مسئلہ اکثر آیات قرآنی و اسمار الہی بخط جلی نہایت تکلف سے لکھا مکانون مین چسپان یا آویزان کیے جاتے ہین چونکہ یہ مذکر و ناصح و انیس کا فائدہ دیتے ہین اور اس سے کمال محبت و شوق کی بھی بو آتی ہے لہذا اولی ہے بخلاف نقوش در و دیوار کہ وہ جز عمارت بن کر استخدام و تذلل کی صورت پیدا کرتے ہین کہا صاحب تبیان نے کہ ایسے نقش کرنا مکروہ ہے اور عطا سے مروی ہے کہ مسجد مین قبلے کی طرف قرآن لکھنا جائز ہے مسئلہ مہر مین آیات کا کندہ کرانا حضرات صحابہ سے ماثور و محمود ہے استفادہ نظم قرآن سے شعر - انشا - ادب - نحو - صرف یا اور علوم مین مدد لینا اور اسکے اقتدا کرنا بتادیل تعلیم و اکتساب تہذیب احسن ہے اسمین اقرار ہے کہ قرآن ہر امر مین امام ہر طور پر مرشد افعال و کلام ہے اور استفاضہ و کمالات الہیہ و شغل نظم قرآنیہ ہر حال مین اولی ہے ہمارے حق مین یہی خیر ہے کہ مساوات کلام مخلوق اور توہین و تذلیل کے شبہون سے بچا کر جہان تک ہو سکے اسے کلام پاک سے دل - زبان - قلم کو نورانی رکھین اٹھتے بیٹھتے - سوتے - جاگتے - چلتے - پھرتے - ہر حرکت اور سکون ہر ایک کلام و سکوت ہمارا اسی کلام پاک کے ساتھ ملتبس ہو امید ہے کہ یہ صورت جمال معانی دکھائے نظر کرتے کرتے کچھ اور نظر آجائے ؎ خدا کے دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال ✤ کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ہو جائے - کار ہمنا نیست باقی بہانہ مسئلہ

مصحف کو بوسہ دینا اور سر وچشم پر رکھنا مستحب اور اگر اللہ نے کچھ سمجھ دی ہے تو اور ہی مزے پاسکتا ہے
مسئلہ قرآن کو خوشبودار کرنا رحل پر رکھنا پاک وصاف اور نفیس غلاف مین رکھنا اُسکی دفتی اور جدول
اور کاغذ اور خط عمدہ کرنا سُنہرا کرنا اولی ہے مسئلہ یہ امر جو شایع ہے کہ اگر قرآن مجید ہاتھ سے گر پڑے تو اُسکے
ہم وزن غلہ خیرات کرتے ہین گو بعینہ میری نظر سے نہین گذرا مگر اس لیے کہ بعض صغائر مین صدقہ موجب عفو
سمجھا گیا ہے کچھ صدقہ کر دینا بہتر ہے واجب نہین فائدہ جلیلہ کلام معصوم یعنی احادیث حضرت نبی
کریم کی نسبت اکثر یہی آداب واحکام ملحوظ ہین ہان کچھ کچھ کمین تفاوت ہے وہ فقہاے حذاق سے
پوچھ لینا چاہیے مسئلہ کفر بذاتہ مقتضی ہے دخول نار کا اور ایمان بذاتہ مقتضی ہے حصول نعیم کا
اعمال کا اسمین تعلق نہین اسی لیے ارشاد ہوا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ایمان والے کامیاب ہوئے اور فرمایا
مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَلَوْ زَنٰى اَوْ سَرَقَ البتہ اعمال ترقی درجات کے لیے ہین کافر
جسقدر گناہ زیادہ کرے عذاب زیادہ ہوگا مومن جتنی نیکی کرے جنت مین مراتب وامتیاز زیادہ پائے
مسئلہ دوزخ سے خروج ممکن ہے اس لیے کہ کریم پر اپنا حق معاف کرنے مین الزام نہین مگر جنت سے
اخراج غیر ممکن کہ اخذ بعد عفو واسترداد بعد عطا وعدہ لبعد قبول شان کرم سے نہین نکتہ دخول نار بعض
اعمال صالحہ کے ساتھ جائز ہے جیسے اُس کپڑے کا دھونا جسکا بعض پاک بھی ہو مگر دخول جنت معہ بعض
اعمال خبیثہ غیر ممکن جیسے نماز مین ادنی نجاست معتبرہ بھی مفسد ہے اور یہ کہ دوزخی کبھی نکل کر اپنی نیکی کا
عوض پائے گا اور جنتی نہ جنت مین بُرائی پاسکتا ہے نہ نکلنا ممکن کہ اُسکی سزا پائے پس اہل نار کو استحقاق
جنت باقی ہے اگر مومن ہوا اور اہل جنت مین احتمال عذاب منتفی مشکل یہ تو مسلم مگر بعض آیتون مین
صرف اعمال پر دخول نار وخلود نار کا وعید ہے جیسے ربوا قتل مومن وغیرہ حل لے یا یہ مراد ہے کہ ان
گناہون کے ساتھ بقائے ایمان غالبًا نہین ہے پس کافر ہو کر خالدا فی النار ہوگا جیسا کہ حدیث مین وارد
ہوا کہ زانی بوقت زنا اور سارق بوقت سرقہ اور شراب خوار بوقت شرب خمر اور غاصب غارتگر بوقت
غارتگری اور قاتل بوقت قتل مومن نہین ہوتا یہ حدیثین بخاری ومسلم مین ہین و ترمذی اور ابوداؤد مین
ہے کہ ایمان نکل کر اُسکے سر پر مثل سایہ بان کے رہتا ہے جب وہ اس کام سے فارغ ہو جاتا ہے ایمان پھر
رجوع کرتا ہے ۲ یا خلود باعتبار اعتقاد تحلیل حرام ہے جیسا کہ کفار کہتے اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۳ یا
خلود بمعنی مکث طویل ہے جسکی مدت سات ہزار برس کی ہے ایسا ہی فرمایا جناب اُستاذ رحمۃ اللہ علیہ نے
۴ یہ کہ بعض معاصی شان ایمان سے نہین بلکہ علامات کفر سے ہین پس بذاتہ اُنکی سزا دخول وخلود نار ہے
اگر کوئی مزاحم ومعارض نہوا اور بعض معاصی اس درجے کے نہین پس وہ بذاتہ نہ موجب دخول نار ہے

نہ مقتضی خلود مگر یہ کہ کفر اُنکا معین بن جائے اور اُنمین کوئی مشکل نہین ہے کہ کفر کے ساتھ دوسرے اور
امور بھی موجب دخول وخلود ہون البتہ ایمان کے ساتھ ایسا ہونا دشوار ہے پس اسکی دو صورتین ایک یہ کہ
گناہ آدمی کو دوزخ مین لیجائین اور اُسمین بھی کوئی اعتراض نہین اس لیے کہ ہم نے یہ نہین کہا کہ ایمان دوزخ
مین جانے سے مانع ومزاحم ہوتا ہے اور حدیث مین بھی یہ نہین کہ لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد دوزخ حرام ہوجاتی
ہے بلکہ وہ جنت مین جائیگا خواہ ابتداءً خواہ بعد عذاب اعمال دوسرے یہ کہ گناہ دوزخ مین ہمیشہ رکھے جیسا کہ
خَالِدِیْنَ فِیْھَا آبَدًا آیت سے سمجھا جاتا ہے پس اسمین ایمان مزاحم ومعارض ہوگا اور اصل ایمان ہے
اس لیے کہ مومن کسی درجے کا عاصی ہو مگر ایمان سے بیزار نہین ہوتا اور معصیت فرع ہے اس لیے کہ
نشان ایمان سے ہے نہ مقتضائے مومن سے بلکہ شامت نفس وجہل وبے صبری وغیرہ سے ایسا ہوتا ہے
پس مومن مین اقتضائے خلود ولد اقتضائے فرعی ہے اور اقتضائے دخول جنت اقتضائے اصلی نہین
معارضہ ہوسکتا اقتضائے فرع کا اقتضائے اصل سے پس وہ معاصی اگرچہ مقتضی خلود ہون ابتداءً اپنا اثر
دکھلاکر آخر مین مقابل ایمان بے اثر وغیر معتبر ہوکر مانع خروج نہوسکین گے اور ایمان بوجہ ان معاصی کے ابتدا
مین اپنا اثر ظاہر نہ کرسکے گا اب کوئی وقت نہ رہی اور معانی یہ ہوئے کہ فعل قتل وغیرہ موجب خلود نار ہے
اگر ایمان معارض ومزاحم نہو اور ایمان مجرد موجب دخول جنت ہے اگر تھوڑے دنون کے لیے سزا کردار بدی کی
دامنگیر نہو والحمد للہ علی ذالک **لطیفہ** (دوزخ) نام ہے اللہ تعالی سے دوری اور حجاب کا
(جنت) نام ہے اُسکے قرب وحضور کا فرمایا وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ کچھ لوگ اُس دن
بشاش وشگفتہ رو ہونگے اپنے پروردگار کے مطالعہ جمال مین مشغول ومسرور اور اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ یَوْمَئِذٍ
لَّمَحْجُوْبُوْنَ دوزخی اُسدن اپنے رب سے آڑ مین ہونگے مگر دنیا مین اللہ تعالی حجاب بُعد مین نہین ہے
جیسا کہ هُوَ مَعَكُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ کے عموم اور نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ کے شمول سے
ظاہر ہے ہان ہم بوجہ کثافت جسمانی ومشاغل لایعنی نزدیکان بے بصر دور سے ہین **شعر** حجاب رخ یار تھے
آپ ہم + کھلی آنکھ تو کوئی پردہ نہ دیکھا + اگر دنیا مین وہ حجاب مین ہوتے تو ہم پر عدم معرفت سے الزام نہ آتا
پردہ نشین کو کون پہچان سکتا تھا اور کلمہ مَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی ارشاد نہ ہوتا
بلکہ قیامت تو یہ ہے کہ وہ بے حجاب اور ہم محروم - اور اسی بنا پر فرق ہے دیدار عوام وخواص مین گو عامہ مومنین
اندیشہ نہین مگر ہزارون پردون مین کچھ کچھ جھلک دیکھتے ہین جس طرح دربار شاہی کے قریب جانے والے
یقین کرلیتے ہین کہ بادشاہ اس دولتسرا مین ہین اور خواص کے لیے کوئی حجاب نہ تھا مگر نور جلال وعظمت یا
شائبہ وجود پس حضور شاہی مین حاضر ہونے والا اگر بوجہ کمال ہیبت وجلال وغایت ادب وانکسار آنکھ

نہ اُٹھا سکے تاہم دیکھنا اُسکا ایک حد تک مانا ہوا ہے جیسا کہ اپنے کلیم کریم سے فرمایا موسیٰ تم ہمکو دیکھ سکو گے اگرچہ پہاڑ ٹھہر سکے یعنی اس کوہ کے استحکام و وقار سے بھی زیادہ تحمل لاؤ تو دیکھو ہم نور پردہ اُٹھائے دیتے ہین اب تم آنکھ ملاؤ ہمارے نور و ظہور کی تاب لاؤ اور اسی طرف اشارہ ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ہین اور یہی سبب ہے کہ اُنکی بیحجابی سے انوار رحمت عام ہو رہی ہین کافر ہو یا مومن سب ایک نوع کی لذت و راحت مین مست ہین کیونکہ جنت تو حضور و قرب سے ہے اور وہ ایک جانب سے حاصل ہے یعنی وہ بے حجاب جلوہ افروز ہین اور جسقدر کرب و سختی ہے ہماری محجوبی و غفلت سے اسی لیے مصائب دُنیاوی مومن پر آسان اور کفار پر سخت ہو جاتے ہین اور اولیاء اللہ سے بالکل مرتفع اُن کی بے حجابی سے دُنیا مین لذت کے دریا لہرا رہے ہین مگر ہماری بیخبری ہمکو اُسکے تھپیڑون سے ہلاک کیے ڈالتی ہے کیا نہین سُنا کہ شہید تمنا کرتے ہین پھر کہین زندہ ہون اور پھر کٹا کیا جاؤن واللہ ثم باللہ تمام مصائب و مکروہات صرف وہم بعد و حجاب سے ہین اور لذائذ و تنعم خیال حضور سے **لیکن** آخرت مین مومنین سے بالکل حجاب اُٹھ جائے گا سراسر تلذذ سراپا تنعم ہو جائینگے۔ اور کفار کے لیے وہ بے حجابی جو دنیا مین حضرت الوہیت کی طرف سے تھی اور کچھ کچھ اُسکی شعاعین رہتی تھین بالکل دور ہو جائے گی اب سوائے مصیبت و عذاب کے رہا ہی کیا جیسا کہ فرمایا ہم نے آج تمکو بھلا دیا جیسا کہ تم نے ہمکو دنیا مین بھلا دیا تھا یعنی جس طرح دنیا مین تم ہم سے دور اور بے اندیشہ بن گئے تھے آج ہم تم سے دور اور تمھارے حال سے چشم پوش ہو گئے ہے

تجھی کو جو یان جلوہ فرما نہ دیکھا ✤ برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا +

باب چہارم اصول تقریر معانی و ضوابط تعیین مراد قرآنی

واضح رہے کہ تکلیف کا مدار علم پر ہے اسی لیے جماد۔ حیوان۔ مجنون۔ صغیر مرفوع القلم ہے۔ اور حصول علم کی دو اصلین ہین **اصل اول** حواس خمسہ ۱ ذوق چکھنا ۲ شم سونگھنا ۳ مس چھونا ۴ سمع سُننا ۵ بصر دیکھنا **اصل دوم** ادراک اگر کسب و قواعد و اسباب سے کچھ معلوم کیا ہے تو (تعقل) ہے اور محض فیضان تعلیم الٰہی ہے تو (عرفان) ہے پھر تعقل اگرچہ بدون ترتیب مقدمات و اعانت حواس نہین ہو سکتا تاہم سمع و نقل کا تابع مخزون نص کا مظہر ہو تو (اجتہاد) ہے ورنہ (جہل و عناد) اور معرفت اگر ظاہر شرع کے خلاف نہو بلکہ اُسی کے اسرار لطیفہ و معانی شریفہ کا اظہار کرے تو کمال علوم و صفائے قلوب و تزکیۂ نفوس علماء ربانی سے ہے اور مخالف نہ قابل حجت ہے نہ حقیقت عرفانی اور انبیا علیہم السلام کی نسبت اسی معرفت کا نام وحی و تعلیم الٰہی ہے اور یہ درجۂ اکمل مدارج علوم و ابلغ و اتم تحقیق ہے صاحب اس مقام کا نبی ہے یا صدیق

پھر جبکہ اللہ تعالیٰ ماہیت ونفس الامر معلومات پر محیط اور اُسکا خالق ہے اُسکا سکھایا ہوا علم بقوت کمال رسوخ
وغایت انکشاف وانجلا عالم کے حواس ومدرک پر ایسا غالب ومحیط ہوجاتا ہے کہ خواب مین بھی بدیدہ وہم اُسکے
خلاف وتردد نظر نہین آتا ؏ غیر تو کیا ہے نہ آئے اُسکا وہم + ہو جو دربان در دلدار چشم + فرمایا سَنُقْرِئُكَ
فَلَا تَنْسٰىٓ ہم خود پڑھا دینگے پھر بھول نہ سکوگے ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ بیان کرا دینا قرآن کا ہمارے ذمے ہے
وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ اگر پیغمبر ایک بات
اپنے دل سے کہے تو ہم بزور پکڑ کر اُسے ہلاک کر ڈالین بیان سے بعبارۃ النص ثابت ہے کہ عصمت انبیا بحفظ
خدا ہے دل کیسا زبان سے بھی خلاف نہین نکل سکتا پس علم پیغمبر کا عین الیقین وحق الیقین کے اقصےٰ مدارج
واعلےٰ مراتب مین ہے جو کچھ پیغمبر سے سُنا جائے یا جو فعل دیکھا جائے اُسکی حقیقت پر ایمان فرض عمل واجب چون
وچرا تجسس وتردد حرام وکفر ہے اور یہ وہم کہ شاید سہو یا غضب یا نوم مین کیا ہو باطل ہے فرمایا وَمَا يَنْطِقُ
عَنِ الْهَوٰى اپنی طرف سے پیغمبر بول ہی نہین سکتا اور گاہ گاہ کسی امر پر تنبیہ کر دینا شاہد ہے کہ ضرور پیغمبر کا
فعل وقول برضاے الٰہی ہے ورنہ اصلاح وتنسیخ ضرور ہوجاتی الحاصل اکمل العلوم واحق الاقوال قول
پیغمبر ہے اور کلام ہے تو اسمین کہ آیا پیغمبر نے ایسا کیا یا کہا یا نہین یا کسی اور نے سہو سے یا عمداً اُسے بیش وکم
تو نہین کیا ہے اُسکے محل کلام وتقریر مقام ومفاد مرام کی سمجھ مین خلط وغلط تو نہین ہوا لیکن طبقۂ علیائے
صحابہ ایسے اوہام بعیدہ سے منزلون دور اور تمام تخیلات واہیہ سے محفوظ تھا جب آنکھ سے آپ کو ایک
کام کرتے دیکھ لیا کان سے فرماتے سُنا تا بہ امکان بشری کمال الیقین لانا اُنپر فرض ہوگیا اور جبکہ فضل
انسان فضل علم سے ہے اور فضل علم کمال حقیقت وصدق سے ارشاد ہوا خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ تمام
زمانے والون سے میرے زمانے والے یعنی اصحاب اچھے ہین یا تمام زمانون سے میرا زمانا جو محل وظروف ہے علوم
حقہ واعمال خالصہ کا اچھا ہے اسی بنا پر صحابہ کو حضور سے دیکھے اور سیکھے ہوئے امر مین نہ کسی اجماع کی پروا
ہوتی نہ کسی دلیل پر التفات مصاحف گو بالاجماع والاتفاق درست ہوگئے مگر بعض صحابہ وہ قراءتین جو حضور سے
سُنی یا سیکھی تھین نہ چھوڑنے پر مجبور رہی۔ بفیضان تعلیم وتاثیر صحبت حبیب کریم طبیعت انکے صدق۔ عادت
انکے عدل۔ ملکہ انکا علم۔ خواہش انکی سنت ہوگئی تھی یہی حضرات تھے کہ کلام الٰہی بیک واسطہ سُنا اور جمال
محبوب بے حجاب دیکھا جو اُنھون نے سُنا کس کان نے سُنا اور جو اُنھون نے دیکھا کس آنکھ کو نصیب ہوا جس
آب وہوا سے انکے گوشت پوست نے پرورش پائی کس نے پائی جو دولت انھین ملی کسکے ہاتھ آئی پس
علوم انکے بھی یقینی اور قطعی تھے اور طبقۂ تابعین اخیار یعنے صحابہ کے شاگرد گو منجانب پیغمبر معلم اُنھین
پورا اطمینان تھا اس لیے کہ صحابہ سب کے سب عدول وصدوق تھے کسی نے پیغمبر خدا پر کذب وافترا

نہین کیا ہان اسقدر موقع وہم پڑھگیا کہ شاید کسی اور سے سُنا ہوا ور اُسنے صحابی سے سُنا ہو ۔ فہم مراد و تحمل لفظ و حفظ و ادا مین قصور ہوگیا ہو اور یہ وہم گو کوئی شے نہ تھا مگر امر دین اہم ہے اور اسکی احتیاط اہم راوی کے قوت و ضعف پر مقابلون مین نظر پڑنے لگی یعنی اگر ایک ایسی حدیث پائی گئی جسکا خلاف نہین ہے تو بلا تکلف مان لی جائے گی اس لیے کہ مظنہ کذب مدفوع ہے اور اگر خلاف و ضد سنا گیا تو قوت و ضعف پر توجہ کی جائے گی جیسا کہ حضرت عمر سے رد حدیث فاطمہ بنت قیس اور حضرت علی سے عدم قبول خبر معقل بن سنان مروی ہے اور ابن عباس نے خبر ابو ہریرہ پر اعتراض کیا کہ حمل جنازے سے وضو کیونکر ہوگا اور حضرت عمر سے اسباب مین تشدد مروی ہے کہ آپ شاہد طلب فرماتے اور اسی لیے کہا مشائخ حنفیہ نے کہ اگر قول صحابی بدون معارض پایا جائے تو واجب العمل ہے اور اگر صحابہ باہم مختلف ہون تو قوت دلیل پر نظر کی جائے گی مجتہد جدھر مناسب جانے رجوع کرے پس تابعی گو حضرت نبوت سے حجاب مین تھے مگر یہ حجاب وہ نقاب تھی جو حسن و زیب کو بڑھا لے انکے علوم قطعیت مین علوم صحابہ سے کم اور تمام عالم سے قوی و محکم تھے اسے علم (اطمینان) کہنا نہایت صحیح ہے اور جبکہ تابعی کو صحابی سے سُنکر ایک رسوخ و وثوق بلکہ وجدان و حال ہوجاتا تھا اور حجاب صحابیت کمال لطافت سے مانع نظر نہ آتا تھا ارشاد ہوا ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ پھر تمام دنیا سے وہ اچھے ہین جو میرے ملنے والون سے ملے ہوئے ہین یعنی تابعین اخیار پھر طبقہ تبع تابعین یعنے تابعین کے شاگرد یہ ایک عجیب مصیبت سے آزمائے گئے صحابہ مین عدل و صدق تو بتاثیر تربیت و فیضان صحبت حضرت نبوت طبعی و خلقی ہوگیا تھا مگر تابعین مین ہر درجے کے آدمی تھے کاذب بھی صادق بھی حافظ متقی ۔ محتاط خدا جو سہو کار فاسق بے پروا دنیا طلب بھی تابعین کے علوم گو اُنکی ذات پر حجت تھے مگر دوسرون پر بدون دلیل حجت کے قابل نہ تھے اب کمر بندہ ہین اور مردان خدا اُٹھ بیٹھے کہ کچھ ہو گھر چھوٹے یار دوست خویش بیگانے اہل و عیال برباد ہون مگر میراث پیغمبر یعنے علم تو اُسکے معادن سے کھود ہی نکالین گے اور مخلوط نہین صاف کردہ حق باطل سے ممتاز راست دروغ سے علیحدہ اسکے لیے قواعد و ضوابط معیار و میزان تیار کی گئی کہ کھوٹا کھرا پرکھ لیا جائے اور جبکہ ہر کلام مین دو جانب ہوتے ہین ۱ ظاہر یعنی الفاظ اسکے تحقیق و تنقید پر مستعد ہوجانے والے بلقب محدثین ملقب ہوئے ۲ باطن یعنی معانی ۔ اسکی تصحیح و تمیز کے لیے غور و نظر کرنیوالے مخاطب بخطاب مجتہدین ہوئے اور جبکہ تمام عالم کا انتظام بحکم عادت و ارادت الٰہی ایک اصول مستقیم و محکم پر ہے کوئی شے ایسی نظر نہ آئے گی جسے عقل سلیم عبث بتا سکے اور نظر غائر غلط دکھا سکے تو کلام اور اُسکے معانی جو بہترین نعمائے الٰہیہ و مدار علوم حقہ و تکلیف شرعیہ سے ہے خصوصاً اللہ و رسول کا

[illegible]

کلام اور علوم حقہ و دین حنفیہ کے احکام نظم و ضبط معقول سے علیحدہ ہون غیر ممکن ہے یہ وہی تجویز کرسکتا
ہے جسے عقل سلیم و سلیقہ صحیح عطا نہین ہوا معاذ اللہ یہ قواعد رد و قبول بہ نسبت قول و فعل صحابۂ رسول
نہ تھے بلکہ طریق وصول مین کلام تھا اور فہم و تاویل مین نظر اور اسکی دو ہی صورتین ہین ایک یہ کہ کوئی
معتمد علیہ یقین دلادے اور یہ موقع صحابہ کے ساتھ گیا دوسرے یہ کہ ہم خود قابل اطمینان جانچ کرلین
اور اسی تبع تابعین نے مقدم و مدار اعتقاد و عمل بنالیا حق سبحانہ تعالیٰ نے بھی ہمکو سکھا دیا ہے کہ جب
معاملے مین اعتماد کامل نہو تو تمسک شہادت کفالت رہن پر کارروائی کرو مگر تبع تابعین کو اسوجہ سے
کہ زمانۂ تابعین پاچکے تھے نقاب و حجاب کی آڑ سے لطف قرب و لذت نظر اُٹھا چکے تھے قلوب نورانی
نفوس قدسی سلیقۂ صحیح عقل سلیم ملکۂ راسخہ علوم وسیعہ رکھتے تھے نزدیک کی بات ادنی تجسس و توجہ سے
کھُل جاتی تھی حق و باطل مین امتیاز راست و دروغ مین شعور فوراً ہوجاتا پس انکے علوم یقین حکمی
یعنے ظن غالب کے اعلے درجے مین ضرور تھی اور انھین تمام وجوہ سے ارشاد ہوا ثُمَّ الَّذِیْنَ
یَلُوْنَهُمْ پھر تمام زمانے والون سے وہ خیر ہین جو ہمارے ملنے والون کے ملنے والون سے ملے ہین اسکے
بعد عام خیریت کا دفتر بند اور تصدیق رسالت مختوم ہوگئی جملہ علوم انھین کے تابع اور ان سے کم سمجھے
جائین گے غیر مرتبہ کہان سے پائین گے مثلاً تبع تابعین حضرت نبوت و دربار رسالت کی صف
نعال مین ہین مگر تمام عالم کے اعتبار سے عز و شرف و قرب و حضور و علم و معرفت کے کمال مین ہین
سے سنگ در تیرے آستانے کا ✤ بنگیا سجدہ گہ زمانے کا ✤ کب شرف ہے ملک نشینی مین ✤ تیرے کوچے مین بار پانے کا
(یہ بیان قوت علم اور مدارج قطع و یقین کا تھا اب اُسکے رد و قبول کے قواعد بھی سُننا چاہیے) جو خبر زمانۂ صحابہ
و تابعین و تبع تابعین مین اتنے راویون کی زبان پر پائی گئی جن سبکا اتفاق کذب پر عادۃً محال اور عقلاً
متعذر تھا وہ متواتر ہے اس سے علم قطعی آجاتا ہے اسکا منکر کافر ہے اور اعتقادیات اسی پر مبنی ہوتے
ہین اور اگر زمانۂ صحابہ مین یہ اشاعت نہو مگر تابعین و تبع تابعین مین ایسا پایا جائے تو مشہور یا
مستفیض ہے اس سے علم اطمینان حاصل ہوجاتا ہے اور قرآن پر زیادتی اس سے جائز ہے
اسکا منکر فاسق ہے اور دو پہلے زمانون مین یہ شہرت نہو تو وہ خبر واحد ہے اور اسکے متعدد درجے
ہین باعتبار ضعف و قوت راوی کے اور اعلے درجہ خبر واحد کا یہ ہے کہ ظن غالب حاصل ہو اعتقاد کی
بنا نہ کی جائے مگر عمل واجب ہو اور یہ خبر اگر ایسے راوی سے سُنی جائے جو عدول و صدوق ہے یعنی امر دین
مین مستقیم کبائر و فواحش و کذب سے مجتنب آفات مثل جنون سوء حفظ و کثرت وہم وغیرہ سے محفوظ ہو پس
جسقدر یہ صفات راوی مین قوی ہونگے خبر اُسکی کمال ظن غالب کا فائدہ دے گی جو حکم یقین مین ہے

اور جہان تک ان صفات مین ضعف وقصور ہے خبر کا اعتماد کم ہے علما نے اس فن مین نہایت بسیط کتابین لکھی ہین اور خبر واحد کے مراتب کہ صحیح ہے یا حسن یا غریب یا شاذ یا منکر یا ضعیف یا موضوع وغیرہ سب لکھدیے ہین یہان اتنا ہی سمجھ لینا کافی ہے کہ خبر واحد جو اعلےٰ درجے کی ہے وہ احکام مین حجت ہے عقائد اور زیادت علی القرآن ومعارضۂ مشہور ومتواتر مین نہین اور ادنےٰ درجے کی خبرین صرف وعظ نصایح یا تفصیل قصص وفضل اعمال مین مفید ومعتبر ہین اور قرآن مجید تمامہ متواتر ہے اور جو قراءتین متواتر نہین نہ نماز مین اُنکا پڑھنا کافی نہ قرآن مین لکھنا جائز ہان احکام فقہ مین مثل آیت مستقل سمجھی جاتی ہین اور چونکہ ایسی قراءتون کا اختلاف موجب اختلاف وتضاد معانی کا نہین ہے دونون پر عمل بلا تکلف ہوسکتا ہے جیسے قراءت ابن مسعود کی جو بطور مشہور ثابت ہے فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَهُمَا کی جگہ فَاقْطَعُوْا اَیْمَانَهُمَا یعنے داہنے ہاتھ کاٹو چور کے اور اسی پر عمل ہے یا فصیام ثلثه ایام قسم کے کفارے مین تین روزے ہین ابن مسعود کی قراءت مین متتابعات زائد ہے لہذا برابر روزے رکھنا لازم ہوگئے اسی طرح اور بھی مقامات ہین معاذ اللہ شرائط رد وقبول سے یہ غرض نہین کہ قرآن یا قول رسول یا صحابہ کی جانچ کرین وہ سب کا سب واجب الاعتقاد وواجب العمل ہے ہان جانچ اسکی ہے کہ یہ قول ہے بھی اللہ ورسول کا یا کچھ اسمین شبہ ہے پس جہانتک یقین اُسکے صدق کا قوی ہے عمل بھی قوی ہے اور جہان تک شبہ زیادہ ہے عمل ضعیف ہے گو ہوسکتا ہے کہ ایک کاذب مخبوط الحواس فاسق سے سچی بات سُنی جائے مگر اس لیے کہ ہمکو کیونکر یقین آئے ہم معذور ہین تکلیف بقدر علم ہے اور علم بقدر طاقت قاضی شاہد کے بیان پر (گو وہ غلط ہی کیون نہو) مسلمان کے مال وآبرو وجان پر حکم کرتا ہے اور اُسے جائز نہین کہ خلاف شہادت حکم کرے اگرچہ مطابق واقعہ بھی ہو ہمارے حق مین نفس الامر وہی ہے جو ثابت ہوسکے اور یہ استناد اور جانچ بھی اسی امت کو عطا ہوئی ہے جس سے وہ قیامت تک عام قومون پر علماً فائق وغالب ہین اور تیرہ سو برس سے قرآن کا حرف حرف حدیث کا کلمہ کلمہ انکے دل وزبان پر ہے اور اسطرح کہ جب چاہین اپنے سے حضور تک سند معتبر پہنچا دین اپنے شیخ اور شیخ الشیخ کے برابر نام اور عدل وصدق کے وجوہ بتادین پھر اسی طرح مجتہدین نے تحقیق معانی وتیقین مرادین غور ونظر کی ایسے قواعد وضوابط معین فرمائے جنسے بچکر چلنا دین مین رسوائی دُنیا مین حمق وبیحیائی اُدھر محدثین نے لفظ جانچ لیے جیسے صراف نے روپیہ پرکھا اور کسوٹی پر بھی چڑھا لیا ادھر اُنھون نے تنقید معانی پر توجہ کی بوتۂ اصول مین رکھا نظر ومطابقت کی حرارت پہنچائی اگر چاندی کھری تھی تو چمکنے لگی اور کہین کچھ میل تھا تو قلعی کھلگئی قیمت کم اُٹھی۔ حضور کے زمانے مین قول وفعل حضور کا بلا تردد ومشاہد ومسموع تھا اور اعتقاد وعمل

واجب وہم وشک ممنوع قرآن وحدیث کے معانی بھی خواہ تعلیم نبوی سے خواہ سبب نزول یا مناسبت سوال
وعرف ومحاورہ وغیرہ سے بدون علم ونحو وصرف ومعانی واصول معلوم ہو جاتے زبان بھی اُنکی تھی واقعات
بھی حاضر تھے معلم صادق بھی موجود۔ آپ کے بعد جیسا کہ مذکور ہوا متعدد عوارض حائل ہوئے ۱؎
محاورات مین خلط اعجام ومرور ایام سے کچھ کچھ تغییر ۲؎ عادات واحوال مین تبدیل ۳؎ حفظ وضبط روایات
معانی وتفاسیر ماثورہ مین کچھ کچھ شبہ ضرور ہوا کہ مجتہدین امت کوئی ضابطہ معین کردین کہ سالک صراط مستقیم
عقل وحکمت سے بہکنے نہ پائے اکثر کی مطابقت رہے گو اقل سے کچھ ظاہری مخالفت نظر آئے اسی بعد
تقرر اصول یہ وہم کہ فلان تفسیر پیغمبر یا تاویل معتبر ترک ہوئی جاتی ہے قابل التفات نہ رہا اس لیے
کہ اُنکی تنقید وتصحیح نہین ہو سکے اور یہ تو ہم کہہ چکے کہ اگر بحسب قواعد محدثین تصدیق خبر ہو جائے اور اپنے
معارض ۴؎ سے مساوی یا قوی ہو اور معانی مین بھی رکاکت ۵؎ نہ پائی جائے تو ہم تمام قواعد وضوابط چھوڑ کر
اُسے مقدم رکھین گے مگر جبکہ خود اُسکے اتصال وتصدیق مین ضعف یا تردد ہو تو ہمارا کیا تصور پس دفع
ہو گیا یہ وہم بعض کا کہ اصول حنفیہ پر کبھی قول ابن عباس مثلاً چھوٹ جاتا ہے اور گاہ گاہ حدیث
بخاری کا خلاف لازم آتا ہے بلکہ ہم مدعی ہین کہ ہم نے کسی ضعیف کو بھی چھوڑا تو اس لیے کہ قوی ہاتھ
سے نہ جانے پائے اور اسی طرف ہم کو حضور نے ہدایت فرمائی دع ما یریبك الی ما لا یریبك جو تجھے
شک مین ڈالے اُسے چھوڑ دے اور جو یقین دلائے اُسے اختیار کر پس متواتر ومشہور زیادہ یقین دلا سکتا ہے
اپنے غیر سے اور موئد بالضوابط واصول نہایت اطمینان بخش ہے خلاف اصل وضابطہ والے سے اور ہم یہ
بھی کہتے ہین کہ گو یہ قواعد صحابہ مین رائج نہ تھے مگر اُنکے طریق عمل وملکۂ راسخہ وروش دائمی کے جمع کرنے
سے یہ سب محقق وثابت ہین بلکہ اُسی سے ماخوذ ہوئے ہین پس تصریح ۶؎ نہ ہونے سے نہ عدم لازم آتا ہے نہ
ضابطہ بے اصل ہوا جاتا ہے وہم جو اصول وقواعد قرآن وحدیث کے معانی سمجھنے کے لیے قرار دیے
گئے ہین **اول** وہ خیالی امور ہین اُنکے لیے کوئی اصل ثابت کنندہ نہین پس عقلی بات حجت شرعی نہین
ہو سکتی **دوم** وہ چاہے جیسے نفیس ہون مگر کوئی عبارت کسی فصیح بلیغ۔ شاعر۔ نثار کی کسی زبان مین
ایسی نہین پائی جا سکتی کہ ان تمام اعتبارات مذکورہ کے بعد اُن مقاصد ومراد پر دلالت کر سکے جو اُسکے
قائل کا ارادہ ہے یا ایک خاص انداز ومعانی پر قطعی طور پر قائم رہ سکے تو یہ سیدھی سیدھی باتین جو تمام
عرب بلکہ تمام عالم کے لیے ہین اور مرد۔ عورت بوڑھے بچے۔ عالم۔ جاہل۔ خاص عام سب اُسکے
مخاطب ہین ایسی پیچیدگیون مین کس طرح آسکتی ہین اور کیونکر دیانت وانصاف اس سہل کو ایسا مشکل
بنا سکتا ہے **حل** بات تو یہ ہے مگر فکر وغور کرنے سے پہلے ذرا تامل کے بعد یہی مشکلات یہی قواعد لازم بلکہ

سزاوار شان کلام خدا و رسول نظر آتے ہین - اسی سے امتیاز ہو جاتا ہے کہ یہ کلام سہو و خطا و کذب و
غلط سے پاک ہے - یہین سے عجز البشر و اعجاز قرآن و پیغمبر نظر آجاتا ہے اس لیے کہ کلام مین خواہ وہ مفرد
ہو یا مرکب باعتبار لغات و استعمال و اجمال و بیان و حقیقت و مجاز و قرائن و سیاق و اضافات و قیود وغیرہ
اسقدر احتمالات پیدا ہو جاتے ہین کہ اُن سبکا اندازہ اور تصور بھی بوقت تکلم مشکل ہے اور دفع وجوہ
و رد و اور اپنے خاص مقصد کا قطعی تعین کہ وہم خلاف بھی نہ گذر سکے نا ممکن پھر وہ احتمالات تو جو آنے والے
زمانون مین باعتبار زمان و احوال و فہم قائم ہوتے جائین وہم و خیال مین بھی نہین آسکتے اور اگر کوئی
کلام اُن تمام احتمالات کے رعایتون کے ساتھ پایا جائے تو بیساختہ اُسکی نسبت یہی کہا جائے گا کہ یہ
پروردگار عالم دانا سے موجود و حادث کا ارشاد ہے کسی بشر کی مجال نہین جو ایسا کلام بنا سکے اس لیے
کہ ایسے تمام احتمالات حال و استقبال کے وہی جان سکتا ہے اور وہی اُن کو دفع کر سکتا ہے جو اُن کا
بنانے والا ہے جیسا کہ خود فرمایا وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا اگر قرآن
سوائے خدا کے کسی اور کا کلام ہوتا تو تم اُسمین بہت اختلاف پاتے اور فرمایا فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ
ایسی کوئی آیت تو بنا لاؤ پھر جب علما نے ملاحظہ کیا کہ بعد انقطاع شرف صحبت صحابہ علوم یقینیہ پر
حجاب آ گئے اور کوئی وجہ امتیاز حق و باطل کی باقی نہین رہی جیسا کہ ابھی کچھ مذکور ہوا انھون نے اسکا
استنباط کیا تھا کہ دین اور قرآن مین جسکی حفاظت کا اللہ تعالی نے وعدہ فرمایا ہے مثل کتب سابقہ
و ادیان سالفہ ہر خیال اور ہر دلیل سے خلط نہو جائے اور یہ ممکن نہو کہ ہر فریق اپنے زبردست
دلیلون اور باریک خیالون کی قوت سے اُسے اپنی طرف لیجا سکے اور یہ کہ ظاہر ہو جائے شان
اعجاز قرآنی اور قوت احکام سبحانی پس یہ تمام قواعد و اصول مرتب کیے اور اس خزانۂ عامرہ و سعادت
ابدیہ کو ہر نا قابل غیر مستحق کے دست اندازی سے محفوظ و مصئون کر دیا لیکن ایسا نہین ہے کہ یہ
اصول محض عقلی ہو بلکہ ہر ہر قاعدہ اسکا انھین اصول کے لحاظ سے آیات قرآنیہ و سیاق خبر و طریق
استنباط اصحاب پیغمبر سے مستفاد ہے صاحب نظر چاہیے پھر ان تمام اصول سے ایک ایسی ظاہر بات
پیدا کی ہے جس سے قلوب مطمئن ہو جاتے ہین وہ یہ کہ ان اصول سے وہی بات ثابت ہوتی ہے
جو کھلے طور پر پیغمبر و اصحاب پیغمبر کی روش تھی اور ظواہر کتاب و سنت سے ثابت ہین اور جبکہ ہم دیکھتے
ہین کہ ہر علم مین وہ تعریف مستحسن و مستمسک ہے جو جامع و مانع ہو تو کیا ضرور نہ تھا کہ عقائد و احکام مین
جامعیت و مانعیت بدرجۂ اتم ہو اور اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ بعض قواعد محض عقلی ہی ہون تو بھی
مضر نہین ہین اس لیے کہ اگر صریح آیات و احادیث سے بھی یہ اصول سمجھے جاتے تو بھی اُسے انسـ

یقین کے لیے انھین قاعدون کی حاجت ہوتی ہیں کیونکر ہوسکتا کہ یہ اصول ثابت ہون آیات و احادیث
سے اور آیات و احادیث کے معانی ثابت ہون ان قواعد و اصول سے اور کوئی علم و حکم اس خدشے
سے خالی نہین ہے اصول حدیث بھی سب کے سب حدیثون سے نہین بنائے گئے بلکہ عقل سلیم کے حکم سے
اور علم کلام کا بھی مبنی یہی عقل صحیح ہے اور حق یہی ہے کہ اصل الاصول یہی عقل ہے ورنہ دوسرے حیوانون کو
بھی تکلیف دی جاتی اوائل عقل صحیح و قلب سلیم ایک اصل کلی کا فیصلہ کردیتا ہے تب سماع و خبر سے اُسکی
توضیح کی جاتی ہے پہلے طلب معرفت رب عقل نے واجب کی پھر قرآن و پیغمبر نے اُسکی تعلیم فرمائی
پس اللہ تعالی نے علماے اسلام کو یہ فخر عطا فرمایا کہ انھون نے اُسکے اور اُسکے پیغمبر کے کلام پاک
کے لیے ایسے اصول قرار دیے جو اُسکی شان اعجاز و بے مثالی کے شاہد اور مخالفون کی دست برد سے
محافظ ہین اب کسی طور پر کسی عہد مین کسی بڑے مقرر کی زبان آوری سے بھی ہو نہین سکتا کہ بعد ملاحظہ
اصول معینہ احکام صریحہ و عقائد صحیحہ مین فرق لاسکے اللہ تعالی نے علماے راسخین و حکماے اسلام کے
سینے اس علم شریف سے کھول دیے اور اُنکے اذہان صافیہ و نفوس زکیہ بحسب وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ منور و مزکا فرمایا ہے کلام پاک حضرت رسالت وہ
بھی بحکم وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ملحق بکلام خدا ہے ہان ہمارے علما کا باہمی
اختلاف قواعد اصول مین ہو یا استنباط فروع مین وہ ہرگز ایسا نہین ہے جس سے تفرقہ و تغیر دین کا
وہم ہوسکے اور اس قسم کے اختلاف مذموم نہین بلکہ رحمت ہین اور اللہ کے بندون کے لیے بحسب اختلاف
احوال مصلحت و وسعت و حکمت اصول شرع وہ امور جن سے اخروی نفع و نقصان ثابت ہوسکے
چار ہی امر ہین ۱ کتاب اللہ ۲ سنت رسول ۳ اجماع امت ۴ قیاس شرعی اور وجہ حصر یہ ہے کہ اُسکے
سوا وہ جنسے نفع و ضرر کے احکام نکل سکین آٹھ ہین ۱ کتب سماویہ سابقہ ۲ انبیاے پیشین ۳ صلحاے
ماضیہ انکی خبرین ہم تک نہ قابل اطمینان آسکین نہ وہ شرائع نافذ ہین البتہ جو کچھ اسمین سے قرآن و
حدیث مین مذکور ہوا پھر اگر بعد ذکر اُسے رد کردیا ہے جیسے گنتی اصحاب کہف کی جسکا ذکر فرمایا کہ ایسا ایسا
کہا جاتا ہے پھر فرمایا رَجْمًا بِالْغَيْبِ یہ اٹکل پچو باتین ہین - یا سجود آدم و یوسف نقل فرمایا پھر غیر
اللہ کے سجدے کی حدیث مین تصریح اور قرآن مین توجیہ بیان ہوئی پس ایسے امور قابل عمل نہ رہے
اور اگر بعد ذکر مطابقت کی یا سکوت کیا تو وہ حجت ہے اور ملحق بکتاب و سنت جیسے فرمایا كَذَٰلِكَ
كِدْنَا لِيُوسُفَ یا قول یوسف علیہ السلام کا کہ آتا بہ زعیم جو صاع گم شدہ لائے اُسے

[illegible]

شتر بار غلہ انعام ملیگا مین اُسکا ضامن ہون پس احکام جعل و ضمان اُس سے نکالے گئے یا قصل ع لقمان کے یا قصہ خضر و موسیٰ یہ سب ملحق بہ کتاب ہین اور ایسے ہی حضور کا ارشاد کہ بہترین صوم صوم داؤد اور بہترین نماز نماز داؤد ہے ملحق بہ سنت ہے ۳ حضور کے اصحاب کے قول یا فعل یا اگر ایسے امور ہین جو عقل سے معلوم ہو سکین جیسے قول ابن عباس کا کہ تارک جماعت جہنمی ہے یا قول ابن مسعود کا جب عورت کا مہر معین نہو اُسے مہر مثل ہے یہ اعلےٰ درجہ اجتہاد مین ہے اور اگر ایسی بات ہے جو عقل سے مدرک نہین ہو سکتی جیسے دوزخ یا جنت کا بیان فضائل اعمال و سور ہاے قرآن وغیرہ یہ ملحق بہ سنت ہے اس لیے کہ نہ وہ جھوٹ بولتے تھے نہ عقلی بات ہے کہ راے سے کہین پس ضرور ہے کہ حضور ہی سے سُنا یہ حُسن ظن بہ نسبت صحابہ واجب الاحتجاج ہے ۴ صلحاے امت کے قول و فعل اگر کل متفق ہین تو تو اتر ہے اور ملحق بہ اجماع - اور اگر باہم مختلف ہین تو تعارض باہمی سے ساقط الاعتبار ہے ۵ عرف اور رواج عوام کا تو اعتبار ہی نہین ہو سکتا البتہ عمل خواص اگر شریعت اُس سے ساکت ہے ضمیمہ اجماع ہے ورنہ نہ بشرطیکہ لزوم و وجوب کی حدتک نہ پہنچایا جائے اس لیے کہ سکوت شارع دلیل اباحت ہے اور مباح پر حکم لزوم بدعت ہے ۹ رویاے صادقہ و مکاشفات عرفا جبکہ انمین خصوصیت او تاویل و مجاز اکثر و غالب ہے اور متشابہات قرآنی بوجہ ہجوم معانی و خصوصیات حضرت نبوت ہمارے لیے حجت نہین تو خواب و خیال کو کون پوچھے تاہم بشرط سکوت شارع ادباً تبرک اُنسے جائز ہے ۱۰ ضروریات بشرط تسلیم علما عذر مقبول ہے فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ الخ ۱۱ تجارب ۱۲ عقلیات یہ دنیاوی امور مین ہین نہ آخرت تک انکی رسائی نہ اُسکے قواعد سے تعلق اب ثابت ہو گیا انحصار دلائل اربعہ مین

اصل اول (قرآن مجید) یعنے مجموعہ لفظ و معنی پس نہ صرف لفظ قرآن ہین کہ فائدہ عمل و عبرت و تذکر باقی نہ رہ سکے نہ محض معنے کہ تلاوت و حکم طہارت و جامعیت و اعجاز بے بنیاد ہو جائے ہر مقام پر نظم و معنی دونون کی رعایت واجب ہے اور کلام خواہ مفرد ہے یا مرکب مفرد مین چار صورتین ہین اس طرح کہ لفظ خواہ ایکبار وضع کیا گیا ہے یا کئی بار پچھلا **مشترک** ہے جیسے عین کہ ایکبار بمقابلہ چشم پھر بمقابلہ ذات پھر بمقابلہ چشمہ آب موضوع ہوا - مشترک مستعمل نہین ہوتا مگر کسی قرینے کے ساتھ اور بعد قرینہ اُسے **ماول** کہتے ہین جیسے عَيْنٌ بَاكِيَةٌ آنکھ ہے عَيْنٌ جَارِيَةٌ نہر یا دریا - عینہ ذات مسئلہ ماول ظنی ہوتا ہے مگر عمل اُسپر واجب ہے باوجود احتمال خطا **مسئلہ** عموم مشترک جائز نہین یعنی ایک کلام مین ایک حال مین لفظ مشترک کے کئی موضوع مراد لینا اس لیے کہ جب ہم دو یا زیادہ موضوع مراد لین اور وہ آپس مین متباین ہون جیسے قرء بمعنی طہر بھی ہے و بمعنی

حیض بھی اب ایک معنی ضرور متکلم کے مراد کے خلاف ہونگے اور اگر وہ سب موضوع باہم متناسب ہون جیسے صلوٰۃ
بمعنے رحمت و دعا اب بھی متکلم کے خلاف یا اُسکے ارادے پر زیادت کا احتمال باقی ہے اور جب یہ امر کہ
متکلم نے آیا کل موضوع اسکے مراد لیے ہین یا بعض یا ایک مشکوک و غیر ثابت ہے اور یا ایک پر کفایت ما ہو
وضروری لیس عموم جائز نہو مگر امام شافعی رحمہ اللہ لغات متناسبہ مین جمع جائز رکھتے ہین مثلاً اِنَّا
اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ کوثر یا علم ہے حوض کا اور معنی کثرت بھی ہے پس جبکہ حدیث مین وارد ہوا کہ
یہ کوثر حوض ہے اب ارادہ معنی کثرت جائز نہ ہوا- پھر یہ وہم کہ ہر ماول ظنی نہین جیسے یہی کلمہ کوثر
اس لیے کہ جب پیغمبر کے قول سے تعیین ہوگئی اب احتمال خطا خطا ہے صحیح نہین اس لیے کہ
غان تاویل سے ظن ہے اور یہ قطعیت عارضی اور اور پہلا اگر معنی جمعیت سے خالی ہے تو
خاص ہے یہ اپنے مدلول پر قطعی اور بیان تفسیر سے بے نیاز ہے جیسے اللہ الصمد ہے- محمد
رسول اللہ پس قطعاً اللہ کے لیے صمدیت اور حضور کے واسطے رسالت ثابت ہے اور اگر
معناً یا لفظاً جمع ہے تو عام ہے مگر تثنیہ عام نہین اسلیے کہ جمع نہین- اور عدد عام نہین اس لیے کہ گو
کثیر بھی ہو مگر محدود ہے اور عام غیر محصور ہوتا ہے- اور مشترک عام نہین کہ اُسکی وضع متعدد ہے اور
جنس و نوع بھی عام نہین کہ اسمین شمول بمعنی کلیت ہے نہ بوجہ جمعیت اب یہ لفظ سوا ے مشترک کے
پانچ حال سے خالی نہین ۱ (فردیت حقیقیہ) جیسے ہذا الرجل الرجل ۲ (فردیت حکمیہ) الانسان الرجل
یہ باعتبار کلیت و ماہیت اپنی افراد جنسی و نوعی کو شامل ہے ۳ (فردیت غیر معینہ) رجل کوئی مرد یہ بطور
بدلیت ہر رجل پر صادق آسکتا ہے نہ بطور جمع و شمول- یہ تینون قسمین خاص کی ہین ۴ (جمع منکر)
جیسے رجالٌ یہ فخر الاسلام کے نزدیک عام ہے اور صاحب توضیح کے نزدیک واسطہ ہے خاص اور
عام مین ۵ (جمع معرف) الرجال یہ بالاتفاق عام ہے اور اسی طرح واحد معرف بلام استغراق
بھی عام ہے جیسے اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا تمام بیوع حلال اور جملہ انواع ربوا حرام
اور نکرہ منفیہ بھی عام ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ- لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ اور ما ومن- مَا مِنْ دَابَّةٍ
کوئی دابہ نہین فَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ- مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور لفظ کل كُلُّ
حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ اور لفظ قوم- طائفہ وغیرہ بھی عام ہین مسئلہ عام قطعی ہے اپنے
تمام افراد کو شامل ہے اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ
وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ رسول یا اللہ جتنے مومن ہین سب تمام اُن امرون پر جو رسول پر نازل ہوئے
سب کے سب ایمان لائے اللہ پر اور تمام فرشتون اور سب کتابون اور سب پیغمبرون پر مسئلہ

[illegible]

خاص جبکہ معلوم المراد و ظاہر المعنی ہوتا ہے بیان تفسیر کا محتاج نہین اس لیے کہ تفسیر بغرض بیان
اجمال و دفع احتمال ہوتی ہے اور اجمال و احتمال خاص مین ہوتا ہی نہین - عام مخصوص
منہ البعض جبکہ عام کے بعض افراد علٰحدہ کر لیے جائین تو باقی ماندہ مین بھی احتمال خروج کا
پیدا ہوجاتا ہے اور یہ عام ظنی ہوجاتا ہے مگر عمل اسپر واجب ہے جیسے اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ
الرِّبٰوا بیع معرف بلام استغراق ہوکر عام تھی مگر اسمین سے ربٰوا خاص ہوگیا اسی لیے احادیث
اور قیاس سے بیوع فاسدہ و باطلہ بھی خارج کی گئین یا فرمایا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ وَاُولِی
الْاَمْرِ مِنْکُمْ اسمین بادشاہ وقت کی اطاعت کا حکم ہے ہر رعیت اگر عالم و متقی و شریف کچھ بھی ہو ہر
بادشاہ وقت کا مطیع ہے اگرچہ وہ فاسق و جاہل بھی ہو پھر فرمایا فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ
اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اب اُن امور مین اطاعت نہ رہی جسمین باہم اختلاف شرعی حجت سے ہو
اور اس بادشاہ کی اطاعت نہ رہی جو اللہ و رسول کی طرف رجوع نہ کرسکے جیسے کافر پس ہم نے
بحکم حدیث ہر امر کو جو معصیت پر شامل ہو خاص کرلیا اور ہر ایسے فاسق مجاہر کو جو مخالفت خدا و رسول
کو بلا تردد ظاہر کرے اور رجوع کی امید نہ باقی رہے خاص کرلیا یا فرمایا فَاقْتُلُوْھُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْھُمْ
جہان پاؤ مار ڈالو پھر حرم اور شہر حرم اس سے خاص ہوگیا پھر ہم نے اور صورتون مین بھی قتال کو
ضروری نہ قرار دیا اس لیے کہ یہ احکام ظنی ہوگئے مگر شرط یہ ہے کہ ۱ یہ مخصص عام سے متصل اور خود
بنفسہ مستقل ہو استثنا و شرط وغیرہ سے تخصیص جائز نہین تاکہ عام اپنے استقلال سے عموم اور
مخصص اپنے استقلال سے اخراج کا فائدہ دے اور اس لیے کہ تخصیص نہین ہوگی مگر یہ علت اور
حکم غیر مستقل علت نہین بن سکتا ۲ بین عام و مخصص کے کوئی زمانہ نہو تاکہ لازم نہ آئے کہ حکم
مخصوص ایک وقت تک مطلوب بالامر رہا پھر نہ رہا اور یہ صورت ہے نسخ کی یا مہمل رہا پس یہ دونون
باطل ہین وجوب کا تخلف حکم سے ایسا ہی ناجائز ہے جیسے معلول کا تخلف علت سے ۳ مخصص کلام
ہو اس لیے کہ غیر کلام مقتضیات و قرائن ہوا کرتے ہین نہ خود مستقل ہے یہ مخصص پس تخصیص عقل
و عادت سے جائز نہین جیسا کہ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ سے نابالغ مجنون بوجہ عدم صلاحیت خطاب
خاص ہین - اور بلقیس کی نسبت فرمایا اُوْتِیَتْ کُلِّ شَیْءٍ عادۃً اس مین وہی اشیا داخل ہین
جو بادشاہون کے لیے لازم ہے ورنہ کل شے مین خود بلقیس بھی داخل تھی ۴ استثنا نہو ۵
معلق بالشرط نہو جیسے مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ اسمین عدم عذاب معلق بشرط
شکر ہے پس تخصیص نہین ۶ غایت نہو حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ یعنے اس حد تک کفار سے لڑو

کہ کفر باقی نہ رہے ۔ صفت یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیٓ نفوس مطمئنہ رجوع کرین ۵ تو اونچ مطابقات
تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا شب قدر مین فرشتے اور جبرئیل اُترتے ہین چونکہ ذکر رحمت ہے ملائکہ عذاب
داخل نہین یَوْمَ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُهُمْ وہ صادق جو مومن نہو داخل نہین اس لیے کہ کافر
کو آخرت مین نفع ممنوع ہے پس یہ تمام امور اگرچہ معانی مخصصہ پر شامل ہین مگر مخصص اصطلاحی
نہین **اصل کبیر** واضح رہے کہ ہمارے علماء سے دوسرے علما نے ان دو بڑی اصلون مین اختلاف کیا
ہے جنپر کثیر مسائل کی بنا ہے **اول** یہ کہ خاص محتمل بیان تفسیر ہے **دوم** یہ کہ عام کی تخصیص ان
تمام امور بالا سے جائز ہے اور ہم کہتے ہین کہ کوئی کلمہ محتمل البیان زائد نہین جبتک اُسی مین کوئی وجہ
احتمال موجود نہو اور احتمال بھی وہ جسکا تعلق حکم سے ہے اور جب کلمہ احتمال مع الدلیل اور متعلق بحکم سے
خالی پایا گیا ہم نے اُسے خاص قرار دیا۔ اور ایسے ہی کلام ناتمام نہ موجب حکم ہے نہ قابل تخصیص پس
جبتک کسی عام کی تخصیص حسب تفصیل بالا نہو وہ عموم پر باقی ہے اور ایسا خاص ظاہر المراد قطعی الدلالت
اور عام غیر مخصوص یقیناً قطعی ہے اور باوجود قطعیت ظنی دلائل سے اُسکی تفسیر و تخصیص جو من وجہ نسخ ہے
و تغیر باطل ہے لیکن جبکہ شافعیہ نے احتمال بلا دلیل کو مان لیا اور ہر قسم کی تقیید کو تخصیص تسلیم کر لیا تو
ابتدا ہی سے ہر خاص و عام ظنی ہو گیا اور ظنی کی تفسیر و تخصیص اخبار احاد و قیاس سے بلا تکلف صحیح ہوگی
پس یہ ہے بناے خلاف جو ایک متفق علیہ اصل پر مسلم ہے پس وَارْكَعُوْا- وَاسْجُدُوْا قرآن مین خاص
ہے یعنی جھک جاؤ سر زمین پر رکھدو خبر واحد سے اسکا بیان نہین ہو سکتا اسطرح کہ بدون اطمینان تعدیل
رکوع و سجدہ باطل ٹھہرے اور اطلاق قرآنی گویا منسوخ مان لیا جائے ایسے ہی وضو مین کلمہ غسل خاص
ہے اب شرط موالات و ترتیب و تسمیہ و نیت وغیرہ جو دوسرے وجوہ سے ثابت ہین لازم صحت نہین ہو سکتے
وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ مین طواف خاص ہے پھرنا کافی ہے قید طہارت زیادہ نہین ہو سکتی یا فَاقْرَءُوْا
مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قرآن سے جو چاہو اور جس قدر چاہو پڑھو اب فرضیت فاتحہ جو ظاہر حدیث سے مفہوم
ہوتی ہے نہ مانی جائے گی لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ اور وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ مقتدی اور امام
دونون مین عام ہے یعنی ہر درجے کا مسلم امام بھی ہو سکتا ہے اور مقتدی بھی اسی لیے فرمایا ہمارے علما
نے ہر بر و فاسق کے پیچھے نماز جائز ہے اور اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (کُم) عام ہے متقی
تمام آدمیون سے اشرف و اکرم ہے اگرچہ فقیر و رذیل خاندانی بھی ہو **الحاصل** ایسی صورتون مین
ہمارے علما نے کمال انصاف و احتیاط سے کام لیا ہے کہ نہ قطعی ظنی کا اثر قبول کرے اور نہ ظنی بالکل
بے اثر رہے بلکہ دونون کو اُنکے مرتبے پر رکھنا چاہیے پس ظنی مین تاویل کرکے اُسے عمل دیتے ہین انہین

مثالون مین تعدیل و اطمینان اور قرارت فاتحہ وطہارت بحالت طواف بحکم حدیث واجب تارک اُسکا
عاصی اور اعادہ واجب ہے فرض نہین اور بدون انکے جواز سقوط فرضیت کے لیے ہے اور موالات و
نیت و ترتیب وغیرہ وضو مین سُنت و مناط ثواب ہین اور بے انکے وضو صرف جواز نماز کے لیے ہے اسمین
شک نہین اگر ہم وہی کہتے جو دوسرے علمانے فرمایا ہے تو لازم آتا مقابلہ قطعی کا ظنی سے یا لازم آتا ترک
کرنا احادیث صحیحہ و قیاس شرعیہ کا اور یہ دونون امر ممنوع تھے اور اس تقریر و تاویل پر جدھر گئے ہمارے
اصحاب حنفیہ قطعی اپنی جگہ پر سقوط واجب وجواز کا اثر دکھا رہا ہے اور ظنی اپنی جگہ پر اپنا فائدہ تمام تا ہے مگر
بات وہی ہے جو ہم نے بیان کردی کہ اُنکی تقریر پر نہ خاص قطعی ہے نہ عام پس وہ کیونکر ظنی سے اوسپر
زیادتی یا اُسکا نسخ وتقیید یا بیان جائز نہجانین اور ہماری راے پر یہ قطعی ہین ہم ظنی سے انکا اخر بدل
نہین سکتے پس باوجود اختلاف دونون گروہ ایک مسلک صحیح وامر صریح پر بہیے ہوئے ہین وَالنَّاسُ فِيمَا
يَعْشِقُونَ مَذَاهِبُ لیکن جائز ہے تخصیص عام مخصوص منہ البعض کی خبر واحد اور قیاس سے
اس لیے کہ جب ہر فرد باقیہ تحت عام محتمل الخروج ہوگیا اس لیے کہ ممکن ہے کہ جس علت سے ایک فرد
خاص ہوا دوسرا بھی ہو پس اس احتمال کا ثابت کرنا یا اجمال کا دور کرنا قیاس وخبر واحد سے جس طرح
ہوسکے صحیح ہوا مسئلہ جائز ہے نسخ خاص کا عام سے اور عام کا خاص سے بوجہ قطعیت پھر
کلام مرکب کے کئی حال ہین اول باعتبار ظہور وخفاے معنی پس ظاہر وہ جسکی مراد نفس
صیغہ سے واضح ہو سیاق و قرائن کی حاجت نرہے صرف یہ احتمال کہ شاید مجاز مراد ہو باقی رہتا ہے
نص اس ظہور کے ساتھ سیاق کلام بھی اُسکا معین ہو اگر احتمال مجاز قطع ہو مفسر وہ جسمین کسی
تفسیر سے احتمال مجاز بھی نہ رہے مگر احتمال نسخ باقی رہے محکم وہ کہ احتمال نسخ بھی نہ رہے جیسے أَحَلَّ اللَّهُ
الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَوٰا ظاہر ہے حلت بیع وحرمت ربوا مین مگر نص ہے کہ بیع اور ربوا مین مماثلت نہین
بلکہ تفرقہ ہے اس لیے کہ سیاق قرآنی یہی ہے یا مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ظاہر ہے آپ کے نام مبارک مین
اور یہ کہ آپ رسول ہین اللہ کے اور نص ہے کہ آپ کا ارشاد اللہ کا ارشاد ہے جس طرح اللہ کی بات مانی
جاے آپکی بات بھی مانی جاے اور یہی کلمہ رسول کا فرشتون کی نسبت جابجا مذکور ہے مگر نص ہے اس لیے
کہ وہان یہ مراد ہی نہین کہ اُنکی بات مانی جاے فرمایا إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ہمارے
رسول یعنے فرشتے اُنکے مکر لکھ لیتے ہین یا فرمایا ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا پھر ہم پیغمبر ان کو بھیجا کئے ایسے ہی
وَحْيٌ يُوحَىٰ ظاہر ہے کہ آپ پر وحی آتی تھی اور نص ہے کہ آپ کے ارشاد احکام آلٰہیہ ہین اور واجب العمل
ورنہ أَوْحَيْنَا إِلَى النَّحْلِ بھی آیا ہے یہ ظاہر ہے کہ تعلیم احکام الٰہی نحل کے لیے ہے مگر نص ہے کہ تمام

امورہا ورحرکات وسکنات ہماری ہی طرف سے ہین چند انکہ مکھی جو ایک ضعیف جانور ہے اُسے بھی ہم ہی
نے تعلیم کیا ہے اور فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ظاہر ہے حدت آتش ہین اور
نص ہے سزائے منکرین مین مگر یہ احتمال تھا کہ شاید آگ سے دنیاوی آگ یا اور کسی قسم کی سوزش و
حرارت مراد ہو تو اسے دور کر دیا کہ ایندھن اُسکے آدمی ہین او پتھر اور ایسے ہی وَمَا أَدْرَاكَ مَا
الْحُطَمَةُ نَارُ اللّٰهِ الْمُوقَدَةُ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ حطمہ کی تفسیر نار اللہ سے کر دی اور یہ
احتمال نہ رہے یا فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ او اطعام الخ یا الجہادُ
مَاضٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اسمین یہ احتمال کہ شاید حکم جہاد منسوخ ہو جائے الی یوم القیامۃ سے
دور ہو گیا پس محکم ہے یا فرمایا حتی لا تکون فتنہ ویکون الدین کلہ للہ پس جہاد دائمی ہوا
اس لیے کہ جہاد نہ کرنا بوجہ عدم فتنہ کے ہے نہ بوجہ نسخ فرمایا خاتم النبیین جس سے سمجھا گیا کہ آپکی
نبوت دائمی ہے یا لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ یہ بھی محکم ہے اور دوام کے لیے اسواسطے کہ جب تک
یہ دین غیر منسوخ نہ مانا جائے کل ادیان پر غلبہ کیونکر ہوگا مگر محکم غیر مصطلح ہر خبر ہے کہ اُس مین تبدیل
کذب ہے اور کذب ممتنع اور دلائل توحید والوہیت و اعتقادیات بھی محکم ہین اس لیے کہ اعتقاد نام
ہے مطابقت واقعہ کا اور امر مطابق واقعہ کا تبدل ناجائز اور ایسے ہی بعد وفات شریف
سب قرآن محکم ہو گیا اس لیے کہ اب وجود ناسخ ممتنع ہے **مسئلہ** یہ چارون یعنی ظاہر نص مفسر
محکم واجب العمل ہین البتہ ظاہر سے نص اور نص سے مفسر اور مفسر سے محکم قوی تر ہے اور فائدہ اسکا
بوقت تقابل ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ یہ ظاہر ہے کہ قرآن قول رسول ہے
مگر فرمایا فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ یا إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ یا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ یا
وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ الخ یا تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ یہ سب نص ہین کہ قرآن
کلام اللہ ہے بوجہ کمال خصوصیت ومنع احتمال غیر اللہ کے پس نص حجت و مقدم ہے اور ظاہر اول
یا متروک اور فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ ظاہر ہے اطلاق جواز مین جسقدر
چاہے نکاح کرے مگر نص ہے عدد مین یعنے دو یا تین یا چار اس سے زیادہ نہین پس ظاہر پر عمل جائز
نہین بوجہ مخالفت نص کے ایسے ہی فرمایا إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ
الْمَلَائِكَةُ جن لوگون نے کہا ہمارا رب اللہ ہے اور اسپر مستقیم بھی رہے اُنپر ملائکہ رحمت
بوقت موت نازل ہوتے ہین یہ نص ہے کہ دوام ایمان باللہ موجب نجات ہے اور آمن الرسول الخ
یا آمنوا وعملوا الصلحات ہین اور تفاصیل نا یہ وارد ہے اس سے مجرد اللہ ربی کہنا کافی نہین اس لیے

۵۷ پہلی مثال
دوسری مثال

کہ اتنا تو اکثر کفار اور عموماً اہل کتاب بھی کہتے تھے اور فرمایا ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ جس نے سوائے اسلام کے (جسکے معنی شرعاً معلوم ہین) دوسرا دین اختیار کیا تو یہ دوسرا دین اُس سے قبول نہ کیا جائیگا یہ مفسر ہے اسباب مین کہ دین مقبول نہین ہے مگر اسلام صرف اللہ ربی کہنا بدون اتباع اسلام کافی نہین پس عمل کیا جائیگا مفسر پر اور جو منکر نبوت و منکر ضروریات دین اللہ ربی کہتا کہتا مرجائے اُسکے لیے استحقاق جنت ثابت نہ کیا جائے **خفی** وہ لفظ جسکے صیغے مین خفا نہو مگر کسی دوسری وجہ سے خفا عارض وطاری ہوجائے جیسے سرقہ ۔چوری یعنے مال مملوک محرز کو خفیۃً لیجانے والا کھلے طور پر سارق ہے مگر نباش یعنے کفن دزد جو مال غیر مملوک غیر محرز لیجاتا ہے اور طرار یعنے کیسہ بر جو آنکھون کے سامنے مال مملوک کمال تیزدستی سے لے لیتا ہے اسمین داخل ہین یا نہ اب خفا لاحق ہوا اور فیصلہ یون ہے کہ جسمین صفت سرقہ قوی ہو وہ حکم مین داخل ہے جیسے طرار اور جسمین یہ معنی ضعیف ہون وہ خارج ہے جیسے نباش پس آیۂ السارق والسارقۃ مین طرار داخل و نباش خارج ہے اور ایسے ہی کلمۂ حسنے مین خفا ہے اس لیے کہ اصل حسنے تہذیب اخلاق تذکیۂ نفس تصفیہ قلب تکمیل انسانیت ہے اور ادنی درجہ اسکا دولت و کامیابی دنیا اور اعلے مقام ثواب آخرت و جنت پس جنت و تکمیل نفس داخل ہوکر مومنین کے لیے ثابت و موعود اور دُنیاوی محاسن خارج و غیر مخصوص ہین ایسے ہی کلمۂ شہید مین باعتبار حکم خفا ہے اس لیے کہ حدیث مین جو دیگر ڈوبکر یا جل کر مرے وہ اور مثل اسکے بہت لوگون کو شہید فرمایا (جنمین کوئی وجہ نہین پائی جاتی) اور ظلماً کسی آلۂ جارحہ سے قتل ہونے والا بھی شہید ہوسکتا ہے اور بکمال شہادت اُنہین ہے جو جہاد مین مارے جائین پس یہ دونون داخل حکم ہین یعنے بے غسل وکفن دفن کیے جائینگے اور وہ پہلا داخل حکم نہین یعنے مثل دوسرون کے مدفون ہو **مشکل** وہ جس کے صیغے کے رو سے بوجہ کثرت امثال خفا و اشکال واقع ہو جیسے کلمۂ انّٰی فاتوا حرثکم انّٰی شئتم انّٰی بمعنے کیفیت و مکان دونون آیا ہے یعنی جسطرف یا جس طرح چاہو یہ بھی مثل مشترک کے بحسب قرینہ مستعمل ہوتا ہے اس لیے بقرینۂ حرث دخول فی الدبر جائز نہوا **مجمل** وہ لفظ جسمین باعتبار معنے مقصود ابہام و اجمال ہو یعنے لفظ گو اپنے معنے مین ظاہر ہے مگر جس اعتبار سے حکم کرنا ہے وہ ظاہر نہین پس اسمین اگر بیان از جانب متکلم پایا جائے تو بہتر ورنہ متشابہ ہے جیسے مسح آیۂ وضو مین باعتبار مقدار مجمل ہے یعنی کسقدر تر ہاتھ پھیرنا اور یہ مقدار حضور کے فعل سے واضح ہوگئی اس لیے کہ حضور نے مسح ناصیہ پر بھی کفایت فرمائی ہے معلوم ہوا کہ یہ ادنٰے اُسکا ہے جس سے کم کافی نہین ایسے ہی صلوۃ و زکوۃ و صوم و حج وغیرہ مجمل ہین بیان شارع سے

اسکی تفسیر کیگئی **مسئلہ** جائز ہے تفسیر مجمل کی خبر واحد سے **مسئلہ** ہر مشترک کا مرجع طرف تاویل کے ہے
اور ہر مجمل کا مرجع طرف تفسیر یا تشابہ کے اور کبھی لفظ مین اجمال ذاتی بھی ہوتا ہے جیسے کم یا بالفتح یا ربط
وغیرہ مین اجمال وصفی ہے **مسئلہ** مطلق او مجمل مین کبھی اشتباہ ہو جاتا ہے گر ایسا نہین ہے اس لیے کہ
مطلق وہ ہے جسکے معنی ظاہر عمل ممکن ہو مگر صفات سے بحث نہین کیجاتی اور مجمل مین باعتبار حکم و عمل ایسی
تصریح نہین ہوتی **متشابہ** ہر ایسا مجمل جسکا بیان وارد نہوا ہو اور اسکی بھی دو قسمین ہین ایک
مقطعات یہ اوائل سور کے حروف ہین جیسے الم-حم-یٰس- وغیرہ انکے لیے نہ لغۃً معنی ہین نہ عرفاً
اس لیے کہ وضع انکی لغرض ترکیب ہے نہ لغرض تعبیر انکی نسبت جو کچھ تفاسیر مین منقول ہے صرف طبع زائی
ہے نہ قابل حکم-ان مرادون کا انکار یا اقرار قرآن سے تعلق نہین رکھتا دوسرے **آیات صفات**
پھر یہ دو درجے پر ہین ۱ وہ جنکی کیفیت عقلاً مجہول وغیر مرکب ہے جیسا کہ فرمایا و یداہ مبسوطتان
اللہ کے دونون ہاتھ کھلے ہوئے ہین اور حدیث مین وارد ہوا ہے کلتا یدیہ یمین اسکے دونون ہاتھ
داہنے ہین-راست وچپ کا ایک ہو جانا خلاف عقل ہے ۲ وہ جنکی کیفیت نقلاً مجہول اور عقلاً خلاف
مفروض ہو جیسے ید اللہ وجہ اللہ فان اللہ ھو اللہ اسکی نسبت علما مختلف ہین کہا حنفیہ نے اللہ
کے سوا کوئی اسکی تاویل نہین جانتا لا یعلم تاویلہ الا اللہ اور کہا شافعیہ نے علماے راسخ جانتے
ہین جیسا کہ تفسیر آیت مین مذکور ہوا مگر یہ نزاع لفظی ہے شافعیہ نہین کہتے کہ علما ایسی تاویل جانتے
ہین جسپر اعتقاد کی بنا ہو سکے اور حنفیہ ظنی تاویل کا انکار نہین کرتے اصل تشابہ ہجوم معانی و اشکال
عقلی ہے مگر یہ وہم غلط ہے کہ اور نصوص مین بھی در صورت ہجوم معانی و مراد تاویل کیجاتی ہے پس
ادعاے تشابہ دلیل عجز ہے جو کسی ضرورت سے کیا جاتا ہے مخالف کیون تسلیم کریگا اسلیے کہ ہم صرف
ہجوم معانی سے دعوی تشابہ نہین کرتے بلکہ اگر وہ قسم اول سے ہے تو عجز ظاہر ہے اور قسم ثانی درجۂ اول
مین عقل متحیر اب درجۂ دوم مین اگر ہم حکم کرین معانی موضوعہ و متعارفہ پر تو لازم آے نقض و تعارض
دوسرے مسلمات کا اور اگر تاویل کرین تو فائدہ نہ دیگا توضیح اسکی یہ ہے کہ متشابہات احکام سے متعلق
نہین ہوا کرتے صرف اعتقاد سے انکا تعلق ہوتا ہے اور اعتقادیات کی بنا قطعیات پر ہے ظنی پر نہین تو اگر
اب معانی حقیقی اختیار کرلین پس مخالفت مسلمات و تحیر عقلی و امکان مجاز و تاویل سے قطعی نہ رہیگا
اور اگر تاویل کرین تو وہ بدرجۂ ادنے ظنی ہے اور ظنی باب اعتقاد مین غیر معتبر پس کیا ہوا فائدہ تاویل
و تطبیق کا اسی لیے ہمارے علما نے یہ ایک قسم علیحدہ قرار دی ورنہ تاویل مین ہمکو کوئی مجبوری نہین ہے
حکم اسکا یہ ہے کہ اعتقاد ثابت رکھے تردد و شبہ نہ کرے اس طرح کہ ہم ایمان لائے اس مرادو

معنی پر جو اللہ کے نزدیک ہون اور اُسکی تاویل کے درپے نہو لیکن متکلمین متاخرین نے متشابہ کی تاویل مین نہایت استقامت و ذہانت سے کام لیا اور ہر امر کو ایک خوبی سے اپنی جگہ پر قائم کر دیا اور اکثر شبہات مخالفین رد کر دیے مگر وہ تمام تاویلین ظنی ہین جیسے وجہ بمعنے ذات یا التفات و ید بمعنی قدرت وغیرہ اور داب متقدمین سے یہ ہے کہ ایسے مقام پر سکوت کرین اور اعتقاد رکھین مبادا نادانی سے ایسی تقریر صادر ہو جائے جو اللہ تعالی کی شان یا مراد کے خلاف واقع ہو البتہ جہان قرینہ قوی ہے تاویل مسلم ہے جیسے فرمایا تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ ظاہر ہے کہ ملک ہاتھ مین نہین ہوتا پس ید بمعنی قبضہ ہے

دوم باعتبار استعمال یعنے لفظ اپنے معنے موضوع لہ مین مستعمل ہے یا غیر مین پس اول **حقیقت** وہ لفظ جو اپنے موضوع مین مستعمل ہو اور دوم **مجاز** وہ جو غیر موضوع مین کسی علاقے اور مناسبت سے مستعمل ہو پھر وضع کے لیے اعتبارات مختلفہ ہین اس لیے کہ جو ذات یا معنی متصور ہو اسکی تعبیر کے لیے ایک لفظ کی حاجت پڑے گی اور یہ حاجت اگر من حیث لغت و تکلم ہے تو **وضع لغوی** ہے جیسے صوم بمعنے امساک یا صلوۃ بمعنے دعا اور اگر من حیث حکم و تشریع ہے تو **وضع شرعی** ہے جیسے صوم یعنی تمام دن اکل و شرب و جماع سے مع النیۃ امساک کرنا۔ یا صلوۃ بمعنے ارکان مخصوصہ اور اگر کسی خاص قوم و فن کے عرف مین قرار پائے تو **عرفی خاص** ہے جیسے اصطلاحات فنون و علوم اور اگر عام طور پر شائع ہو تو **عرفی عام** ہے پس ممکن ہے کہ ایک لفظ ایک اعتبار سے مجاز دوسرے اعتبار سے حقیقت ہو **مسئلہ** حقیقت محتاج قرینہ نہین اور مجاز بے قرینہ مستعمل نہین ہو سکتا **مسئلہ** جبتک حقیقت پر عمل ہو سکے مجاز کی طرف مرجع نہین ہے **مسئلہ** جب حقیقت مستعمل اور مجاز متعارف ہو تو امام کے نزدیک حقیقت اولی ہے اور صاحبین کے نزدیک مجاز متعارف اولی **مسئلہ** جب حقیقت پر کسی وجہ سے عمل نہو سکے مجاز متعین ہو جائیگا اور وجوہ ترک حقیقت متعدد ہین سبکا ذکر موجب تطویل و خلاف مقام ہے هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ مین لفظ صلوۃ حقیقت شرعی یعنے نماز پر محمول نہین اس لیے کہ یہ عبودیت ہے اور نسبت عبودیت حضرت الوہیت مین کفر پس معنی انزال رحمت متعین ہوئے یا لَا تَبِیْعُوا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَیْنِ وَلَا الصَّاعَ بِالصَّاعَیْنِ نہ ایک درم دو درہمون سے بیچو نہ ایک صاع دو صاعون سے چونکہ صاع اموال ربویہ سے نہین اور اسکا تفاضل بیچنا جائز ہے لہذا حکم منع متعذر ہو گیا اور مراد یہ ہوئی کہ جو صاع مین سمائے یعنے کیلی چیزین (جو اموال ربویہ سے ہین) بمثل کم زیادہ نہ بیچے جائین پس صاع سے مراد مافی الصاع ہے یا اَوْحَیْنَا اِلَی النَّحْلِ ہم نے مکھی کی طرف وحی بھیجی یہان وحی مصطلحہ مخصوص بانبیا ہے مراد نہین اور اِنَّہٗ رَبِّیْ اَحْسَنَ مَثْوَایَ کہا حضرت یوسف نے عزیز میرا رب ہے میری نگہداشت

اجھی کی رب بمعنی شرعی کفر ہے بلکہ بمعنی پروردندہ ہے یا فرمایا اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ عادۃً پورا
جانور نہین کھایا جاتا پوست ۔ استخوان ۔ بال ۔ نجاسات ۔ خون پس یہ داخل حکم حلت نہین ہین اور
مجاز ہے گوشت سے یا اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا قوم موسیٰ کو حکم ہوا کہ باب شہر مین بحالت سجود داخل
ہو چونکہ اسی طرح داخل ہونا ممکن نہین لہذا بوقت دخول یا بعد دخول سجدہ لازم آیا یا سجدے سے مراد
تعبد و تواضع ہے قرآن مین اسکے نظائر کثیر ہین **مسئلہ** جائز نہین کہ حقیقت و مجاز دونون ایک ہی
لفظ سے ایک کلام مین مراد ہون جیسے لامستم النساء لمس حقیقت ہے مس بالید مین اور مجاز ہے جماع
مین پس یہ جائز نہین کہ دونون معنے مراد لیکر کہین کہ عورت کے مس و جماع دونون سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
بلکہ عمل بالحقیقۃ متعذر ہے اس طرح کہ نہین ہو سکتا کہ مس سے تیمم واجب ہوا اور جماع سے نہو پس ضرور ہوا
کہ مجاز مراد لین اور کہین کہ اگر ہمبستر ہو عورت سے اور پانی نہ ملے تو تیمم کرے **مسئلہ** جائز ہے عموم
مجاز یعنے جب ضرورت ہو معنی حقیقی و مجازی دونون کی تو ایک ایسے معنی لیے جائین جو دونون کو
حاوی ہون جیسے ارشاد ہوا حرمت علیکم امهاتکم و بناتکم اسمین اگر ام اور بنت کے حقیقی معنے
لیے جائین تو دادی نانی پوتی نواسی حرام نہو گی اور مجاز[عہ] لیا جائے تو مان بیٹی داخل نرہے گی لہذا عموم
مجاز کے طور پر کہا گیا کہ امهات بمعنے اصول و بنات بمعنے فروع یعنے وہ عورتین جو تمھارے اصل مین ہین
مثل نانی دادی وغیرہ کے جہان تک اوپر کے درجے ہون اور جو فروع مین ہین تو اسے پوتے جہان تک
نیچے کے درجے کے ہون بلکہ باپ دادا نانا پوتا نواسا سب اسمین شریک ہین سوم **صراحت و کنایہ**
یعنے کبھی لفظ اپنے معنے مین بصراحت و انکشاف مستعمل ہوتا ہے اُسے صریح کہتے ہین اور کبھی بلباس استتار
و عدم انکشاف اُسے کنایہ کہتے ہین **صریح** یعنے ظاہر المراد واضح البیان حقیقت ہو یا مجاز اصل لفظ مین
صراحت ہے اور کنایہ کسی عارض و اعتبار زائد سے ہو جاتا ہے صریح نیت و قرائن کا محتاج نہین بلکہ
اُسکے خلاف نیت عند اللہ معتبر ہے قاضی سماعت نہین کرتا مثلاً کوئی کہے لاتصلی ابدا اور نیت کرے
ترک دعا کی یا بی بی سے کہے طلقتك اور نیت لغوی یعنی رہائی کی کرے یا کہے علی لك الف درہم اور
نیت کرے امانت کی یا قسم کھائے خلاف ظاہر و مقصود مدعی یہ تینون قضاءً مردود ہین گو عند اللہ صحیح
ہون **کنایہ** وہ ہے جسکے معنی مراد مین خفا و استتار ہو جیسے عورت کو بائنہ کہا معنے معلوم ہین مگر خفا ہے
اس امر مین کہ کس شے سے بائنہ ہے اب نیت کی حاجت ہوئے پس کنایہ مین نیت یا قرینہ شرط ہے
مثلاً فرمایا وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ اسمین غیب کی نفی ہے اور ارشاد ہوا ذَٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ
نُوحِيهِ إِلَيْكَ یہ قرآن غیب کی خبرون سے ہے جو آپ پر ہم وحی کرتے ہین پس معلوم ہوا کہ غیب جسکی

عہ یا نواسی پوتی یا دوہی

بیٹی

نفی ہوئی کنایہ ہے اُس علم سے جو انبیا کو بھی تعلیم نہیں ہوا یا اذ قال لصاحبہ صاحب یعنی ساتھی عام تھا مگر کنایہ ہے ابوبکر صدیق رضہ سے یا والذین معہ کنایہ ہے ابوبکر یا اصحاب بیعت رضوان یا جملہ مومنین متقی سے جو ہر آن و ہر لمحہ مقام اتباع نبوی میں قدمون پر سر رکھے ہوے سائے کی طرح دامن دولت سے لپٹے ہین اور بیعت عامہ جو منافقین کو بھی حاصل تھی مراد نہین پس یہ بیعت و صحبت محتاج ہے نیت و قرائن کی **مسئلہ** کنایات سے حدود ثابت نہین ہوتے اس لیے کہ حد مجرد شبہے سے ساقط ہوتی ہے اور کنائے مین بدرجۂ اولی شبہ ہے پھر ہر لفظ مین دو اعتبار رہوتے ہین **اول** (تشخص) دوم (وصف) پس اگر تشخص سے قطع نظر کی جائے **عام** ہے جیسے العلما اسمین سب عالم داخل ہین کسی ایک کا تشخص ملحوظ نہین اور اگر وصف سے قطع نظر کیجائے تو **مطلق** ہے جیسے غلام کسی وصف کا کیون نہو جیسے وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا صرف انکی ذاتین ملحوظ ہین دوسرے اوصاف کا خیال بھی نہین آیت اپنے اطلاق سے دال ہے کہ یتیم مسکین و اسیر مجبور کو دینا کھلانا موجب رضائے الٰہی ہے مومن ہون یا کافر اسیر اور یتیم غنی ہو یا فقیر وہ قیود جو مصرف زکوٰۃ مین ایمان و تفقر کے ملحوظ ہین صدقات نافلہ مین ملحوظ نہ ہونگے **مسئلہ** مطلق کو مقید پر محمول کرنا جائز نہین یعنے اگر ایک آیت یا حدیث مین حکم مطلق ہے اور دوسرے مین مقید تو یہ نہوگا کہ مطلق بھی مقید پر محمول کرلیا جائے جیسے کفارۂ ظہار وغیرہ مین فرمایا کہ ایک مملوک آزاد کرو اور کفارۂ قتل مین قید ایمان بڑھائی رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ پس کفارۂ قتل مین مملوک مومن اور دوسرے کفارون مین مومن ہو یا کافر دونون جائز ہین اور کہا امام شافعی نے کہ مطلق محمول ہوگا مقید پر اور ہمارے نزدیک اسمین اس مصلحت اور فائدے کا فوت کرنا ہے جو سکوت و اطلاق مین شارع کو ملحوظ تھا **ہان** اگر حکم و حادثہ دونون متحد ہون تو حمل مطلق کا مقید پر جائز ہے جیسے فصیام ثلثۃ ایام یہ عام قرارت ہے اسمین اطلاق ہے کہ تین دن پے در پے ہون یا جدا جدا اور ابن مسعود کی قرارت مین فصیام ثلثۃ ایام متتابعات ہے اور دو قرارتین بمنزلہ دو آیت کے ہین چونکہ حکم ایک حادثہ ایک لہذا عام قرارت مین بھی ایام تتابع کے ساتھ مقید ہوگئے اور متفرق روزون سے جواز کفارہ نہوا اور بہ آیات مین اقیموا الصلوۃ وقت سے مطلق ہے اور ایک جگہ فرمایا كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا یہان سے قید وقت مفہوم ہوئی اور ایک جگہ فرمایا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ اور یہ فرمایا فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ اس مین صوم مقید بشہر رمضان ہے مگر جبکہ حکم یعنی صوم و صلوٰۃ فرض حکم واحد اور حادثہ واحد ہے یعنی امتثال امر واجب و ادائے فرض بھی واحد تھا لہذا ہر نماز اور روزہ جبکہ فرض ہو موقت و مقید ہوگا بخلاف قضا کے کہ وہ غیر ادا ہے **مسئلہ**

مطلق بحالت اطلاق اپنے فردِ کامل پر بولا جاتا ہے یعنی ناقص کافی نہین ہوتا اور معنی کمال یہ نہین کہ صفات مین اعلےٰ ہو بلکہ مطلق من حیث اطلاق ناقص نہو مثلاً رجل من حیث رجولیت سب مساوی ہین جوان وقوی وپیر وضعیف البتہ نامرد ناقص ہے ایسے ہی نبوت مین ہر نبی فرد کامل ہے گو باہم تفاضل مسلم ہے ایسے ہی رقبہ ہر مملوک مرد ہو یا عورت مومن ہو یا کافر من حیث مملوکیت کامل ہے مگر اپاہج اور مجنون وغیرہ یا وہ جسکے عضو مین نقصان ہو جو موجب نفع مقصودہ تھا داخل نہین واضح رہے یہ اقسام مذکورہ بالا متعلق بہ نظم قرآن تھے اور ہو سکتا ہے کہ بعض پر مختلف اعتبارون سے مختلف تعریفین صادق آئین مثلاً خاص وعام ظاہر بھی ہوتا ہے اور باعتبار کسی وجہ کے خفی اور مجمل بھی ہوجاتا ہے اور حقیقت ومجاز وصریح وکنایہ بھی صلوٰۃ خاص ہے معنی موضوعہ مین اور ظاہر ہے بیان وضاحت مین اور مجمل ہے کیفیت وارکان مین اور حقیقت ہے شرعاً اور مجاز ہے لغۃً اور صریح ہے اپنے مراد مین اور کنایہ بھی ہوسکتی ہے ایمان سے جیسا کہ فرمایا قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ یعنے مومنین یا صَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ ذکر شعیب علیہ السلام مین ممکن ہے کنایہ بنا نا ایمان سے اور ایسے ہی ایمان خاص وصریح ہے مگر نماز سے کنایہ بھی ہے جیسا کہ فرمایا مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ اللہ تمھاری نمازین نہین ضائع کرنے کا ماول لعبد تاویل عام اور خفی اور کنایہ ہوسکتا ہے مگر بعض جمع نہین ہوتے جیسے مشترک خاص نہین ہوسکتا استدلالات اربعہ لفظ وعبارت سے معانی اور مراد قرار دینے کے متعدد طریقے شعرا اور اہل زبان کے نزدیک معتبر ومستعمل ہین مگر علمانے صرف وہی چار طریقے انتخاب کرلیے ہین جنسے یقین ہوسکے کہ کلام کی یہی مراد ہے اور دوسرے طرق جو مفید یقین نہین ترک کردیے اور یہ انتخاب بھی اسی قبیل سے ہے جو ابھی ہم بیان کرچکے ہین بیشک ان مستحکم طریقون پر مدار حکم رکھنا صرف قرآن ہی کا اعجاز ہے یہی سبب ہے کہ اکثر وہ استدلالات جنکو نصوص مین فقہانے فاسد وغیر معتبر قرار دیا ہے اپنے کلام مین معتبر جانتے ہین تاکہ کلام آلہی اور کلام بشر مین امتیاز بین رہے جیسے مفہوم مخالف کہ نصوص مین غیر معتبر اور دوسری عبارتون مین معتبر ہے اور اسمین شک نہین کہ انھین اعتبارات قویہ وقیود مستحکمہ نے دائرۂ مقدسۂ شریعیہ کو اہل باطل وارباب ضلال کی مداخلت سے محفوظ رکھا ہے ورنہ مثل شرائع سالقہ وادیان سالفہ یہ بھی جولانگاہ خیالات و پامال تسویلات نفس بنجاتا مگر کیونکر ہوتا اِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ کا حصن حصین بنا ہوا ہے پس مدد فرمائی اللہ تعالےٰ نے اپنے دین متین وکلام مبین کی خاص اور برگزیدہ بندون کی مساعی جمیلہ وعلوم وسیعہ سے اور نہ جراءت پائی اور نہ پاسکین گے کبھی انشاء اللہ تعالیٰ مخالف ومعاند اگرچہ جمع ہوجائین سب کے سب

اور اللہ غالب ہے اپنے ارادون اور حکمون مین کیا نہین دیکھا تونے کہ کسقدر دست اندازیان اہل ہوا نے تاویلات لایعنی و تحریف قرآنی مین کین اور کر رہے ہین مگر جب کبھی اُنکو ان اصول پر پیش کیا تو کھوٹے سونے کی طرح محک اعتبار و بوتہ امتحان مین کاسد و فاسد نکلے پھر وہ طرق معتمدہ علماے حنفیہ کے نزدیک چار ہین اس لیے کہ متکلم جو کلام کرتا ہے اُس سے ایک مقصود اُسکا ضرور ہوتا ہے اور وہ اقوی و مقدم ہے کل سے اور اسے عبارۃ النص[1] کہتے ہین یعنے وہ معانی جسکے لیے کلام جاری کیا گیا ہو اور سیاق سے ثابت ہو اور اگر صرف کلمات اپنے معنے لغویہ یا مراد متعارفہ یا لوازم سے ایک امر بتائین مگر نہ اس معنے کے لیے وہ کلام مسبوق ہو اور نہ مخالف مقصود متکلم و سیاق کلام کے ہون تو یہ اشارۃ النص مثلاً ہم اللہ تعالے کے بندے ہین سیاق کلام اثبات بندگی مین ہے اور تعالی کے کلمے سے اللہ کا علو اشارۃً سمجھا گیا۔ اور اگر مراد ترجمہ لغوی سے سمجھی جائے مگر نہ اس طرح کہ وہ عین ترجمہ لغت ہو بلکہ ترجمہ سے بطریق اولی مفہوم ہو سکے تو اسے دلالۃ النص کہتے ہین جیسے ہم رسول اللہ کو سچا جانتے ہین اب ترجمے سے نہین بلکہ بطور دلالۃ بدرجہ اولی قرآن کا سچا جاننا سمجھ لیا گیا۔ چونکہ دو پہلے امر سیاق کلام یا الفاظ متکلم سے سمجھے جاتے تھے اور یہ تیسرا استدلال و سامع کی ذہانت ہی سے متعلق ہے لہذا اسے تیسرے درجے مین قائم کیا۔ اور اگر ایسی بات کہی جائے جسکا صحیح ہونا عقلاً یا شرعاً ایک اور امر کے مان لینے پر موقوف ہو تو اس دوسرے امر کو اقتضاء النص کہین گے جیسے مولے نے غلام کو اعتکاف کا حکم دیا تو اجازت ہو گئی کہ وہ مسجد سے باہر نہ نکلے اس لیے کہ بدون ترک خروج اعتکاف شرعاً صحیح نہین ہوتا یا نوکر سے کہا میرے صندوقچے سے روپیہ نکال لا اب قفل کھولنے کی اجازت ہو گئی اس لیے کہ بے کھولے کوئی شے صندوقچے سے نکالنا عقلاً خلاف ہے۔ یا کسی سے کہا کہ مین نماز مین اگر قرآن بھولون تو تم بتا دینا یہ امر ہے کہ تم میرے مقتدی ہو اس لیے کہ بدون اقتدا فتحہ مفسد نماز ہے **توضیحات** قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ الخ یہ تمام صورت صوق سے توحید کے لیے پس یہ عبارت ہے اور اشارت ہے کہ وہ صمد ہے اور کوئی اُسکا برابر والا نہین اور دلالت سے سمجھا گیا کہ اللہ تعالی حادث و فانی نہین اس لیے کہ جو بے نیاز ہے وہ دوسرے کا بنا یا ہوا بدرجہ اولی نہوگا اور اقتضاءً مفہوم ہوا کہ اللہ تعالی واجب بالذات اور بصیر و سمیع و علیم و حی و مرید ہے ورنہ بے نیازی صحیح نہو گی لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ آپ جبریل کے ساتھ وحی پڑھتے جاتے کہ فراموش نہو جائے ارشاد ہوا زبان نہ ہلاؤ کہ جلدی اُسے یاد ہو جائے عبارۃ معلوم ہوا کہ قرآن بغور سُنیے اور سمجھیے اور اشارۃً سمجھا گیا کہ سکوت کا حکم ہے جو لازم ہے عدم حرکت زبان کو اور دلالۃً

دوسرے مشاغل اور حدیث نفس اور بے التفاتی کی ممانعت ہے اس لیے کہ جب قرأت جو مقصود اہم ہے بغرض فہم خطاب ممنوع ہوئی تو دوسرے مشاغل و خیالات جو قطعاً مضر و مخل ہین بدرجۂ اولی ممنوع ہونگے اور اقتضاءً مفہوم ہوا کہ حفظ وحی بلکہ سمجھنے اور یاد رکھنے والی بات کا تحفظ تکرار زبانی پر موقوف نہین بلکہ غور و تفکر لازم ہے اسی لیے ابتدائی علوم مین تکرار زیادہ کیجاتی ہے اور سمجھ سے کام کم لیا جاتا ہے مگر انتہا مین سمجھ ہی پر مدار ہوجاتا ہے اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ عبارةً سمجھا گیا کہ محافظ وحی قرآنی کا اللہ ہے سہو و اضاعت سے اور اشارةً یہ کہ قرآن کا سمجھنا آسان ہے جیسا کہ بیان کی شان ہے اور یہ کہ اصحاب قرآن پر فیضان الٰہی ہوا کرتا ہے اور دلالةً یہ کہ حفظ قرآن آسان ہے کیونکہ جب بیان حاصل ہے تو حفظ بدرجۂ اولے ثابت ہے اور اقتضاءً یہ کہ قرآن اور اہل قرآن شیطان کے حملون سے اور کفار کی تردید لغو سے محفوظ رہین گے ورنہ قیام و تحفظ صحیح نہوتا اور ایسے ہی حدیث عرنیین کی کہ جب وہ مدینے مین آکر بیمار ہوئے حضور نے فرمایا کہ صدقے کے اونٹون کا دودھ اور پیشاب پیو پس سیاق کلام یہی ہے کہ اسمین شفا ہے اور اونٹ کے پیشاب کی طہارت اشارةً سمجھے گئے اس لیے کہ پینے کو طہارت لازم ہے اور اگر وہ لوگ پانی نہ ملنے کی شکایت کرتے تو عبارة النص طہارت قرار پاتی پس انھین اعتبارات کے بدل ڈالنے سے عبارت اشارت اور اشارت عبارت بنجاتی ہے اور ایسے ہی دلالت و اقتضا مین یا محذوف و مقدر و قیاس مین فرق نازک ہے لیکن مستدل کو بہت احتیاط چاہیے کہ اگر اسمین دھوکا کھایا تو بوقت معارضہ سے سخت زک ملے گی مثلاً ایک حکم جو ثابت بعبارة النص تھا اسے اشارہ یا دلالت سمجھا تو گویا اسکی دلیل قوت سے ایک درجہ ضعف مین آگئی اور ایسے ہی اسکے برعکس مسئلہ یہ چارون طریقے گو آپس مین باعتبار قوت متفاوت ہون مگر حجت اور واجب العمل مین مسئلہ اقتضا سے جو ثابت ہو وہ ضروری ہے اور اپنے مقام پر مقتصر کسی عموم نہوگا۔ فائدہ یہ دلائل اربعہ انواع و اقسام ہین استدلال کے اور ظاہر و غیرہ حالات ہین کلام کے مگر استدلال بعبارة النص بھی ہوسکتا ہے کہ کلام مین لحاظ سیاق رکھا گیا ہو اور دوسرے استدلالات مین یہ شرط نہین پس جبکہ ہم کہین کہ قطع ید طرار ثابت ہے اَلسَّارِقُ سے اور عدت بدون تعداد ایام ثابت ہے قُرُوْءٍ سے تو یہ دلالت باشارة النص ہے اگرچہ سارق خفی ہے اور قروء مشترک وجوہ فاسدہ مذکورۂ بالا طریقون کے علاوہ جس طور پر فہم معانی و تعین مراد ہوسکے وہ دو طور ہین ۱ جو بعض علما کے نزدیک معتبر اور محققین حنفیہ کے نزدیک غیر معتبر ہین ۲ وہ شاعرانہ خیالات و لطائف و نکات جو علما کے نزدیک کچھ وقعت ہی نہین رکھتے اب ہم قسم اول کا کچھ ذکر کرتے ہین۔

جو کچھ عبارت سے سمجھا جائے وہ دو قسم پر ہے ۱ **منطوق** جسپر عبارت ناطق وشاہد ہو ۲ **مفہوم** جو محض
قرائن و دلائل عقل وضرورت مقام سے سمجھا جائے منطوق کا ذکر مفصلاً گزرا اور مفہوم دو حال پر ہے
۱ (موافق) یعنے جو معانی عبارت مین مخفی تھے اُنھین ظاہر کرنا جیسے دلالۃ النص واقتضاء النص وبیان
ضرورت اور حدیث تقریر بھی مفہوم موافق سے ہے ۲ (مخالف) یعنے خلاف منطوق وعبارت ثابت کرنا اور یہ
ہمارے نزدیک فاسد وغیر معتبر ہے اندکے تفصیل اسکی کی جاتی ہے ۱ **مفہوم لقب** یعنی کسی شئے
پر اُسکے علم یا اسم جنس کے اعتبار سے حکم کرنا چاہتا ہے کہ یہ حکم اُسی کے ساتھ خاص رہے دوسرے
مقام پر پایا نہ جائے مثلاً حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ آخر سے سمجھا گیا کہ سوائے ان چیزون کے
اور سب جانور حلال ہون حالانکہ ایسا نہین اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ سے علماء ہی ڈرتے
ہین حالانکہ اکثر بے پڑھے لکھے جاہل بھی خائف ہین چند انکہ کہا ربھی بجاسے خود ڈرتے ہین گو نافہمی
سے راہ نجات پر نہ آئین اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ سے لازم آیا کہ عورتین عورتون پر بھی
قوامہ نہو سکین حالانکہ ایسا نہین وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ علماے راسخ
متشابہات سنکر کہتے ہین ہم اللہ پر ایمان لائے حالانکہ عالم وجاہل جملہ مومنین ایسا ہی کہتے ہین
مفہوم عدد یعنے کسی خاص عدد پر حکم چاہتا ہے کہ اُس سے [illegible] اور حکم کا اثر نہ پہنچے تاکہ فائدہ
تعداد باقی رہے جیسے فرمایا خَمْسٌ مِنَ الْفَوَاسِقِ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ پانچ نافرمان حل و
حرم مین ہر جگہ مارے جائین الحدأۃ والفارۃ والکلب العقور والحیۃ والعقرب ۱
چیلہ ۲ چوہا ۳ سگ دیوانہ ۴ سانپ ۵ بچھو مجوزین کے نزدیک اس حدیث سے چھٹی کی
مخالفت نکلتی ہے اور ہم کہتے ہین یہ ذکر بغرض مزید اہتمام وتاکید ہے نہ بغرض تخصیص فرمایا فی
خمس لا یعلمھا الا اللہ علم غیب پانچ چیزون مین ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہین جانتا
حالانکہ کسی قسم کا غیب کوئی نہین جانتا مگر اللہ یا وہ جسے اللہ بتادے **مفہوم شرط** یعنے جو حکم معلق
بشرط ہے وہ بدون شرط منتفی ہو جائے گا جیسا کہ فرمایا من لم یستطع منکم طولا تم مین سے جسے
طول حرہ یعنے قوت ادائے نفقہ ومہر نہو وہ نکاح کرے لونڈیون سے تو جسے استطاعت نفقہ ومہر ہے
اُسے نکاح کنیز جائز نہین **مفہوم وصف** یعنی کسی وصف کے اعتبار سے حکم دینا فرمایا من
فتیاتکم المؤمنات یعنے اُن لونڈیون سے جو مومنہ ہین نکاح کرو پس کتابیہ لونڈی سے نکاح
نہین ہے اور ہمارے نزدیک یہ امر غیر مسلم ہے اس لیے کہ شرط ووصف کو ایجاد وایجاب حکم مین کچھ
دخل نہین پس اُسکی نفی سے نفی نہو گی نفی حکم بنفی علت ہوتی ہے نہ بنفی وسائط اور بات یہ ہے کہ شرط

وصف دو طرح کے ہوتے ہین ایک یہ کہ حکم کو ابتداءً ثابت کرین جیسے کفارہ قتل مین رقبہ مومنہ یا صوم متتابع یا طعام متوسط کہ یہ قبل اسکے ثابت نہ تھے چونکہ انکے ایجاد وایجاب اسی سے ہے نفی سے نفی بھی ہوجائے گی نہ اس لیے کہ شرط و وصف کو ایجاد و ایجاب مین دخل تھا بلکہ اس لیے کہ اس حکم کے لیے کوئی اور وجہ پائی نہین گئی دوسرے یہ کہ بعد انتفاء شرط یا وصف بھی حکم کا ثبوت ہے جیسے نکاح ماورائے محارم ہر عورت سے جائز ہے فرمایا فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ جس سے چاہو نکاح کرلو تو عدم طول سے ایک اہتمام شان پایا گیا ایجاب وایجاد نہین اگر طول ہو توبھی حکم ثابت منتفی نہوگا اور نکاح کتابیہ بھی بجاے خود ثابت ہے قید ایمان بیان اولیت کے ہے نہ ایجاد علت کے لیے اور ظاہر ہے کہ جب ایک معلول کے لیے کئی علتین ہون توکسی ایک علت کی نفی سے نفی معلول نہین ہوتی جیسے روز ولوز دن کے لیے تو آفتاب ہی علت ہے آفتاب کے نہونے سے دن نہ رہے گا اور روشنی کے لیے آفتاب۔ چراغ۔ چاند۔ وغیرہ کئی وجوہ ہین ایک نہوگا دوسرے سے استفادہ ہوسکتا ہے آور مفہوم مخالف کو کچھ اثر ہوتا بھی تو بمقابلہ دلیل مثبتہ جسکی طرف اصل حکم ہم منسوب کرتے ہین قابل التفات نہوتا مثلاً فرمایا دو یا تین یا چار عورتون سے نکاح کرو مگر جبکہ خوف ہو کہ عدل نہو سکے گا تو ایک ہی پر کفایت کرو اب ایک عورت پر کفایت مشروط ہے بخوف ظلم حالانکہ باوجود کمال عدل وعدم خوف ظلم ایک پر کفایت اجماعاً منقول ومعمول ہے دوسری مثال اسکی یون بھی سمجھو کسی نے کہا جب آفتاب نکلے گا ہم آئین گے تو کیا قبل آفتاب اسکا آنا ممکن ہے ہرگز نہین اور اگر کہتا آفتاب نکلے گا تو دن ہوگا اب بے آفتاب دن ہونا ناممکن ہے **تقیید مطلق**

ایسے ہی حکم مطلق کو مقید پر محمول کرنا وجوہ فاسدہ سے ہے مگر جبکہ حادثہ وحکم متحد ہو جیسا کہ ابھی مذکور ہوا

تحقیق وتوضیح اس مسئلے مین یہ ہے کہ سکوت وکلام مین تضاد ہے پس بالضرورت دونون کی وضع واغراض مین منافات ہوگی کلام موضوع ہے اظہار ما فی الضمیر و بیان وتعبیر کے لیے تاکہ سامع سمجھ جائے اور سکوت مین ضرور ہے کہ نہ ہم کچھ ظاہر کرسکین نہ دوسرا سمجھ سکے لیکن کبھی بنا خاص اعتبار اس منافات وتضاد کو دور کرکے سکوت کو تابع وخلیفہ کلام بنا دیتے ہین جیسے (حیا سے غالب) پس سکوت باکرہ کا رضا ہے یا (دفع حرج واعتبار عادت) جیسے کمال انبساط ومزید اختلاط مین ایک کو دوسرے کی چیز پر تصرف جائز ہے اس لیے کہ بار بار استیذان واذن مین حرج عظیم ہے والحرج مدفوع یا (تحصیل حاصل) جیسے بیع تعاطی کہ مشتری نے دام رکھدیے مال لے لیا غرض دونون کی حاصل ہوگئی اب ایجاب وقبول سے کیا فائدہ ہان ناراضی ہوتی توضرور کہنا چاہتا یا (کراہت)

جیسے سائل سے نہین کرنے کو اہل کرم کا جی نہین چاہتا چپ رہتا ہے یعنی دینا منظور یا ممکن نہین یا (فہم مخاطب) شاگرد سبق پڑھتا اور معانی بیان کرتا ہے استاد خاموش ہے جانتا ہے کہ وہ میرے سکوت سے اپنے کلام کی تصحیح سمجھ لیگا اس لیے کہ استاد کو غلط و خطا پر خاموشی خیانت ہے اور اسی بنا پر حدیث تقریر حجت ہے اس لیے کہ حضرت شارع سے ترک نہی عن المنکر محال ہے یا (بیان ضرورت) یعنے جو کچھ کہا نجائے مگر سمجھ مین آئے مثلاً زید نے بکر سے کہا کیا مین تجھے آزاد کرون اُسنے کہا بہتر اب گویا بکر نے غلامی کا اقرار کرلیا - مدعی نے مدعا علیہ سے کہا اگر تو مجھے یہ چیز دیدے تو مین اپنے نصف دعوے سے تجھے بری کردون اور دعویٰ ایک ہزار کا تھا مدعا علیہ راضی ہوگیا اب اُسے پانسو باقی سے مجال عذر نہ رہی غرضنکہ ایسے وجوہ سے سکوت مجازاً کلام بنجاتا ہے پس ضرور ہے کہ [1] وہان کلام پایا نہ جائے ورنہ اصل کے سامنے فرع پیش نجائے گی [2] قرائن نہون جو اُسے مجازاً خلافت کلام پر آکے اس صورت مین معین کردین [3] شرط ہے کہ منطوق کے خلاف نہو اس لیے کہ فرع کو مخالفت اصل اور مجاز کو منافات حقیقت جائز نہین اِن تین شرطون پر ہم بھی سکوت کو بیان مان لیتے ہین اور اسکے خلاف کو فاسد جانتے ہین پس جواز نکاح کنیز پر آیہ الا ما ملکت ایمانکم وما طاب لکم کے عموم سے واضح اور جواز نکاح کتابیہ والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب سے ثابت اب عدم طول و وجود ایمان نہ موجب ہین نہ علت صرف اولیت و افضلیت ثابت کرتے ہین لہذا ان کے نہونے سے سکوت شارع جو اس آیت خاص سے سمجھا جاتا ہے اُس کلام مذکورہ کے مخالف نہین ہوسکتا اور ایسے ہی کفارات مین رقبۂ مطلقہ وارد ہے اب کفارۂ قتل مین قید ایمان مسلم مگر عدم قید کو عدم جواز کی دلیل بنانا اصل کلام کی ضد ہے لہذا حجت و استدلال نہین ہوسکتا نکتہ ایک امر لطیف اور ہے کہ حکم موقوف و منحصر ہے ارشاد شارع پر پس کلام شارع بیان ہے اور سکوت مانع ہے غور و تفحص و سوال سے جیسا کہ فرمایا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم پس جب شارع نے سکوت کیا اور وہ وجوہ جو سکوت کو قائمقام بیان بنادین نہ پائے گئے اب ایک امر محتمل پر اعتماد کرلینا گویا تشریع ہے اور یہ باطل اسی لیے کہا ہمارے فقہا نے یہ امر کہ مفہوم مخالف معتبر نہو صرف مخاطبات مین ہے یعنے احکام شارع مین روایات مین نہین اس لیے کہ روایات حکم خبر مین ہین اور خبر مین جو بیان کیا گیا وہ ثابت باقی منتفی و معدوم ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر سکوت شارع

[illegible]

ہم بیان قرار دین تو ممکن ہے کہ کوئی فائدہ سکوت مین شارع نے رکھا ہو وضائع ہو جائے پس اداہم
بھی سکوت کرتے ہین اور نہین ہے یہ وقعت کسی دوسرے متکلم کی آور اسی بنا پر کہا گیا کہ خصوص سبب کا
اعتبار نہین بلکہ عموم معنے کا اعتبار ہے یعنے جب کسی حادثہ خاص یا کسی شخص خاص مین ایک حکم
نازل ہوا تو یہ نہین ہے کہ صرف اسی شخص اور مقام پر حکم مقصور رہے بلکہ دیکھا جائے گا کہ یہ حکم کسی
صفت سے متعلق ہے یا نہ اگر ہے تو جہان جہان یہ صفت پائی جائے گی حکم پایا جائے گا اس لیے کہ
اصل مخاطب و محکوم بہا صفت ہے جیسے فرمایا کہ مومن یا متقی جنتی ہین پس ہر مومن و متقی ایسا ہے
بوقت خطاب موجود ہو یا نہ جملہ ذمائم و مدائح قرآن و حدیث اسی پر محمول ہین ہان جبکہ کسی شخص
خاص پر بدون ملاحظہ صفات حکم کیا جائے فرمایا محمد رسول اللہ اب دوسرے پر اسکا اطلاق جائز
نہین نہ اس لیے کہ مفہوم لقب حجت ہے بلکہ اس لیے کہ نہ وصف معتبر ہے جس سے حکم متعدی کیا
جائے نہ دوسری خبر مثبت کہ سکوت اُسکا خلاف واقع ہو کر غیر معتمد ہو **بحث** امر خاص ہے اور موجب
اسکا وجوب یعنے واضح البیان و قطعی الدلالت ہوتا ہے اور جو کچھ بصیغۂ امر کہا جائے مامور پر امتثال
اُسکا واجب ہو جاتا ہے جیسے اقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ - یہ سب واجب ہین مگر جب کوئی قرینہ
خلاف وجوب پایا جائے تو استحباب یا اباحت کا فائدہ دیتا ہے جیسے فاصطادوا یعنے بعد احرام شکار
کرنا مباح ہے اور سَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا یعنی تسبیح مستحب ہے واجب نہین امر نہ تکرار کا مقتضی ہے
نہ محتمل یعنے بار بار بجا لانا لازم نہین بلکہ ایک ہی بار ادا کیا اور سبکدوش ہو گئے جیسے صلوا علیہ یعنی عمر
مین ایک بار حضور پر درود پڑھ لو یا اتموا الحج عمر مین ایک بار حج کافی ہے مگر جبکہ وہ سبب جسکی طرف امر
منسوب ہو مکرر ہو تو امر بھی حکماً مکرر ہو جاتا ہے جیسے نماز اور صوم وقت و رمضان کے مکرر ہونے سے مکرر
ہو جایا کرتے ہین اور چونکہ بیت اللہ مکرر نہین ہوتا حج بھی مکرر نہین ہوتا اور اسی لیے جب حضور کا نام
اقدس لیا جائے درود پڑھنا واجب ہو جاتا ہے **مسئلہ** کہا علماے اصول نے کہ وجوب نہین
ثابت ہوتا ہے مگر صیغۂ امر سے اور امر نہین ہے مگر وجوب کے لیے اور معنے اسکے یہ ہین کہ موضوع
وجوب کے لیے صرف امر ہی ہے دوسرا نہین ہان خبر یا فعل کسی وجہ خارجی سے موجب ہو سکتا ہے
مثلاً فعل حضور کا جو دائمی ہو قرینۂ غالب ہے کہ حضور اس فعل کو واجب جانتے تھے ورنہ کبھی تو
ترک ضرور کرتے ایسے ہی خبر مثلاً کتب علیکم الصیام یا للہ علی الناس حج البیت وغیرہ یہ
وجوب کے لیے گو موضوع نہین مگر جب فرمایا کہ اللہ کے لیے حج آدمیون پر واجب ہے یا آدمیون
پر روزے لکھ دیے گئے یَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ یعنے تم پر روزے فرض کر دیے گئے

اب اگر ان خبرون سے وجوب ثابت نہو تو یہ فرمانا بے سود ہوجائے اسی لیے فرمایا ہمارے علما نے کہ خبر دینا
اللہ تعالیٰ کا اکد ہے امر سے وجوب مین - اور فعل پیغمبر کا موجب نہین مگر جبکہ عبادةً اور دائمًا ہو تو علامت
ہے وجوب کی علت نہین نہی اس سے حرمت ثابت ہوتی ہے جیسے لَا تَقْرَبُوا الزِّنَا زنا حرام ہوگیا
وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا تکبر و تبختر حرام ہوگیا اور کبھی کبھی کسی قرینۂ صارفہ سے کراہت ہی
ثابت ہوتی ہے فرمایا وَذَرُوا الْبَيْعَ بوقت اذان جمعہ بیع و شرا چھوڑدو اسمین کراہت ہے تقریر
اسکی تفسیر مین گذر گئی اور حقیقت امر یہ ہے کہ امر کا حق مامور سے متعلق اور بالقصد مضمون عبودیت
حاصل ہو جیسے امنوا - اقیموا الصلوة - قاتلوا المشرکین وغیرہ پس اگر ایسا نہوا اور ہنا
امر کسی عارض ممنوع پر ہو جیسے توبوا - کہ یہ معقب ہے معصیت سے یا فطروا کہ یہ موقوف ہے نجاست
پر ہے امر بطور خیار ہو جیسے فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا اگر کتابت مین مصلحت جانو تو کرو
یا تعمیل مین تکلیف ما لا یطاق ہو جیسے تجدید کہ نہ ہر شخص قادر ہے نہ ما تیسر کے موافق - یا اذکر
اللہ عند کل شجر وحجر اور سبحوہ بکرۃ واصیلا جو متوسط قوت بشر سے زائد ہے یا اس کے
بعض افراد واجب ہون جیسے نماز و ذکر جو بہیت خاص واجب ہے اب ما بقی کے وجوب مین فائدہ
اتیان باطل ہوا جاتا ہے کوئی ہمارا فائدہ ہو جیسے استعینوا بالصبر والصلوة یا مثل
اسکے اور امور بھی قرائن صارفہ ہین جو امر کو مجاز کر دیتے ہین پھر ایسے جس امر مین معنے ثواب و
عبودیت ملحوظ ہون وہ استحباب کے لیے ہے ورنہ اباحت کے واسطے جیسے فاصطادوا یا
استشهدوا یا فاکتبوہ وغیرہ اور یہی حال ہے نواہی کا حرمت و کراہت مین **اصل**
دوم سنت یعنے آنحضرت کا قول یا فعل یا تقریر - تقریر یہ ہے کہ حضور کوئی کام کرتے دیکھیں
یا بات کرتے سنین اور منع نہ فرمائین اس لیے کہ نہی عن المنکر فرض ہے اور ترک فرض پیغمبر سے
محال سکوت آپ کا دلیل جواز ہے فرمایا ما اتکم الرسول فخذوہ اسمین جملہ اوامر داخل ہین
وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ہر نہی کو شامل ہے اور فرمایا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ
حَسَنَةٌ اور فرمایا صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي مگر مدار حدیث کا سند پر ہے اس لیے کہ
بدون سند یہ نہین معلوم ہوسکتا کہ یہ قول یا فعل پیغمبر کا ہے بھی یا نہ اور بعد ازانکہ سند صحیح ہوجائے
مثل قرآن کے واجب العمل ہے جمیع قواعد مذکورہ وا احادیث مین بھی بعینہ جاری ہین **اصل**

[illegible]

فرمایا یہ بھی اجازت ہے ۱۲

سوم اجماع یعنے علماے مجتہدین غیر متعصبین کا اتفاق صحابی ہون یا آل رسول یا دوسرے علماے فحول ضرور ہے کہ یہ اجماع و اتفاق کسی ایسے امر پر ہو جو خبر واحد یا قیاس یا کسی اور طور پر مفہوم ہو یعنے نہ بے بنیاد امر پر اجماع ہوتا ہے کہ جو دلمین آئے وہ قرار دین اور نہ ایسے امر پر جائز ہے جو منصوص یا مجمع علیہ ہو **اصل چہارم قیاس** لغت مین قیاس بمعنے اندازہ اور اصطلاح فقہا مین فرع کا اصل پر حکم و علت مین اندازہ کرنا یعنے ایک امر منصوص کے حکم کو دیکھنا پھر اُس حکم کے لیے جو علت پائی گئی وہی علت جہان جہان نظر آئے اور کوئی مانع و فارق نہ ہو وہان وہی حکم دیدینا جیسے شراب کو حرام پایا اور علت حرمت وصف سکر تھا پس تاڑی مین بھی بوصف سکر حرمت کا حکم دیا گیا **مسئلہ** تمام نصوص اصل مین معلل بعلت ہین گو ہم کو اُس کا علم نہ ہو البتہ ایک دلیل اس امر پر ضرور ہے کہ حکم منصوص مین جو علت تجویز کی جاتی ہے وہی علت ہے غیر نہین پس اگر اصل مین کئی وصف ایسے پائے گئے جن پر بناے حکم ممکن ہو اور تعین متیقن نہو سکے تو فرع مین اُس حکم کا لانا ممکن نہین اور صرف خیال پر کسی وصف کو علت قرار دینا قابل اعتبار نہین مدار شرعیات کا ظن غالب پر ہے جو دلائل شرعیہ سے ثابت و مرجح ہو اور اُسکے لیے دوسرے نظائر و شواہد پائے جائین **مسئلہ** قیاس نہ ایسے اصل پر جائز ہے جو کسی حکم کے ساتھ مخصوص ہو اور نہ ایسے حکم پر جو خلاف قیاس ہو **مسئلہ** قیاس مظہر ہے مثبت نہین یعنے نصوص کے اشارات مین جو علل خفیہ ہوتے ہین وہ قیاس سے ظاہر کرکے غیر منصوص مین وہی مناط و مناے حکم قرار پاتے ہین یہ نہین کہ قیاس خود نیا حکم ثابت کرسکے **مسئلہ** جب تک کتاب و سنت مین حکم پایا جائے نہ اجماع کی ضرورت ہے نہ قیاس کا جواز اور جب اجماع ہو گیا قیاس جائز نہین بعد ان تین اصلون کے قیاس پر عمل ہے حکم قیاسی محتمل خطا ہے مگر واجب العمل۔ واضح رہے کہ بظاہر یہ تینون اصلین یعنے سُنت و اجماع و قیاس متعلق بعلم تفسیر نہین مگر حقیقۃً اُنکا تعلق بھی نہایت قوی ہے لہذا کمال اختصار سے لکھی گئین **تعارض** نصوص کا باہم متضاد و مخالف ہو جانا اس طور پر کہ طریق تطابق و تاویل ممتنع ہو جائے پس اگر ایک مقدم ہے اور دوسرا مؤخر تو اول منسوخ اور ثانی ناسخ و معمول ہے اور اگر تاریخ معلوم نہین تو اگر دونون پر عمل ممکن ہو اس طرح کہ مثلاً ایک حکم متعلق بفرائض ہے دوسرا بنوافل جیسے حج کہ مملوک و نابالغ سے نفلاً ادا ہوتا ہے فرضاً نہین

ادا ہوتا ہے یا جہر قرارت جو جماعت کے ساتھ خاص ہے نماز منفرد مین اسکا وجوب نہین یا ایک افضل ہو دوسرا مفضول الغرض ایسے اعتبارات سے احکام مختلفہ پر عمل ہو سکتا ہے اور اگر دونون پر عمل ممکن نہو اور ایک اعلے ہو دوسرے سے مثلاً خاص معارض ہو عام مخصوص منہ کا یا محکم مقابل ہو مفسر کا یا نص مخالف ہو ظاہر کے یا عبارت ضد اشارت ہو یا دلالت نقیض اقتضا تو اعلے پر بعینہ عمل ہے اور ادنے مین اگر تاویل و مجاز کی گنجائش ہوگی تو خیر اس طریقے سے اُسپر بھی عمل ہوگا ورنہ نہ اور عام تاویلات ہدایہ ایسی ہی صورت مین ہین کہ جب دو حدیثین متعارض پائین اعلے پر عمل بعینہ کیا اور ادنی مین تاویل کی اور اگر دونون دلیلین مساوی ہون تو خواہ دونون مین تاویل کرلی جاتی ہے یا دونون ساقط کرکے دوسرے دلائل سے بعض کو ترجیح دی جاتی ہے مثلاً دو آیتون مین تعارض ہو اب احادیث سے ایک کو ترجیح دینگے تاکہ مرجح معمول اور مرجوح متروک ہو اور احادیث مین تعارض ہو تو قیاس سے ایک کو ترجیح دین گے مگر جبکہ دو قیاسون مین تعارض ہو تو دونون بجاے خود واجب العمل رہتے ہین اس لیے کہ چھوڑ دینا دونون کا جائز نہین ورنہ لازم آئے دلائل شرعیہ کا مہمل و عبث ہونا اور ترجیح کی کوئی وجہ نہین ہے پس ضرور ہے کہ ہر مجتہد اپنے قیاس پر عمل کرے اور اُسکے تابعین اُسکی اقتدا کرین اسلیے کہ تعارض باعتبار قیاس آخر ہے اور ہر قیاس باعتبار مجتہد ایک علحدہ اصل پر مبتنی ہے اور تغائر اصول سے جو تغائر فروع ہو وہ موجب تعارض نہین **مسئلہ** جائز نہین اثبات تعارض ایک ہی جملے مین عبارۃً و اقتضاءً اور اگر ایسا پایا جائے تو عبارت محمول کی جائے اقتضا پر اس لیے کہ وہ اسکا مصحح ہے پس اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ سے قرآن کو قول جبریل کہنا جائز نہین اس لیے کہ رسالت جو کلمۂ رسول سے مفہوم ہے اور امانت جو کلمۂ قوی و امین سے ظاہر ہے مقتضی ہے کہ جبریل واسطۂ محض ہون کچھ انکو دخل نہ ہو جیسا کہ تفسیر مین مصرح کیا گیا **النسخ** لغۃً محو و نیست کرنا اور اصطلاح مین اسکا نام بیان تبدیل ہے یعنی حکم کو نفاذ سے التوا کے ساتھ بدل دینا۔ نسخ شرعی جہل و خطا و سہو و ندامت سے نہین اس لیے کہ یہ سب امور حضرت الوہیت مین محال اور جناب رسالت مین ناجائز بلکہ بیان توقیت حکم ہے اس طرح کہ ایک امر کا ارشاد ہوا پھر دوسرے حکم کے ذریعے سے بتا دیا گیا کہ وہ حکم فلان مدت تک تھا بعد اُسکے نہین اس بنا پر نسخ اصطلاح شرع مین نام ہے بیان مدت حکم کا کہ فلان حکم اتنے دنون کے لیے دیا گیا تھا اب اُسکی مدت تمام ہوگئی اُسپر عمل کرنا نہ چاہیے ہماری اس تقریر سے حکم منسوخ و ناسخ مین نہ تو اضل کی حاجت ہے نہ معاذاللہ شبہات واہیہ کی گنجایش۔ نماز و صوم مین جو بہترین مشروعات سے ہین اگر غور تو ن کو

ایک حالت خاص مین ممنوع اور عموماً ایک وقت مین مکروہ ہونے سے کیا کچھ قصور آسکتا ہے ایسے ہی شرائع انبیاے سابق وکتب سماوی گواب واجب العمل نہون مگر بنفسہ حق وعدل ومعظم وواجب التصدیق ہین حکمتہ نسخ مین کچھ فائدے ہین اگر پہلے ہی سے کہدیا جاتا کہ یہ حکم اتنے دنون کے لیے ہے مثلاً شراب تم فلان وقت تک پی سکتے ہو پھر حرام ہوجائے گی جیسا کہ سورۂ برارت مین فرمایا بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا یعنے کفار سے اسی سال کے بعد صلح ودوستی نہین ہے یا فرمایا بَعْدَ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ چار ماہ کے بعد یہ مسجد مکہ مین آنے نہ پائین توابتدا ہی سے وہ حکم حقیر نگاہون سے دیکھا جاتا اور مسلمان کو بجاے حسن جو لازم ہے امر کو اسکے قبح جو لازم نہی ہے نظر آنے لگتے اور اس امتحان کے انعام سے کہ جب حکم یا سر جھکا دیا پھر جب روکا رُک گئے نہ خوشی سے بگڑا نہ خود چھوڑا محروم رہ جاتے اور رسم پرستی اور نفس پرستی کی عادت جو طبع بشری مین خلط ہے جڑ سے نہ ٹوٹتی اور ایک اور فائدہ بھی ضائع ہوجاتا کہ اب حکم گو منسوخ ہوجائے مگر باعتبار اپنی علت ومصلحت کے فائدہ بخش رہتا ہے جیسے لکم دینکم بوجہ ضعف مسلمانان تھا پھر جب خدا نخواستہ وہی حالت پیدا ہوجائے معمول بہ ہوجائے گا لیکن جبکہ پہلے سے وہ حکم عارضی طور پر مذکور ہوتا ہے مکرر فائدہ اٹھانے کی امید نہ رہتی اور اس کے علاوہ بہت کچھ فائدے ہین جسے کور باطن نہ سمجھے اور بہکنے لگے پھر یہ نسخ کئی درجے پر ہے مثلاً عام کی تخصیص اور اطلاق کی تقیید اور زیادت اور تبعیض اور وصف اور کل اور یہ نسخ کبھی صرف حکم مین ہوتا ہے جسکے نظائر قرآن مین بکثرت ہین اور کبھی صرف تلاوت مین جسکی نظیر مین آیۂ رجم پیش کی جاتی ہے اور کبھی حکم وتلاوت دونون منسوخ ہوجاتے ہین جیسے عشر رضعات معلومات یعنے جب دس بار دودھ پلائے تو حرمت رضاعت ثابت ہو نہ یہ حکم ہے نہ اسکی تلاوت پھر جائز ہے قرآن کا نسخ قرآن سے جسکے نظائر بکثرت گزر گئے اور حدیث کا نسخ حدیث سے بھی بکثرت موجود ہے حمار اہلی کو حلال کرکے حرام کردیا اور ظروف شراب بعد ممانعت کے جائز فرمائے گئے مگر اجماع و قیاس ناسخ نہین ہوتا اس لیے کہ اجماع بعد اجماع یا بعد نص ہوتا ہی نہین اور قیاس فرع ہے ان تینون کی تو کیونکر انہین منسوخ کرسکے اور ہر مجتہد کا قیاس مبتنی ہے ایک دلیل خاص پر پس ناسخ نہین ہوسکتا لیکن اختلاف اسباب مین ہے کہ حدیث سے قرآن کا نسخ اور قرآن سے حدیث کا نسخ جائز ہے یا نہ اور راے حنفیہ کی جواز پہ ہے **مسئلہ** نسخ کتاب کا نہین جائز مگر خبر

خبر متواتر یا مشہور سے مسئلہ نسخ خبر مشہور و متواتر کا نہین جائز اخبار احاد سے مسئلہ ضرور ہی کہ ناسخ مساوی ہویا
خیر جیساکہ فرمایا مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا مسئلہ ضرور ہے کہ ناسخ مستقل
و منفصل ہو اس لیے کہ غیر مستقل جزء کلام ہوتا ہی پس ناسخ نہین ہو سکتا اور متصل ہونے سے کوئی وقت منسوخ کے لئی
جسکے بیان کا نام نسخ ہے پایا نہ جائیگا فائدہ جو قواعد مذکور ہوئے انکا مزید اثر احکام مین ہے قصص و نصائح اسکے
خلاف ہین یا موافق اس لیے کہ وہان خاص خاص امر بیان کرنا ہوتے ہین جیساکہ فرمایا بلقیس کو
کل شے دی گئی تھی یا بنی اسرائیل کو عالمین پر فضل دیا۔ اس سے صرف اسیقدر مقصود تھا کہ بنی اسرائیل موجودہ
آدمیون سے افضل ہین اور بلقیس کو ہر ضروری شے دی گئی تھی۔ اور اسی بنا پر شافعیہ ہر عام کو مخصوص جانتے
ہین لیکن احکام مین کلیت مقصود بھی ہوا کرتی ہے حکم دینے والا بھی چاہتا ہی کہ میرے تمام محکوم میرے قاعدے
کے پابند ہو جائین اور کوئی خارج نہ رہے پس اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ مین عقل تجویز نہین
کرتی کہ بعض منافق مراد ہون یا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ مین جائز نہین کہ ایک آدمی بھی سوائے مستثنے
کے خسر مین نہو ایسے ہی تمام احکام پس رعایت اصول احکام مین لزوماً اور دوسرون مین بطور اولیت کرنا
کرنا چاہیے مصطلحات شرع راہ۔ وہ طریقہ جو دلائل اربعہ مین کسی دلیل سے ثابت۔ خدا و رسول کی طرف
منسوب۔ بغرض ثواب و عقاب معین ہو۔ پس اگر ان دلائل کے سوا دوسری وجہ سے کچھ ثابت ہو جیسے خواب یا
الہام یا خدا و رسول کیطرف منسوب نہو جیسے قیاس حکما۔ یا ثواب و عقاب کے لیے موضوع نہو جیسے بعض اعمال
جو اثر و نفع و دفع ضرر کے لیے ہین شرع نہین فرض وہ جسکا اعتقاد واجب اور انکار کفر اور ترک فسق ہو اسلیے
کہ قطعی الدلالۃ و صحیح البیان ہی جیسے تفاصیل ایمان نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ جہاد۔ جو اصولاً تمام اہلسنت مین
مسلم ہین گو فروعاً اختلاف ہوا کرے واجب جسپر عمل واجب اور ترک مین عقاب ہو مگر بتاویل یعنی اہل
علم یا اُسکا مقلد اس نظر سے کہ یہ ثابت یا واجب نہین عمل نہ کرے تو عاصی نہو گا اس لیے کہ ظنی الاصل یا متردد
الدلیل ہی جیسے قربانی۔ نماز وتر و عیدین سُنت جسکا فعل ثواب اور ترک موجب ملامت ہو مستحب جس کے
فعل مین ثواب ہو مگر ترک معاف ہی انکی تفصیل بشرح و بسط جلد سوم خلاصۃ التفاسیر مین گذری۔ حرام وہ
جسکا حلال جاننا کفر ہی اور عمل فسق۔ اس لیے کہ دلیل محرمہ قطعی ہے پس یہ مثل ہے فرض کے اعتقاد اور
عمل مین۔ مکروہ تحریمی جسکا کرنا معصیت ہو اور استدلال بحلت جائز اس لیے کہ نفس دلیل محرم مین
تردد ہے یا تاویل۔ پس یہ مثل ہے واجب کا مکروہ تنزیہی جسکا ترک عمل سے اولیٰ ہو مباح گو اہتمام
شرع سے معدود نہین ہوا ہی اور نہ اُسپر کوئی حکم ہے مگر باشارہ سکوت شارع دلیل جواز پر اعتماد ہی نہ فعل
مین ثواب نہ ترک مین عقاب حلال وہ جسکے جواز پر شرعی اجازت ہو پس اگر قطعی الدلالۃ ہے تو اُسکا حرام
جاننا کفر ہے ورنہ معصیت پھر بعض امور محض اعتقاد سے متعلق ہین اور بعض عمل و اعتقاد دونون سے اور اعتقادیا

خواہ صرف مذکور ہیں خواہ مور بہا بھی ہیں۔ اگر ماموربہا ہیں تو دلیل خواہ قطعی ہے یا نہ اگر قطعی ہے تو جزو رکن **ایمان** ہے جیسے ملائکہ و انبیا و حشر و نشر و عذاب و ثواب وغیرہ اقرار انکا ایمان اور انکار کفر ہے اور اگر دلیل قطعی نہو تو **امر مختلف فیہ** ہے جیسے نبوت خضر و سکندر و لقمان دلیل سے اقرار و انکار دونون جائز اور بدون دلیل یا تقلید عالم سکوت اور علم الٰہی پر تفویض لازم اور محض رائے سے کوئی امر قطعی کہدینا ممنوع اور اگر ماموربہا نہیں ہے صرف مذکور ہے تو اس لیے کہ تصدیق اسکی ضمن تصدیق نصوص مین پائی جاتی ہے اقرار و تصدیق مین ثواب ہے اور اس لیے کہ انکار اسکا مقتضی تکذیب نص ہے اور علم نص کا انکار کفر ہے اور جبکہ یہ خود ماموربہا نہیں علم بھی واجب نہیں پس در صورت عدم علم اسکے اقرار و انکار سے کوئی حکم شرعی متعلق نہوگا پس وہ تمام امور جو قرآن اور حدیث صحیحہ مین مذکور ہین ایک نوع کے اعتقادیات مین داخل ہین مثلاً کوئی کہے کہ چین یا ایران یا امریکہ کوئی مقام نہین ہے تو وہ احمق یا جاہل ضرور ہے مگر عاصی نہوگا لیکن اگر روم کے وجود کا انکار کرے تو اس لیے کہ قرآن مین اُسکا ذکر ہے کافر ہوجائے گا ایسے ہی آسمان اور زمین اور رعد و برق و سحاب یا طور و انجیر و انگور و انار وغیرہا کا حال ہے لیکن نہ ہمکو یہ لازم ہے کہ ان سب کو یاد کرین اور انکی تصدیق بھی کیا کرین اور نہ یہ جائز ہے کہ جب معلوم ہوجائے کہ یہ قرآن یا حدیث مین ہے انکا انکار کرین **مسکوت عنہ** جس کا کچھ بھی ذکر شرع مین نہو ایسے امور اگر مسلمات عقلیہ سے ہون تو انکا انکار حمق ہے ورنہ اختیار ہے البتہ ثواب و عقاب سے کچھ تعلق نہوگا **تشریع** کسی ایسے امر کا جو شرعاً ثواب و عقاب کے لئے موضوع نہو یہ اعتقاد کرنا کہ اسکے ترک یا فعل سے ثواب یا عذاب کا تعلق ہے **بدعت** ہے اور شرک فی النبوت جسکی تفصیل جلد چہارم صفحہ ۲۳۶ مین گزر گئی **واضح** رہے کہ وہ واجب جو موجب امر ہے بمعنے وجوب و لزوم عمل ہے یعنے بلا تاویل و عذر اسکا تارک عاصی ہوگا پس نماز و روزہ وغیرہ کو واجب کہنا صحیح ہے مگر یہ اصطلاح فرض و واجب جو فقہانے بضرورت تقسیم احکام و مراتب لزوم معین کی ہے مخصوص بہ نماز و حج ہے دوسرے امور مین فرض و واجب دونون ایک ہین پس (فرض) وہ امر جسکے ترک سے نماز یا حج فاسد ہوجائے اور اُسکی تلافی و اصلاح نہو سکے (واجب) وہ جسکے ترک سے فرضیت ساقط اور معصیت ثابت اور اعادہ لازم ہو اور اصلاح بھی ہوسکے (**شرط**) وہ امر خارجی جسپر ماموربہ کی صحت موقوف ہو **رکن** وہ امر داخل جو جزو ماموربہ ہو **عزیمت** وہ احکام جو اصل مین معین کیے گئے ہون **رخصت** وہ جو کسی عذر و عارض سے ماذون ہو جیسے صوم عزیمت ہے اور افطار سفر و مرض رخصت **طریق تفسیر و تاویل نظم قرآن** ۱ ترجمہ صحیح کیا جائے باعتبار لغت و صرف و نحو و علم بیان کے ۲ دیکھا جائے کہ لفظ اقسام ثلثہ سے کس قسم مین ہے یعنی خاص ہے یا عام یا مشترک اور مقام اختیار مجاز ہے یا حقیقت اور استعمال مین صراحت ہے یا کنایہ ظہور ہے یا خفا ۳ ان تمام ملاحظات کے بعد مفاد و مراد کا تعین کیونکر ہے عبارۃً ہے یا اشارۃً یا دلالۃً یا اقتضاءً ۴ یہ دیکھنا چاہیے کہ مضمون حاصل شدہ کسی یا ہر مقام کا معارض و مقابل یا معین و مرادف ہے یا نہ اگر دوسرے نصوص کے مرادف ہے تو اعلےٰ پر مدار حکم اور ادنے مین معانی تائید و شہادت سمجھے جائین اور اگر

معارض ہو تو اعلےٰ مقبول و ادنیٰ متروک ہی بحسب قواعد تعارض و نسخ ۔ مگر خاص کا بیان اور تفسیر زیادتی یا عام
کی تخصیص خبر واحد و قیاس سے نکی جائے اور وجوہ فاسدہ سے استدلال نہو تاول و ظنیات بمقام قطعیات سے
فروتر ہین ۔ متشابہ مین سکوت رہی ۔ مجمل مفسر پر محمول ہو ۔ جمع بین الحقیقت و المجاز و عموم حقیقت وغیرہ سے
اجتناب رہے یہ بھی لحاظ رہے کہ تاویل تفاسیر منقولہ کے خلاف و ضد نہونے پائے ۔ قواعد اصولی ترک نہون ان
تمام ملاحظات کے بعد جو امر ثابت اور خدشات سے مسلم قرار پائے وہ قابل قبول و لائق اخذ ہی ایسا نہو کہ بدون
مراعات مذکورہ سیر و تواریخ کے قصص یا مجرد لغت کے معانی یا ارباب لطائف کے شاعرانہ خیالات آیات
قرآنی کو اپنے پیرائے مین لاکر ایک دوسرا رنگ پیدا کرین (**باب پنجم تفسیر و تاویل کے بیان مین**)
فضل تفسیر یہ امر عقلاً مسلم ہی کہ شرافت ہر شے کی باعتبار موضوع و غرض بیش و کم ہو کرتی ہے اور جبکہ موضوع
علم تفسیر آیات قرآنی ہی اور غرض اسکی تعین مراد سبحانی تو اب دوسرا کون امر ہے جو شرف مین اسکا برابر بھی ہو سکے
افضل ہونا کیسا کلام الملوک ملوک الکلام **اتقان** کہا ابن عباس نے یوت الحکمۃ سے مراد قرآن ہے
کہ ناسخ و منسوخ و محکم و متشابہ و مقدم و موخر و حرام و حلال وغیرہ جانے اور کہا کہ مجرد تلاوت تو نیک و بد
سبھی کرتے ہین اور عمرو ابن مرہ کہتے ہین کہ مین نے قرآن کی جو آیت پڑھی اور نہ سمجھا تو محزون ہوا اس لیے
کہ مین نے سُنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تلک الامثال نضربہا للناس وما یعقلہا الا العالمون
یہ مثالین ہمنے آدمیون کے لیے بیان کین اور اسے عالم ہی سمجھتے ہین پس نہ سمجھنے والے جاہل ہوئے اور
فرمایا ہل یستوون الذین یعلمون والذین لا یعلمون ۔ اور فرمایا ابن عباس نے جو قرآن پڑھے
اور اُسکی تفسیر نجانے گنوار ہے کہ شعر کی طرح اڑاتا جاتا ہے اور فرمایا ابوہریرہ نے کہ قرآن کی تفسیر کرو اور
اُسکے غرائب کو ڈھونڈھو اور فرمایا حضرت صدیق نے مجھے حفظ سے تفسیر محبوب تر ہے اور ایک صحابی
کہتے ہین اگر مجھے معلوم ہوتا کہ چالیس دن کے سفر کے بعد ایک آیت کی تفسیر سیکھ سکون گا تو ایسا کرتا
اور حضرت عمر نے فرمایا جو قرآن کی آیت پڑھکر اُسکے معانی کہے تو اجر عظیم پائیگا اور حضرت ابن مسعود کی
تمنا مشہور رہے کہ اگر مجھے کوئی زیادہ ماہر علوم قرآن کا پتا ملتا تو مین سفر کرتا اور سیکھتا علما متفق ہین
کہ تفسیر فرض کفایہ ہے اور کوئی ایسا امر نہین جسکے ترک پر حضور رحمت عالم سے اللہ کے حضور مین شکایت
منقول ہو اس لیے کہ آپ تو شفیع ہین مدعی و خصم نہین مگر یہی قرآن ہے جسکے ترک پر آپ میدان حشر مین
سخت شکایت کرینگے قولہ تعالیٰ وقال الرسول ان قومی اتخذوا ہذا القرآن مہجورا پیغمبر
صلے اللہ علیہ وسلم قیامت مین کہین گے اے رب میری قوم نے قرآن چھوڑ دیا تھا اور کوئی چھوڑنا اس سے
قبیح و خطرناک تر نہین ہے کہ پڑھین اور نہ سمجھین یا سمجھین اور عمل نہ کرین کہا صاحب اتقان نے کہ حضور

اقدس اپنے اصحاب کو معانی قرآن اسطرح سکھاتے تھے جسطرح لفظ سکھاتے جیسا کہ ارشاد ہوا لتبین للناس ما انزل الیھم اور کہا عبدالرحمن سالمی نے کہ حضرت عثمان و ابن مسعود و غیرہم حضور سے جب قرآن سیکھتے تو دس آیتوں سے زیادہ سبق نہوتا تاکہ جو علم و عمل اسمین ہوتے سیکھ لیتے یعنے سیکھتے بھی اور عمل بھی کرتے اسی وجہ سے ایک ایک سورت کے حفظ مین مدتون مشغول رہتے کہا حضرت انس نے جو آدمی سورۂ بقر اور آل عمران پڑھ جاتا ہماری آنکھون مین اُسکی بڑی قدر ہوتی اور ابن عمر نے سورۂ بقر آٹھ برس مین حفظ کی اسی لیے صحابہ مین باعتبار تابعین کے تفسیر مین اختلاف کم تھا **تعریف تفسیر** فسر سے بمعنے کشف و ظہور و ضیا و نور ہی اور اصطلاح مین آیات قرآنی کا قطعی بیان اور تاویل اول سے بمعنے رجوع یا ایالت سے بمعنے سیاست کلام بحسب قرائن و مقام اسمین کلام کے چند احتمالات سے ایک احتمال کی طرف رجوع کیجاتی ہی تاکہ نظم صحیح ہو اور مراد قوی کو ترجیح پس موضوع تاویل احتمالات اور غرض تعین و ترجیح بعض ہی پھر تفسیر خاص ہے سوائے قرآن کے اور جگہ نہین بولتے شرح و بیان کہتے ہین اور تاویل عام ہے **اتقان** بعض کے نزدیک تاویل و تفسیر ایک ہے (جمہور ایک نہین جانتے) پھر فرق تین طرح پر بیان کیا گیا ہے ١ ہر ایسا قول جسمین گواہی ہو کہ قطعاً اللہ کی مراد یہی ہے تفسیر ہے ورنہ تاویل (یہ ابو المنصور ماتریدی کا قول ہے) ٢ اور کہا بعض نے تفسیر وہ بیان ہے جو قرآن و حدیث صحیح سے سمجھا جائے اور تاویل فہم و قول علما ہے ٣ اور محی السنۃ وغیرہ نے کہا کہ تاویل پھیرنا ہے کلام کا ماسبق و مالحق و سیاق کی طرف اور قول فیصل جو انھین اقوال سے مؤید ہے یہ ہے کہ ہر بیان جو ظاہر کے موافق اور قطعی ہو تفسیر ہی کلام معصوم یا نہ اور ہر بیان خلاف ظاہر قرائن و قواعد کے موافق تاویل ہے پس اگر کلام معصوم ہی تو قطعی ہے ورنہ ظنی اس لیے کہ بیان خضر و علم یوسف علیہما السلام کو قرآن مین تاویل فرمایا اور یہ قطعی ہے مگر خلاف ظاہر اور علم متشابہات کو حق سبحانہ تعالے نے بلفظ تاویل اپنی طرف منسوب کیا اور علم الٰہی قطعی ہوتا ہی اور ایک نہین متعدد بیانات حضرت نبوت کے خلاف ظاہر ہین مثلاً حساب یسیر کو عرض کہنا یا ظلم سے شرک مراد لینا مگر محاورات مین بضرورت حکم تقابل و تعارض و تقدم و تاخر قول معصوم کو تفسیر و قول غیر نبی کو تاویل کہتے ہین ضرورت جبکہ ہر کلام متعدد اعتبارات رکھتا ہی اور جسقدر قیود و اسلوب بلاغت و حسن استعارات و لطائف حقیقت و مجاز و صراحت و کنایات و اختلاف تراکیب پر نظر کی جائے باب احتمالات وسیع و اسرار لطائف دقیق ہوتے جاتے ہین پس قرآن جو ابلغ الکلام ہے زیادہ تر ایسے احتمالون کو شامل و حاوی ہے پس ضرور ہوا کہ احتمالات ضعیف قوی سے دور کیے جائین اور صواب خطا سے ممتاز ہو اور ہر ہر حرف سے خزائن اسرار و دقائق احکام و اخبار حاصل کیے جائین جیسا کہ صاحب اتقان نے بعض علما سے نقل کی کہ لوح محفوظ پر قرآن کے حروف کوہ قاف کے برابر ہین اور ہر حرف کے تلے اُسکے معانی ہین جنکا احاطہ کوئی نہین کر سکتا مگر اللہ اور معانی

بنا پر ارشاد ہوا کہ کلمات الٰہی ختم نہون اور دریا خشک ہوجائے **فصل تاویل** ہماری تقریر سے ثابت ہوگیا کہ
کہ تاویل بھی مثل تفسیر کے علم شریف ہے حضرات انبیا پر اسکا احسان جتایا گیا فرمایا ویعلمک من تاویل
الاحادیث اور سکھائی تجھے تاویل باتون کی اور حضرت موسیٰ سے کہا گیا ذالک تاویل مالم تستطع
علیہ صبرا یہ تاویل ہے اُسکی جسپر تجھے طاقت صبر نہ تھی اور حضور نے اپنے برادر عزیز عبد اللہ بن عباس
کو کمال شفقت سے دعا دی اللھم فقھہ فی الدین وعلمہ التاویل اے اللہ اسے دین کی سمجھ
اور تاویل کا علم عطا فرما اور عبد الرحمن بن عوف نے حضور سے روایت کی القراٰن تحت العرش لہ
ظھر وبطن قرآن عرش کے تلے ہے (یعنے لوح محفوظ مین) اُسکے لیے ظاہر ہے اور باطن (غالباً ظاہر سے
معانی متبادر و بلا تکلف مراد ہے اور باطن سے اشارات خفیہ و نکات دقیقہ جو نہین منکشف ہوتے ہین مگر
ارباب دل و اصحاب ذوق پر) اور اسی بنا پر فرمایا من یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا جسے حکمت
دی گئی یعنے علم قرآن اُسے بڑی خیر عطا ہوئی اور فرمایا من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین
اللہ جسکے حق مین اچھائی چاہتا ہے اُسے دین کی سمجھ دیتا ہے اور ابن حمزہ نے حضرت علی سے نقل کی کہ
فرمایا لو شئت ان اوقر اربعین بعیرا من ام القراٰن لفعلت مین چاہتا تو الحمد کی تفسیر سے
چالیس اونٹ کا بوجھ کر دیتا - اور کہا بعض علما نے لکل اٰیۃ ستون الف فھم ہر آیت کے لیے ساٹھ ہزار
معانی ہین اور کہا گیا القراٰن ذلول ذو وجوہ فاحملوہ علی احسن وجوھہ قرآن آسان
اور واضح ہے اور فہم ذکی و ذہن رسا کا مطیع ہے جسقدر چاہے خزائن اسرار و جواہر معانی نکالے اور اسکے
لیے منہ ہین یعنی جوانب و پہلو ہین تو اُسے احسن وجہ پر کرو یعنے جو معانی مطابق سنت و اجماع امت ہون
اختیار کرو یا عزائم کو رخصتون پر ترجیح دو اور اسی کی طرف اشارہ ہے اِنَّ ھذا القراٰن انزل علٰے
سبعۃ احرف (رواہ مسلم) یہ قرآن سات طور پر اُترا ہے گو حدیث اختلاف قراءت مین ہے مگر اختلاف
معانی خواہ نفس حدیث سے خواہ باعتبار اختلاف قراءت قرآن مراد لینا تاویل قریب ہے چنانچہ سیوطی رح نے
اسمین ۳۵ قول ذکر کیے ہین پھر مین کہتا ہون یہ سات طور یہ ہین ۱ آیات قرآن کو قواعد زبان و آداب
معانی و بیان پر استوار کر کے اُنکے ضوابط و صنائع کو استنباط کرنا ۲ مسائل حکمت و علوم عقلیہ کا استفادہ
۳ علم سیاست و تمدن و تجارات و تجارب و مواعیظ و عبرت و اشارات وقایع آیندہ و گذشتہ ۴ احکام ظاہر
بدون تکلف اعتقادی ہون یا عملی ۵ علوم اخلاقیہ جس سے نظم باطن درست ہو و تزکیہ قلب و تکمیل و
تہذیب میسر آئے ۶ علم تفقہ و اجتہاد جو خواص علماے حذاق کا حصہ ہے ۷ معارف و اسرار جو علماے
ربانی و اولیاے یزدانی کے لیے مخصوص کیے گئے ہین اور صرف بیان و تشریح کے طور پر نہین بلکہ
اقتباس انوار لاہوت و مشاہدہ طلسمات جبروت کے ساتھ جس سے جانین نورانی اور قلوب حقانی اور

ہستی فانی ہوتی ہے یہی فیضان تھا جو حضرت معلم اول کے سبق اول مین طالبان حق سیکھکر علم مجسم و نور مشتعل بنجاتے تھے یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض تعلیم سے آپ کے اصحاب کا یہ حال تھا حاضر ہوئے ایک آیت قرآن کی پڑھی کہ ظاہر و باطن سے دریاے علوم نے جوش مارا اُنکے بعد ولے جو صدہا برس کی عرق ریزی مین نہ سمجھے وہ ایک آن مین سمجھ گئے ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اور سنا مین نے بعض اکابر علماء سے کہ قرآن کے سات معنے ہین ایک ایک مین یعنی ہر ایک باطن دالطف ہے دوسرے سے واللہ اعلم اور اسی بنا پر دیکھا جاتا ہے کہ تفاسیر پیغمبر و اصحاب پیغمبر مین بھی تاویل بمقابلہ تفسیر جا بجا ہے پس شرافت تاویل کی مثل شرافت اجتہاد کے ہے جو ظنی ہے اور کرامت تفسیر کی مثل کرامت نبوت کے ہے جو قطعی ہے مگر یہ تمام وجوہ اُسی تاویل سے متعلق ہین جو بحسب اصول و موافقت اقوال رسول و اصحاب رسول ہون ورنہ مردود و نامقبول ہین بلکہ خوف معاصی وکفر و الحاد جیسا کہ کہا صاحب عقائد نسفی نے کہ نصوص کو اپنے ظواہر سے پھیرنا الحاد ہے یضل بہ کثیرا و یہدی بہ کثیرا وما یضل بہ الا الفاسقون **مدارج تاویل** تفسیر و تاویل مین مباینت تین طور پر ہے ۱ **بالموافقت** یعنی صرف لفظ و عنوان بدلا ہوا جیسے **ظلم** کو حضور نے فرمایا کہ شرک ہے مگر تجاوز و تعدی سے بھی تاویل کرنا اسے شامل ہے یا مزید کو فرمایا یوم جمعہ ہے مگر افزونی نعماے آلہیہ سے تاویل اسکے خلاف نہین یا **احسان** کو حضور حق فرمایا مگر مفہوم کلمہ کے تحت سے خارج نہین ۲ **بالسکوت** یعنی نہ موافق ہو نہ مخالف جیسے مقام ابراہیم کی تفسیر ایک موضع خاص سے کی گئی ہے جو کعبے مین ہے مگر تاویل بمقام خلت و خلوص ابراہیم کرنا اسکے منافی نہین یعنے ہماری فدا الی ابراہیم کیطرح نماز و نیاز کرو یا فتح سے مراد فتح مکہ یا صلح حدیبیہ مگر فتح مطلق و فتح خیبر بھی اسکی مبطل نہین ۳ **بالمنافات** یعنی تاویل مبطل و متضاد تفسیر ہو اسی کو تفسیر بالرائے کہتے ہین مثلاً صراط مستقیم کو عقل محض اور انعمت علیہم سے ارباب دول و جاہ مراد لینا یا صلوۃ کو دعا بمعنے لغوی - اور صوم کو مجرد امساک و قہر نفس قرار دینا یا اصحاب رسول کو رضوان و انعام و غفران سے دور سمجھنا یا آیۂ غار یعنی اذ قال لصاحبہ لا تحزن کو جبن و زجر پر محمول کرنا یہ تمام تاویلات بالرائے اور عمداً موجب معصیت و سہواً علما کے حق مین عفو اور جہلا کے لیے موجب اخذ ہین اور کچھ ہو نہ قابل قبول ہین نہ لائق التفات تمام تفاسیر مذاہب ضالہ اسی قسم کے ہین اگر کسی کو ایسی تفسیر کی اصل و حقیقت سے مطلع ہونے کا شوق ہو تو وہ اجزا جو مدعی اصلاح قوم نیچر پرست نے لکھے اور شایع کیے ہین دیکھے مگر ہم اسکے ذمے دار نہین کہ اُسکے ورقون کے زہریلی ہوایان کو کہانتک برباد کرے گی اور دل و دماغ اسلامی مین کیسے مہلک امراض پیدا ہو جائینگے معاذ اللہ جو معجزات انبیا و عجائب نمائی قدرت خدا کو صحابہ اور تابعین کی غلط فہمی قرار دے معراج اور وحی کیسی نہ آسمان اُسے نہ [illegible] کا وجود سمجھے ہر امر مین نیچر کو ہادی و مقصود سمجھے فرمایا جناب اُستاذ نے ایسی ہر کتاب جس سے

عوام نادانستہ مغالطے مین پڑ سکیں ممنوع النظر ہے نہ دیکھیں گے نہ خیال فاسد پیدا ہونگے ہان خواص اُسکی
تردید کی نظر سے دیکھ سکتے ہین پھر تاویلات مقبولہ دو حال پر ہین **قول صحابی** یہ دوسرے اقوال پر مقدم ہے
یہ خود اہل زبان ماہر اسرار و محل نزول قرآن تعلیم یافتہ نبی رحمن تھے کجی ذہن خطاے رائے تعصب و ہواے
نفس یہ تمام عوارض حضور کے فیض صحبت نے اُنسے دور کردیے تھے پھر انکے قول اگر دوسرے صحابہ نے سُنے اور
اتفاق کیا تو نور علی نور قطعیت کے درجے پر واجب القبول ہین اور کچھ اختلاف ہوا تو ہم کو ہان اسقدر
حق ہے کہ چاہین جسکی اتباع کرلین تیسری بات خود نہین گڑھ سکتے یہی مذہب ہے امام ابوحنیفہ اور اُنکے قدم
بقدم چلنے والون کا اور کہا ارباب اصول نے قول صحابی دو حال سے خالی نہین یا منسوب بحضرت نبوت
ہے تو بلاتردد حدیث ہے یا نہین پس یہ خواہ ایسا امر ہے جسکا ادراک امکان عقل مین ہو جیسے باعتبار لغت
و استعارات و مناسبت مقام کسی لفظ یا جملے کی مراد قرار دینا یا کسی حکم کو ایک حکم ثابت پر قیاس کرنا تو یہ قیاس
مقبول ہے اور اگر ایسا امر ہے جسے عقل سمجھ سکے جیسے تعین مقادیر یا نار و نعیم کے کوائف یا اعمال کے
ثمرات یہ ملحق بہ حدیث ہین اسلیے کہ جب عقل ساکت ہے تو قول خواہ جنون ہے خواہ کذب یا افترا ہے اور یہ دونون
وہم مرتفع ہین پس نہین ہے مگر تعلیم نبوت سے افسوس جس متقی خدا پرست کے خیال صحابہ کی نسبت ایسے
ہون وہ آج ترک و مخالفت حدیث و اتباع رائے سے مطعون کیا جائے لے زبان دراز و شرم و انصاف
کر جسکے افادات و علوم سے زلہ ربائی اُسی پر یہ چشم نمائی نمک خوردی نمکدان راشکستی **قول غیر
صحابی** گو اسمین تابعین کا مرتبہ بہت بڑھا ہے اسلیے کہ وہ تعلیم یافتہ اصحاب تھے تاہم اُنکے اقوال معیار
و میزان سے مستثنیٰ نہین ہین اصول و شواہد سے انکی جانچ ہوسکتی ہے اور قوت دلائل سے ایک کو دوسرے
پر ترجیح دیجاتی ہے مگر یہ منصب ما و شما کا نہین علماے مجتہدین و فقہاے مفسرین اس ترجیح و تصحیح کے لیے ہین
تفسیر بالراے یعنے بدون سند مقبول مجرد عقل سے تفسیر کرنا۔ کہا بعض اہل علم نے مراد راے سے ہواے
نفس ہے یعنے قرآن پھیر پھار کر اپنے جی کی خواہش کی طرف لانا کہا صاحب اتقان نے اسکی پانچ قسمین ہین
اول بدون علوم کے جنپر تفسیر کا مدار ہے تفسیر کرنا دوم مذہب کو مقدم رکھکر جس طرح ہوسکے قرآن
اسکے تابع کرلینا **ف** واضح رہے کہ مفسر دو درجے پر ہین ایک وہ جو مستقل تصحیح الفاظ و اعراب و تحقیق
مقامات و استنباط و احکام کرسکے اسکے لیے یہ تمام علوم مذکورۂ بالا مستحضر ہونا لازم ہے ورنہ خطا سے بچنا
مشکل۔ دوسرے وہ کہ چند تراجم و تفاسیر کو جمع کرکے ایک بات منتخب کرلے اسے بھی اُن علوم مین سلیقہ
و فہم چاہیے مگر تبحر و استحضار شرط نہین مفسر قسم اول کے لیے ممتنع ہے کہ مذہب کو مقدم اور قرآن کو تابع
بنائے مگر مفسر قسم ثانی کے لیے مطلق العنانی مضر ہے ہم نہین کہتے کہ وہ قرآن کو تابع مذہب کردے ہان
اسقدر ضرور ہے کہ بعد غور و تفحص جو سمجھ مین آئے مسلمات سلف پر پیش کرے اگر اسکا قول کسی مجتہد و

صحابی کے قول سے مؤید ہو تو بہتر ورنہ اپنی سوء فہمی و قصور نظر پر محمول کر کے اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی التجا
کرے ہان ایسے مسائل مین جنکا ذکر قدما مین تھا ہی نہین ایسی راے جس سے قدما کی موافقت ہو نہ مخالفت
ہو جائز ہے سوم متشابہات کی تفسیر کرنا اور ایسے ہی ممنوعات پر اقدام مثلاً روح کی ماہیت وقت قیامت
کا تعین - اگر یہ امور ہمارے حق مین خیر ہوتے یا ارادۂ الٰہی انکے کشف پر ہوتا تو قرآن مین ہم نہ روکے
جاتے مگر توضیحات حضرات علما بطور بیان لطائف و امتحان طبع ہے نہ اسمین غلبۂ ظن ہے نہ حکم قطع چہارم
کسی امر مین بدون دلیل قطعی یقین ظاہر کرنا جیسا کہ کہا اہل تشیع نے مرج البحرین علی و فاطمہ ہین اور لولو
والمرجان حسن و حسین علیہم السلام پنجم اپنے نفس کے حکم سے تفسیر کرنا یعنے جس طرف میلان طبع ہو نصوص
کو اسی طرف جھکالے انھین مفسرون کے حق مین وعید شدید وارد ہے فرمایا وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ
عِلْمٌ جسکا علم نہو اسکے پیچھے نہ پڑو وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ - اللہ پر بے جانے بات نہ کہو حدیث
مین وارد ہوا مَنْ تَكَلَّمَ فِي الْقُرْاٰنِ بِرَاْيِهٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَاَ جس نے اپنے دل سے قرآن مین
کچھ کہا اور بات سچ نکلی تو بھی خطا کی اسلیے کہ اسے کلام جائز نہ تھا اور بحکم غالب خطا اسے لازم تھی ترمذی
مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ فِي النَّارِ جس بے علم قرآن مین کچھ کہا اپنا
ٹھکانا آگ مین کرلیا - علم سے مراد اقتدائے سلف و سنت ہے فائدہ فرمایا شاہ عبد العزیز رح نے تفسیر سورۂ
قیامت مین کہ تفسیر مین تین رعایتین شرط ہین - ۱؎ ہر کلمہ کو معنے حقیقی یا مجاز متعارف پر محمول کرنا
۲؎ سیاق و سباق کو اول سے آخر تک خوب دیکھنا کہ کلام بے ربط و بد نظم نہو جائے ۳؎ شاہدان نزول
وحی یعنی پیغمبر اور انکے اصحاب کی تفسیر سے اسکے راے خلاف نہونے پائے پھر اگر شرط اول فوت ہو تو تاویل
قریب ہے اور دوسری یا تیسری فوت ہو تو تاویل بعید ہے اور تینون فوت ہون تو تحریف ہے ف تیسری کی تفویت
اگر مفضی ابطال کو نہو تو تاویل بعید ورنہ تفسیر بالرائے ہے منع و منازعت مسلم نے عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی
حضور نے چند آدمیون کو معانی آیت مین جھگڑتے سنا غضبناک باہر تشریف لائے اور فرمایا اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ مِنْ
قَبْلِكُمْ بِاخْتِلَافِهِمْ فِي الْكِتَابِ تم سے اگلے اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ کتاب اللہ مین اختلاف کیا اور مراد اس سے اختلاف
ممنوع بالرائے ہے نہ اجتہاد جو علمی اصول پر قائم ہو - منذری نے ابو داؤد و ترمذی سے نقل کیا کہ ابو امامہ نے حضور سے
روایت کی مَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ مُبْطِلٌ بُنِيَ لَهٗ بَيْتٌ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ وَمَنْ تَرَكَهٗ وَهُوَ
مُحِقٌّ بُنِيَ لَهٗ فِي وَسَطِهَا وَمَنْ حَسُنَ خُلُقُهٗ بُنِيَ لَهٗ فِي اَعْلَاهَا جس نے جھگڑا چھوڑ دیا ایسے
حال مین کہ یہ خود باطل پر تھا تو اسکے لیے ایک گھر جنت کے اطراف مین بنایا جائیگا (بوجہ قبول حق
و ترک جدل کے) اور اگر حق پر تھا اور جھگڑا چھوڑ دیا تو اسکا گھر وسط جنت مین بنایا جائیگا اور جسکے اخلاق
اچھے ہون اسکا گھر اعلاے جنت مین ہوگا ف مبطل پر ترک واجب ہے اور صاحب حق کے تین احوال

له دوسری روایت مین برایہ ۱۲

ہین لے یہ بھی حق پر ہی اور اسکا مقابل بھی جیسے صحابہ او رمجتہدین کا تفسیر و تاویل مین اختلاف جسمین دونون کے قول
ایک دلیل کیطرف راجع تھے - اب جھگڑا چھوڑنا نہایت اولے ہی و کمال صلاح ۲ اسکا مقابل حق پر نہین مگر بحث
حرام وحلال مین نہین ہی صرف افضل مفضول مین قیل و قال ہی اب بھی ترک اولی ہی ۳ مقابل باطل اور امر مخالف شرع
اب سکوت جائز نہین ورنہ دین باقی نہ رہتا فرمایا من سئل عن علم فکتمه الجم یوم القیامة بلجام
من النار جس سے کوئی مسئلہ دین پوچھا جائے اور وہ جان بوجھ کر سکوت کرے تو قیامت مین آگ کی لگام
اُسکے مُنھ پر چڑھائی جائیگی یہ حدیث متعدد طرق سے صحاح مین موجود ہی الحاصل ترک خصومت و منازعت و
اتیا رفتنہ و فساد پر ترغیب دلائی ہی نہ مداہنت و بے پروائی احتراز منکرین پر منذرے نے ابوداؤد و ابن ماجہ نے
بروایت ابوہریرہ مرفوعاً روایت کی کہ فرمایا من تعلم علما مما یبتغی به وجه الله لا یتعلمه الا لیصیب
به عرضا من الدنیا لم یجد عرف الجنة جس نے وہ علم پڑھا جسکے ذریعہ سے اللہ کی رضا طلب
کیجاتی ہے (مثل فقہ و حدیث و علم قرآن کے) پھر اس لیے پڑھا کہ دُنیا کا فائدہ حاصل کرے اُسے جنت کی بو
بھی نصیب نہو گی **ف** اور اگر ضمناً و تبعاً دنیا بھی مقصود ہو یا ملجاے تو خیر **ترمذی** کعب بن مالک نے حضور
سے روایت کی من طلب العلم لیجاری به العلماء او لیماری به السفهاء و یصرف به وجوه
الناس الیه یدخله الله النار جس نے اسلیے علم طلب کیا کہ علما سے مناظرہ کرے یا عوام پر غالب آئے
یا آدمیون کو اپنی طرف متوجہ کرے اللہ اُسے آگ مین داخل کردیگا اور ایک حدیث طویل مین ہی کہ قیامت مین
حق سبحانہ تعالیٰ قاری کو بلا کر فرمائیگا مین نے تجھے وہ علم دیا جو اپنے پیغمبر پر اُتارا عرض کریگا ہان عنایت فرمایا
ارشاد ہوگا تو نے کیا کیا عرض کریگا مین اُسے رات دن پڑھتا پڑھاتا تھا ارشاد ہوگا تو جھوٹھا ہی اور فرشتے بھی
کہین گے تو جھوٹھا ہی ارشاد ہوگا تو نے یہ چاہا تھا کہ کہا جائے فلان قاری ہے وہ کہا گیا - پھر حضور نے ابوہریرہ
کے زانو پر دست مبارک مارکر فرمایا پہلے سب سے انھین پر آگ دوزخ کی سلگائی جائے گی - **علوم متعلقہ تفسیر**
تین درجے پر ہین **اول** جنکے بدون نہ تفسیر ممکن نہ جائز ۱ لغت ۲ صرف ۳ نحو ۴ ادب ۵ فقہ ۶ اصول
فقہ ۷ کلام ۸ معانی ۹ بیان ۱۰ اصول حدیث ۱۱ فرائض ۱۲ قصص و اخبار ۱۳ تصوف و اخلاق ۱۴ سیاست
مدن **دوم** وہ جو موجب نزہت ہی یعنے علم قرأت **سوم** جو مقصود یا محمود نہین مگر تعلق ضرور ہی یعنے علوم
عقلیہ جیسے حساب جسکی ضرورت میراث مین ہی اور الہیات و طبیعیات و طب وغیرہ جنکے ذریعے سے بعض
مقامات کی توضیحات مزیدہ ہو سکتی ہین اور آدمی عجائب قدرت الٰہی پر مطلع ہوکر وجد و ذوق مین آجاتے
ہین اور علم تاریخ وغیرہ بیشک ان علمون سے بھی اگر سلیقہ سے کام لیا جائے اور موقع پر مستعمل ہون تو اطمینان
قلب و ازدیاد ایمان و رسوخ یقین کے لیے اکسیر اعظم ہین اور دفع وسواس شیطانی کے واسطے بجاے لاحول کے
وضح رہی کہ بعض علوم کے تحت مین متعدد علوم ہین جنکا ذکر بے ضرورت سمجھکر چھوڑ دیا گیا - **طبقات** ۱

مفسرین صاحب اتقان کے بیان سے مفہوم ہوا کہ مفسرین کئی درجون پر ہین طبقۂ اولی یہ دس
جلیل القدر صحابی ہین ۱ حضرت ابوبکرؓ ۲ حضرت عمرؓ ۳ حضرت عثمانؓ ۴ حضرت علیؓ ۵ حضرت
ابن مسعود ۶ حضرت ابن عباس ۷ حضرت زید بن ثابت ۸ حضرت ابی بن کعب ۹ حضرت ابوموسی
اشعری ۱۰ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم پھران مین حضرت علی و ابن مسعود و ابن عباس سے
روایتین بہت ہین اور اُنکے شاگرد تابعین مین بکثرت اور ابن عباس تو ترجمان قرآن کے لقب سے ملقب
ہین انکے تلامذہ بہت ہین اور دوسرے اصحاب رسول بھی اسی طبقے مین معدود ہین اور عدم اشتہار ذکر
انکا اسوجہ سے نہ تھا کہ وہ کامل واعلم نہ تھے بلکہ زیادہ تر اُنکی توجہ جہاد و ملک گیری و فتوحات و نظام وغیرہ
پر تھی یا کم زندہ رہے ورنہ اصحاب رسول بفیضان حضرت نبوی ایک ملکہ روحانی و فہم نورانی سے مخصوص تھے
ہان بہت قلیل اعرابی ایسے تھے جو قرآن اور احادیث ضرورت سے زیادہ نہ جانتے ہون طبقہ ثانیہ یہ
تابعین بالاحسان ہین انہین علم قرآن بکثرت شائع ہوا کچھ نام تبرکاً لکھے جاتے ہین مجاہد۔ عطا بن ابی
رباح۔ عطا بن ابی سلمہ۔ عکرمہ۔ سعید بن جبیر۔ طاوس۔ زید بن اسلم۔ عبداللہ بن زید۔ مالک بن
انس۔ ضحاک۔ مقاتل۔ حسن بصری۔ محمد بن کعب۔ ابو عالیہ۔ عطیہ عوفی۔ قتادہ۔ مرۂ ہمدانی۔ ابومالک
ربیع بن انس۔ رحمتہ اللہ علیہم یہ حضرات اعظم و اجل مفسرین قدما سے تھے طبقہ ثالثہ انکے بعد والون کی
تفسیرین ہین جنھون نے کلام صحابہ و تابعین کو جمع کیا مثل سفیان بن عینیہ و وکیع بن الجراح و شعبہ
بن الحجاج و یزید بن ہارون۔ و عبدالرزاق و آدم بن ابی ایاس و اسحاق بن راہویہ و روح بن عبادہ
و عبد بن حمید و ابی بکر بن ابی شیبہ و ابن ابی حاتم و حاکم و ابن مردویہ و ابوالشیخ و ابن حبان و ابن
المنذر و ابن و ابی جعفر بن جریر الطبری المدنی لیکن یہ بزرگ کمال اختصار کی چال چلتے رہے چونکہ
انھین زائد ضرورت نہ تھی صرف افادات حضرت نبوت یا مفاہیم صحابہ یا کچھ کچھ عرف ولغت یا مجاز وغیرہ
سے تصریح کردیتے ہان ابن جریر نے نکات لطیفہ و فوائد شریفہ اقوال کی توجیہ مذاہب کی ترجیح اعراب و
استنباط وغیرہ سے بحث کی کہا سیوطیؒ نے اگر تو کہے کون تفسیر قابل رجوع ہے تو مین کہون گا تفسیر امام ابوجعفر
طبری کی علماء معتبر متفق ہین کہ اسکے مثل تفسیر تصنیف نہین ہوئی کہا نودی نے اپنی تہذیب مین تفسیر ابن جریر کا مثل نہین ہوا۔ اور
مین نے اپنی تفسیر مجمع البحرین و مطلع البدرین مین تمام علوم جمع کردیے ہین جسکی طرف مفسر کو حاجت پڑے اخبار۔
اقوال۔ اجتہاد۔ استنباط و اشارات۔ لغات۔ ادب۔ صنائع۔ بدائع وغیرہ طبقۂ رابعہ انکے بعد کی تفسیرین
ہین یہ مفسر گو روایات و سمعیات مین انھین بزرگون کے تابع و خوشہ چین تھے مگر تبحر علمی و جودت طبع سے ہر
شخص نے تمام قرآن کی تفسیر اُس علم سے کرڈالی جسمین اُسکی دستگاہ کامل یا طبع مائل تھی مثلاً زجاج و واحدی
نے نحو و صرف سے ہر آیت مین بحث کی اور بعض نے قصص مین طوالت دی جیسے ثعلبی وان کی تفسیر

عرائس التیجان ہے اور مثل قرطبی و فخر المتکلمین امام رازی کے استنباط احکام و تبویب فقہ پر متوجہ ہو گئے
کل حزب بما لدیہم فرحون تفسیر رازی کی علم کلام و مناظرات و حقایق حکمت و الہیات اور دیگر
علوم عقلیہ سے بھری ہوئی ہے چنانچہ بعض علما نے کہا کل شیٔ فیہ الا التفسیر **ف** گو اس تفسیر سے
بعض اکابر علما نے ناخوشی ظاہر کی اور زعم کیا کہ اسکے مباحث مقام سے کم تعلق رکھتے ہین مگر یہ امر انکے
کمال زہد و تقویٰ کے سوا اور وجہ نہین رکھتا وہ پسند نہ کرتے تھے کہ کلام خدا مین سوائے کلام رسول کے
اور بھی ادہر اُدہر کی باتین ہون اور شک نہین ہمین کہ سوائے کلمات نبوت یا بعض مفاہیم اصحاب و
علمائے مجتہدین کے دوسرون کی بات خصوصاً اہل حکمت ورلے کے خیالات کو وہان کیا وقعت ہو سکتی
ہے مگر وہ ایک دولت تھی کہ سابقین لے گئے اور ایک زمانہ تھا کہ صلوح فہم و سلامت عقل سے اُسی پر
کفایت ہو جاتی تھی اگر سوائے نقل اخبار مطابقت نصوص و حل مقامات مشکلہ و جواب سوال وغیرہ سے
کچھ تعلق ہے مین کہتا ہون تعلق کیسا سخت حاجت ہے تو تفسیر امام امام التفاسیر ہے تصحیح ترکیب بہ عنوان عرب
تقویت کلام باسلوب ادب۔ اشارات و اجمال کا بیان مناسب مقام کی تصریح وہ دلائل و براہین جو نہ
عقلاً مستبعد ہون نہ نقلاً ممنوع۔ استخراج احکام زعم اہل باطل کا رد شبہات منکرین کا دفع ہر ترکیب
اور ہر کلمے کے فائدے غرضکہ بہت وہ جواہر ہین جو خاص اسی مرد خدا کی سعی بازو سے نکلے اگر میری نظر قصور
نہ کرتی ہو تو ایسی جامع تفسیر شاید نہوگی ہان ایراد اخبار و نقل احادیث مین اُسکا پایہ ادنیٰ درجے پر تب ہوتا
کہ وہ الفاظ و عبارات سے بحث کرتے غور سے دیکھا جائے تو خلاصۂ احادیث و اخبار بھی امام کی تقریر مین
ادا ہو جاتے ہین اگر کہین کہین زور طبع کی بلند پروازی مین کچھ لغزش ہوئی تو یہ سنت مصنفین سے ہے
طبقہ خامسہ انکے بعد جسقدر تفسیرین ہوئین یا ہون وہ سب انھین سے منتخب پائی جاتی ہین تصنیف
مفسر نہین بلکہ ناقل و سالف و سفیر ہین مگر قلیل تبیان انکو سوائے نقل تفاسیر معتمدہ اپنی طرف سے
کہنے کا حق نہین **ف** انکے علاوہ اور بھی علمائے موشگافیان اور علوم قرآن کو وسیع کیا چنانچہ علم ربط
آیات و سور و مناسبت اوائل و اواخر و شمار آیات و کلمات و حروف و فن استخراج کلمات قرآنی و علم
تجوید و مخارج حروف وغیرہ اس زمانے مین دو ترجمے اُردو کے جن کا احسان ہر ہندی زبان پر ہے اپنا
مثل نہین رکھتے انکی خوبی بعد معائنۂ تفاسیر معلوم ہو سکتی ہے یون کیا قدر ہو گی ترجمہ شاہ ولی اللہ دہلوی
و ترجمہ مولانا عبد القادر دہلوی اور صاحب تفسیر احمدی و مظہری نے بحث اصول و استخراج احکام مین نہایت
وسعت سے تقریر کی ہے **الحمد للہ** کہ ہر حال و ہر طریق سے علمائے اسلام علوم قرآن کے محافظ و خادم ہے
اور اپنے پیغمبر رہنما و ہادی مقتدا کی وصیت پر پورا عمل کیا یہ بڑا فخر ہے جس سے یہ امت مرحومہ مخصوص و ممتاز
ہے کسی قوم کو کب اپنی کتاب کی خدمت اس طرح نصیب ہوئی بشارت ہو اُسے جس نے اپنی عمر عزیز کو

خدمت قرآن مین صرف کیا ناظرین اگر انصاف فرمائین تو آپ کی **خلاصۃ التفاسیر** بھی حضرات موصوفین کے برکات روحانی و فیوض علمی سے اپنی روش و طرز مین پہلی تفسیر ہے **اداب مفسر** کہا ابو طالب طبری نے کہ شرط مفسر سے یہ ہے کہ صاحب اعتقاد صحیح ہو یعنے اُسکا اعتقاد مبنی ہو اعتقاد صحابہ کبار و تابعین و ائمہ مجتہدین پر ملازم ہو سنت کا دیعنے افعال و اقوال اُسکے احادیث نبویہ و مختارات صحابہ کے تابع ہون اور اس قید سے احتراز ہے اتباع مراسم و عرف جاری سے جسکے لیے کوئی اصل معتمد نہو اور اتباع ہوا و اختراع اہل بدعت سے اور معاذ اللہ کتب فقہ و فتا واے فقہاے مجتہدین کو غیر سنت سمجھنا اور محض ظاہر حدیث کے بہانے سے اپنی راے پر اعتماد کرنا علماے ربانی و اولیاے حقانی کو اہل الراے قرار دینا بدعت و نادانی ہے ہمارے فقہاے مجتہدین کے قول گویا عکسی تصویرین ہین جمال قرآنی و ارشاد محبوب ربانی کی ؎ در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند ؛ انچہ اُستاد ازل گفت ہمان میگویم ؛ دوسرے کج نما آئینے انکے خلاف کرین تو مُنھ کی کھائین گے چشم بصیرت مین کب جگہ پائین گے جبکہ دنیا مین مطعون فی الدین کا اعتبار نہین تو روایت اخبار و فہم اسرار مین کیونکر امین سمجھا جائیگا **ف** مفسر دو قسم کے ہین **نوع اول** وہ حضرات جو اپنے سرمایۂ علمی سے صحت وسقم روات و قوت وضعف دلائل اور دوسرے علوم خادمۂ قرآن کے قواعد سمجھکر ایک نئی بات کہتے تھے جنکی طرف طبقات مفسرین مین اشارہ گذرا انکے لیے علوم وسیعہ و عقل سلیمہ کی بھی سخت ضرورت ہے مگر کسی کا علم اسکے حد عمل سے میرے نزدیک افزون نہین ہو سکتا جہان تک ہمکو ایک نکتہ علمیہ سے ذوق شوق ہے اُسیقدر اُسکی عزت و لذت بھی ہے ترک عمل نہین ہوتا مگر جہل سے یہ جہل خواندہ ہو یا ناخواندہ سے حدیث مین وارد ہوا مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَہُ اللہُ عِلْمَ مَا لَمْ یَعْلَمْ جسنے اپنے علم پر عمل کیا اللہ اُسے ایسے علم کا وارث بنا دیتا ہے جو نہ جانتا تھا کلمۂ میراث شاہد ہے کہ یہ علم بے کسب خود بخود آجاتا ہے اور بڑا حصہ اسکا صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و اتقیاے مومنین لے گئے پس فاسق متعصب اہل ہوی کی تفسیر قابل اعتماد ہے نہ خالی از فساد تو کیا خیال ہے ہمارے برادران اسلامی کا اُن اوراق کی طرف جو بنام تفسیر ہولے و بائی کی طرح پھیل پڑے اور بعضون کا کام بھی تمام کر دیا **نوع دوم** وہ حضرات جو اگلون کے خوشہ چین و ناقل ہین انھین گو مستقل ایسے علوم کی ضرورت کم ہو مگر دو امر لازم ہین ایک یہ کہ کمال دیانت سے نقل قول مین تاویل فاسد و انتخاب باطل نکرین اور پورا حوالہ کتاب کا لکھکر خود بری ہو جائین تاکہ متعلم کو اصل مفسر کے علم پر اعتماد کا پورا موقع ملے دوسرے زیادہ نہو تو ترک تقوی و سمعہ و ریا سے مطعون و رفض دنیا مردے باک ہرزہ گو آوارہ مزاج نہو جسکی نہ بات سُنی جائے نہ فعل سے سند لی جائے **آداب** تفسیر حق تعالی سے توفیق حق و تعلیم صواب طلب کرے پھر بہ نیت خالص و ہمت عالی و قلب حاضر و جان

خاشع بسم اللہ کہکر قلم اُٹھائے اَلفاظ لغت وصرف سے اِعراب وترکیب وترجمہ۔ نحو وادب سے درست کرنے اور جانچ لے کہ اُسکا لکھا اور سمجھا ہوا اُس فن کے ائمہ معتمد سے موافق ہے یا نہ اگر کچھ خلاف پائے تو سمعیات مین تقلید او عقلیات مین نظر ثانی وتحقیق مزید کرکے یہ لکھدے کہ قول سلف یہ ہے اور فہم ائمہ پھر اصولی طور پر نظر او مفردات ومرکبات کی تقسیم بطور خاص وعام ومشترک ومادل وظاہر وخفی وغیرہ کرکے بموافقت ومتابعت علم اصول اولاً قول رسول سے تفسیر کرے اور نہ پاسے تو اقوال صحابہ ڈھونڈھے وہ بھی نہ ملین تو تاویلات ائمہ تفسیر ومستنبطات مجتہدین سے مدد لے اور استدلال وتعیین مراد وتخصیص عام وتقیید مطلق وبیان خاص وغیرہ مین وہی سبق اصولی پیش نظر رہے اگر ان حضرات سلف کے مرویات سے آیت کی جس طرح تفسیر وتوضیح چاہتا ہے نہو سکے تو اب کمال احتیاط وخشیت سے با لہام توفیق ومساعدت علم واستقامت عزم وخلوص قلب اگر کچھ لکھ سکے تو ڈرتا ڈرتا لکھے تاکہ اپنے اُس علم سے جو مبدأ فیاض نے اسپر وارد کیے اور جنکا فوارۂ کرم کبھی اور کسی حال مین سُست نہوا ہے اور نہوگا دوسرون کو بھی فائدہ پہنچائے مگر زیادہ طلب جاہ وآفرین خلق سے بھاگتا ہی رہے زیادہ مار آستین ہے جس سے بڑے بڑے ماہر ہلاک ہوگئے اسکی توضیح اور بڑے بڑون کی نافہمی وتفضیح کتب صوفیہ مین دیکھنا چاہیے اور خوب دیکھ بھال لے کہ اُسکا قول معارض اقوال مقبولۂ حضرات سلف تو نہین ورنہ قبول کا ضد رد ہے اور نیک کی مخالفت بد بھر **مضامین قرآن** گو احاطۂ امکان وفہم مخلوق سے بدرجہا اوسع وارفع ہین مگر ہمارے تفحص ونظر مین جملہ مباحث ومقاصد کا مرجع گیارہ امرون پر ہے اور حدیث پیغمبر کی بھی اسی تقسیم مین داخل پھر یہ گیارہ امر چار درجے پر منقسم ہین اور ہر درجے کی تفسیر وتعیین مراد کے لیے ایک خاص دلیل وتوجیہ ہے کہ اگر اُس سے ادنی طور پر ثابت کرین تو وہ نہ ثبوت معتبر ہو نہ اُسکا کچھ فائدہ واثر۔ ان سب کی تصریح باب سوم وچہارم مین گذر گئی ہے مگر اجمالاً یہان تکرار خالی از لطف نہین درجہ اولیٰ بیان متشابہات انکی تاویل اللہ ہی جانے تاہم اگر قطعی بیان آجاتا تا مقبول ہوتا اور تشابہ نہ رہتا اور ہمکو انپر ایمان لانا کہ جو کچھ اللہ ورسول کے مراد ہو وہ ہمارا ایمان ہے تفصیل اللہ جانے واجب ہے ۲ عقاید یعنی توحید والوہیت وصفات قدسیہ وتصدیق کتاب وملائک وانبیاء بالخصوص ہمارے حضور محبوب خدا وایمان بعث ونشر وپل ومیزان وحساب وجزا وسزا ونار ونعیم وغیرہ جیسا کہ کتب عقائد مین مصرح ہے پس جب مفسر کہے کہ ایسا کوئی مضمون فلان کلمے یا آیت سے ثابت ہے تو ضرور ہے کہ طریق استدلال واستنباط بحسب اصول ہو اور دلائل وشواہد عقلیہ من قبیل ضروری وبدیہی اور حدیث سے اُسکا بیان ہو تو روایت مشہور یا متواتر سے اور اُس آیت یا حدیث مین اشتراک واجمال باقی نہ رہا ہو اور

متشابہات اور قرأت غیر متواترہ سے ہو اور اپنے سے قوی کی معارض اور مساوی سے ساقط ہو پس
ہر ایسی خبر یا نص یا اجتہاد یا رائے جو مشعر ہو انکار یا توہین نبوت پر یا انکی عصمت مین شبہہ پیدا کرے
یا صفات قدسیہ جناب باری مین حدوث و عجز و نقص کا وہم ثابت کرے یا دوسرے امور منصوصہ صریحہ
و اجماعی سے مخالف ہو بعد ازانکہ امور مذکورہ بدلائل قطعیہ و شواہد ضروریہ و اجماع اہل سنت مان لیے گئے
ہین مردود اور ماول ہونگے اور اسی بنا پر ہم اُن تمام آیات و احادیث کو جنھین مجسمیہ نے حق سبحانہ تعالی
کی ذات مقدس کی تقیید پر حجت گردانا ہے متشابہ یا ماول کہتے ہین ورنہ لازم آجائے ترک محکمات و خرق
اجماع اور مختل ہو جائے بنائے دین اور نہ باقی رہے کوئی اصل صحیح اور امر ترجیح اور مخالف و معارض ہو جائے
اس دین قویم و کتاب حکیم کے عقل سلیم و مشاہدہ صحیح فحاشا ثم حاشا اور مطابقت دیتے ہین ہم اُن آیات
مین جو بظاہر باہم مخالف و معارض نظر آئین جیسے آیات قدر و جبر وغیرہ اور اسی بنا پر ہم اہلسنت خلفائے راشدین
و صحابۂ کبار پر جنکے ایمان و نصرت و تقوی و رضوان و مغفرت پر اللہ اور اللہ کا رسول گواہ ہے جنکی فضل و
کرامت حضور کے فضل و کرامت کے بڑھانے والی ہے جنکی دنائت و ذمائم کے وہم سے حضرت نبوت
مین واہمۂ عار ہو سکتا ہے کسی مورخ کے قول یا حدیث غیر قوی کی دلالت سے جرح و طعن سُنتے ہی
نہین اللہ کے انصار رسول اللہ کے یار و مصاحبون پر مورخ کا یہ منھ کہ زبان کھولے اور کسی
دور افتادہ آستان قرب و محروم جمال محبوب کی یہ مجال کہ دم مارے اُنکی شان کے خلاف یہ قول رد کر دیا
جائے گا آسمان کا تھوکا مُنھ پر آئیگا درجۂ ثانیہ ۳ (احکام) یعنے اوامر و نواہی حلال ہون یا حرام
۴ مناظرہ و جواب سوال ۔ انکی تعیین و تفسیر مین بھی ملاحظات اصول اور احادیث و اخبار صحیح معمول
ہونا چاہیے ادھر اُدھر کی باتین یہان سُنی نہین جاتین ۔ نہ محض ظاہر معتبر ہے نہ بالکل تاویل کو اثر بلکہ
ہر مقام کے لیے ایک قاعدہ ہے اُسکی مخالفت ضلالت ہے اور اسکے مباحث کتب فقہ مین موجود ہین
بلکہ ہر مجتہد اسی بنا پر اپنے قول کو ترجیح دیتا ہے درجہ ثالثہ ۵ (مواعظ و عبرت و امثال) ۶ ترغیب و
ترہیب ۷ تہذیب اخلاق و حسن معاشرت ۸ سیاست و تمدن ۔ ان تمام امور مین وہ چیزین اور
قول بھی جو صحت سے گھٹے اور مرتبہ وضع و ضعف شدید سے ہٹی ہون کافی ہو سکتے ہین اور دلائل
و قیود اصولی مین بھی مذہب ضعیف سے کام نکال لینا جائز ہے اور جا بجا آپ تفسیرون مین ایسے
اخبار ضعیفہ و ضوابط متروکہ پاتے ہین انھیں اقسام سے متعلق ہین درجۂ رابعہ ۹ خدا پرستی و زہد
و ترک دُنیا ۱۰ مصنوعات پر نظر ۱۱ لطائف و نکات صوفیانہ انکے لیے ایسی دلیل کافی ہے جو عقلاً باطل
و نقلاً محض بے اصل موضوع یا صحیح کے معارض نہو استعارات شاعرانہ و لطائف و اشارات ہر طور
پر انکی توضیح کی جاتی ہے لا رطب و لا یابس کے احاطے مین جو جو تکلف کیے گئے ہین وہ اسی مقام کے

سزا دائین اور جگہہ کام نہین دے سکتے اور تفاصیل فضول جیسے نام و تعداد اصحاب کہف یا اُنکے کتے کا
رنگ یا نام مومن آل فرعون یا کوائف متعلقہ روح و جغرافیۂ ملکوت و بعض اشارات طبعیات و مقامات
بروج و گردش فلکی وغیرہم بھی اسی درجۂ رابع مین ہے **تنبیہ** متشابہات اور حروف مقطعات کی نسبت
جو بیان منقول ہے وہ بھی اسی درجۂ چہارم مین معدود نہ اُن سے فائدہ اعتقاد ہے نہ عمل - ہان شکر
دل خوش کرلو - مثلاً واللیل سے حضور کے گیسوے مشکین اور والضحیٰ کو بیان رخسار نور آگین ٹھہرانا یا
انزلنا سے ستائیسوین کی شب قدر نکالنا یا حروف مقطعات سے کلمات کی طرف اشارہ یا متشابہات
کی توجیہ بعض مجملات کی توضیح اسی قبیل سے ہے پھر ایک اور نہایت ضروری مسئلہ قابل غور ہے جو
اس فائدے اور توجیہ کے ضمن مین بیان ہوتا ہے **فائدہ** اسلام سے پہلے نہ عرب مین تاریخ تھی نہ دوسرے
علوم - بنی اسرائیل کے پاس آسمانی کتابین انبیا کی خبرین اور دوسرے علوم و فنون سب کچھ تھے جب
اسلام کی روشنی پھیلی اور بنی اسرائیل کے عوام و خواص اور دوسرے ادیان کے عالم - جاہل فوج فوج
اسلام لائے آپس مین اتحاد و ربط بڑھے مسلمانون کو تو سواے قرآن و حدیث اور کچھ بعلوم نہ تھا بعض
باتین انسے سیکھتے اور اکثر پرانی خبرین سُنتے اور حدیث مین بھی اسکی اجازت موجود ہی تھی پس وہ
قصے جو قرآن مین اختصاراً مذکور تھے اور وہ اشارے جو بعض حدیثون مین تھے تراجم کتب سابقہ
سے اُنکی تفصیل کی جاتی اور قرآن تو تورات و انجیل اور دوسرے صحف سابقہ کا مصدق ہی ہے
اُن سے اسکی تفصیل و بیان ہوجاتی اور تحقیق دوست طبائع انسے زیادہ محظوظ ہوتے پس بڑا حصہ
اُن کتب قدیم کا تفسیر قرآن مین درج ہوگیا اور ہر مجمل و مختصر اُنھین بیانات کے مطابق کرنا پڑا
اور ایسے ہی یونانیون کے علوم و فنون اور دوسرے حکما کے خیالات کو ضرورت واقع ہوئی کہ دنیا
مین اعتبار و افتخار پیدا کرنے کے لیے اور اُن مٹا دینے والے حملون سے بچ نکلنے کے لیے جو اسلام
کے سچے بیان نے خیالات فاسدہ و علوم کاسدہ کو پہنچائے تھے اسلام کے دامن دولت مین پناہ
لین اور ادھر سلاطین اسلامیہ کو بھی ملک گیری کے ساتھ تمام علوم پر قبضہ کرنے کی طرف توجہ ہوئی
اور علوم دوسری زبانون سے ترجمہ ہوکر عرب مین داخل ہونے لگے بلکہ اُنکی غلطیان دور کرنے
پر بھی ان عالی ہمتون نے کمر باندھ لی اور بہت کچھ ترقی و اصلاح کی لیکن اسی کے ساتھ ساتھ
یہ ہوتا گیا کہ ہر فن نے اپنا سلسلۂ ثبوت و مدار اقتباس انوار قرآن تک پہنچایا اور بالضرورت
معانے کا محمل وہی بنانا پڑا جو معلوم و مشہور تھا مثلاً والسماء ذات البروج سے یہی بروج مصطلحہ
علم ہیئت مراد لی گئی اور یہی تمام بیانات آیت کے تحت مین داخل کرتے گئے اس لیے کہ اگر ایسا نہ کیا
جاتا تو پھر کیا ہی کیا جاتا والسماء ذات الرجع سے آسمان کی گردش ہی کیطرف جو اُس زمانے مین

مدعیان مسئلہ حرکت ارض کو بے حس و حرکت بنائی تھی رجوع لازم آئی الغرض اسی طرح تاریخ و ہیئت
وجغرافیہ اور طب غرضکہ تمام علوم قرآنی اشارات سے مطابق کیے گئے مگر بڑھتے بڑھتے نتیجہ برعکس یہ ہوا
کہ اب قرآن اُسکے مطابق کیا جانے لگا اور ایسا ہی ہونا چاہیے تھا مثلاً جبتک ریل و دخانی جہاز
پیدا نہوے تھے یا آلات آہنی اس حسن و قوت کے نہ بنے تھے ہم کیونکر ویخلقکم ما لا تعلمون
یا سیر تخت سلیمانی سے انکا قیاس کر سکتے تھے اور فوائد حدید سے ان آلات قویہ کا تصور ذہن مین آسکتا تھا
مگر جب یہ چیزین پیش نظر ہوئین سمجھے کہ غالباً اُن آیات مین انھین کیطرف اشارہ تھا اس لیے
کہ قرآن و حدیث کے بیانات دو حال پر ہین اول یہ کہ ہمکو ایک بے جانی بات کا تفصیلی علم بتا دیا
جیسا کہ حشر و نار و نعیم کے بیانات یہ ہم کو تفصیلاً معلوم ہو گئے گو اسکے پہلے معلوم نہ تھے دوم یہ کہ صرف
اشارات اُسکے بتا دیے گئے جیسا کہ نجوم و افلاک وغیرہ کے بیانات یا اکثر انبیا کے قصّے تو انکے اجمالاً مان
لینے مین ہمکو کسی کی ضرورت نہین مگر تفصیل و ترتیب نہ یہ مذکور ہے نہ بدون مطابقت خارجی معلوم ہو سکتے
ہین پس اسی طرح یہ تمام امور تفسیر کے تحت مین آگئے مثلاً جو دریا حضرت موسیٰ کے لیے خشک کیا گیا
اور جہان آپ کو نبوت ملی یا جہان حضرت ابراہیم سے نمرود نے بے ادبی کی یہ سب اجمالاً تو ہمکو معلوم ہین
اور جہانتک احادیث مین انکا ذکر ہے وہ بھی معلوم ہے مگر توضیح زائد و ترتیب کیونکر کوئی جان سکتا ہے
بالضرورت اُنمین اگلے بیانون سے مطابقت کرنا پڑتی ہے وہ صحیح ہون یا غلط لیکن یہ تمام توضیحات
نہ قرآن ہین نہ قرآن انکا تابع بلکہ اگر یہ صحیح ہین تو بہتر اور غلط ہین تو ہمارا اندراج جو بضرورت تھا بے سود
اور یہ سب مردود یہ سب تفصیلیں صرف واعظون کے بیان کو با اثر بنانے اور مفسرین کے حجم بڑھانے
اور مشتاق طبیعتون کو شوق دلانے کے لیے ہین مگر افسوس ہے کہ ہمارے زمانے کے عوام نہین بلکہ
بعض لکھے پڑھے بھی ایسے تفسیری بیان قرآن سمجھکر اُسپر ایسا زور دیتے ہین جیسا کہ کسی مضبوط بات
پر یہ بھی سُنا جاتا ہے کہ نئی روشنی والے ایسے مواقع پر ہمارے علما پر ہنستے ہین کہ دیکھیے فلان
واقعہ غلط ثابت ہوا فلان تحقیق بے بنیاد نکلی لیکن یہ اُنکی نافہمی اور نادانی ہے پس ضرور ہے
کہ ہم قرآن و حدیث کو اُسکی جگہہ پر رکھین اور اُسکی تفسیر کو بحسب قوت مفسر معتبر جانین اور
ایک یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ جب یہ قصص بنی اسرائیل کی کتب مین ہین اور اُنھین سے
لیے گئے ہین تو کیون نہ ہم براہ راست اُنکی موجودہ کتب سے نقل کرین نقول سابقہ جو تقویم پارینہ
کے حکم مین ہین کیون قابل اعتبار سمجھی جائین مگر یہ بھی غلط فہمی ہے اس لیے کہ وہ بیانات
کسی درجے کے ہون مگر ہمارے علمائے روشن دل کی تصدیق یا نقل سے کچھ نہ کچھ قوت ضرور
آگئی ہے اور جو ہم براہ راست لینے لین گے اسمین کوئی تقویت و توثیق نہین ہے اور دوسرے

یہ کہ ہمارے یہان بوجہ تحفظ اسانید زمانہ گزرنے سے تفاوت کا وہم باطل ہے اور دوسرون کو نہ دولت سند میسر ہے
نہ اُنکے نقول وفہوم خلط و غلط سے مامون بس اسکا چھوڑنا اور اُسکا لینا خالی از حمق نہین ہے اسی لیے
ہم نے اس طرف توجہ نہ کی حالانکہ بعض ہمارے دوست ہمکو بہت کچھ سمجھاتے رہے **خلاصۃ التفاسیر** اگر
اُنْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ فَلَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ پر نظر ہے تو آپ ضرور کہین گے کہ یہ تفسیر اردو مین باینہمہ جامعیت
وملاحظات وعام فہمی وصحت وافادۂ عوام ودلچسپی خواص اپنے رنگ روش مین پہلی تفسیر ہے میرا یہ دعوے
نہین بلکہ نفس الامر کا بیان اور امر حاضر کی طرف اشارہ ہے۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید بسم اللہ
تفاسیر معتبر وکتب مذہب کھولیے اور اسکی تقریر کو اُنکی میزان رد وقبول مین تولیے ع کھوٹے کھرے کا
پردہ کھل جاے گا چلن مین + تعین مراد وتقریر معانی واستدلال قرآنی مین مرویات صحاح وآثار
مقبول اور مختارات کتب مذہب سے بمراعات اصول وروش معقول جو کار نمایان کیے گئے ہین چشم
انصاف مین مخفی نہین احکام مین وہی روایتین جنکی شہرت یا کمال صحت پر نقاد فن ناز کر رہے ہین
اختیار کی ہین اور اصولی ضوابط سے کہین خلاف نہین۔ البتہ ترغیب وترہیب یا وضاحت قصص مین
زیادہ جانچ کی نہ ضرورت تھی نہ کی گئی ہان دو امرون کا پورا انتظام رہا ہے ۱ یہ کہ کسی معتمد کتاب
مین پائی جاے ۲ اُسکے مضمون رکیک وناقابل قبول نہون اور کسی امر ثابت وخبر صحیح وحکم
صریح کی مخالفت لازم نہ آے۔ اسپر بھی اگر کسی نے آنکھ اُٹھائی تو دیکھے ائمۂ اسلام ومحدثین کرام
کے حوالے جو کہنا ہو اُن سے کہے اس مسکین دریوزہ گر کے کاسے مین جو ہے انھین کے خوان کرم کا
گرا پڑا۔ بیان لطائف ونکات تصوف مین محض شاعرانہ تخیل نہین ہر لطیفہ کسی لطیف وجہ پر
مبتنی اور ہر نکتہ دقیق فہم سے مستخرج ضرور ہے مین نے ذوق شوق کی باتون مین سر مو ضوابط ظاہر
احکام شرعیہ سے تفاوت ہونے نہین دیا ارباب وجد وحال کے اسرار ہین مگر جامعیت وادب کے
ساتھ جیسا کہ امام مالک سے منقول ہے مَنْ تَصَوَّفَ وَلَمْ یَتَفَقَّہْ فَقَدْ تَزَنْدَقَ وَمَنْ
تَفَقَّہَ وَلَمْ یَتَصَوَّفْ فَقَدْ تَفَسَّقَ وَمَنْ جَمَعَ بَیْنَہُمَا فَقَدْ تَحَقَّقَ نہ زہد خشک ہے نہ عشق
نرہ ہر حال مین اعتدال مد نظر اسرائیلیات سے وہ روایتین بالکل چھوڑ دی گئین جو عصمت انبیا کے
منافی یا عقل صحیح کے مخالف یا اصول واخبار صحیحۂ اسلامیہ سے مردود تھین گو وہ روایۃً کسی پائی
مین بھی ہون مگر درایۃً قابل التفات نہین اس روش مین جو صعب گزار گھاٹیان پیش آئین
دل ہی جانتا ہے ایک تو احکام نازک ترین مباحث واعظم ترین مقاصد قرآنیہ سے ہین ان مین
قلم ہی اُٹھانا دشوار تھا اور ایسی حالت مین کہ اعاظم واطول تفاسیر بوجہ اختلاف اصول وطرق

استدلالات مجتہدین اسلام اصول حنفیہ کے خلاف سے معمور ہون انکے چھپے ہوئے اختلاف اور کھلے ہوئے دلائل کا سمجھنا اور اُٹھانا کیا آسان ہے مثلاً تفسیر کبیر امام فخرالدین رازی و بیضاوی و معالم التنزیل و تفسیر ابن کثیر جن مین برعایت شافعیت ایسے تراجم و تاویل و اعتراض بکثرت ہین جو ہمارے اصول کے موافق نہین اور دقت یہ ہے کہ ان حضرات کے اشارات خفیہ و مضامین علیہ گو بظاہر کچھ نہون مگر اُنکے نتائج والزامات سے بہت کچھ نکلتا ہے کہ ہماری فروعات کی بیخ کنی کرے آپ سمجھ سکتے ہین کہ ایسی خوفناک حالت مین وحشت بڑھتی ہے یا اطمینان اعانت یا اُنکی روش کو چھوڑ کر ہم بے دیکھی راہ بے سمجھی بات اپنے خیال سے طے کرسکتے تھے یہ بار سنگین اور آپ کا تائب مسکین حق یہ ہے کہ قرآن اپنے تئین کا خود بادی ہے ے دربرآئینہ طوطی صفتم داشتہ اند + انچہ استاد ازل گفت ہمان می گویم + بہ بیعت طریقت کی روحی امداد و فیوض اساتذہ کے علمی ارشاد میرے رہنما تھے مین نہ تھا منزل بھی اور یہ خضر حق نما تھے ہر ہر مسئلے کو اولاً کتب معتمدہ مذہب مین دیکھا اگر مفسرین اُسی کے ہمزبان تھے اور میرے علم کے موافق ضوابط اُسکے مثبت بلا تردد دیکھا گیا اور اگر لغا سیر و اصول یا کتب مذہب مین کچھ اختلاف سمجھ مین آیا یا احادیث صحیحہ نبوی کو اُسکے موافق نہ پایا حضرت ذوالفیق مین التجا کی رجوع بخدا کی کہ میرے دل و زبان کو سنبھالے قلم سے حرف صحیح نکالے الحمد للہ کہ بعد فکر و رجوع و تذلل و بکا و خشوع وہ امر متردد و مخفی متیقن و ظاہر کی طرح منقش ہوگیا اور مطابقت کی راہ ظاہر کردی گئی ہان یہ ضرور ہے کہ استدلال و تقریر مین اقتدائے اصول و فروع حنفیہ مقدم جانی اور احادیث صحیحہ ایک تو موافق پائی گئین اور جہان کچھ کچھ اختلاف تھا تو محض تاویلی و عنوانی نہ من حیث حقیقت و معانی پس ان مطابقات ثلثہ یعنے تاویل حدیث صحیح و تقریر اصول و اختیار متون فقہ حنفیہ کے بعد اطمینان ہوگیا کسی خلاف کرنے والے کی پروا نہین کی گئی اور جہان تک ہوسکا باہر نکل جانے والے وحشی خیال تک احاطہ تاویل و تقریر مین لائے گئے اسپر بھی بچ کر نکل جانے کو کوئی گمراہی کہے تو اُس کی ناآگاہی ہے ہمارے روش پر صراط مستقیم کی گواہی ہے اور ہمارے کلام مین لغزشین نہ ہون تو عجب ہے اس تالیف مین تصنیف کی موشگافی سے ہمارے جملہ تصنیف کے بڑے حصے کا صحیح و مسلم نکلنا کافی ہے۔ ترجمے مین امام التراجم سے استفادہ ہے گو بضرورت محاورہ و مصالح دیگر کہین کم زیادہ ہے۔ مین نے یہ بھی لازم کرلیا ہے کہ جو کچھ جس کتاب سے لکھون اُسکا حوالہ ترک نہ کرون ابتدا مین بخط جلی اور کبھی انتہا مین دو ہلالون کے درمیان اُس کتاب کا نام لکھدیا اور جبتک دوسرا اشارہ نہ آئے سب مضامین اسی کتاب کے

ے شیخ ... ولی اللہ صاحب ... عبدالقادر صاحب

سمجھے جائین گے۔ مین نے حوالے مین بھی بہ خلاف ابناے زمان پیشقدمی نہین کی کہ ناظر مجھے
عالی نظر وسیع العلم خواہ مخواہ جانین مثلاً ایک روایت در منثور کی ہے اور اُنھون نے کسی کتاب
یا راوی یا مجتہد سے اُسے نقل کیا ہے تو مین نے علوی سند پر جرأت اور حق تلفی اُستاد فیض رسان
پر سبقت نہین کی در منثور ہی کا نام لکھدیا ورنہ آپ دیکھتے اور سمجھتے کہ شاید تائب ناچیز کے نظر
کم سے کم دو چار سو کتب بسیطہ معتمدۂ قدما پر ضرور ہے جنکا آج نام ونشان بھی ہند مین نہین
ایسے ہی سعی کی گئی ہے کہ جہان تک ہوسکا ہر مسئلہ اُسی فن کی کتاب سے لکھا جائے اور وسائط
کم وخلل منعدم ہو مثلاً جب احکام لکھے ہین متون یا بعض شروح معتمدۂ فقہا سے اور عقائد کتب
کلامیہ سے احادیث صحاح مقبول یا دوسری کتب حدیث سے ۔ قصص پہلے احادیث مرفوعہ مین
تلاش کیے اگر نظر پڑگئی سبحان اللہ ورنہ سیر وتاریخ سے خوب سوچ سمجھکر لکھے گئے ۔ ایسے ہی نظم مین
بھی شعرا کے نام لکھدیے ہین ان حوالون کے علاوہ جہان تک جو مضمون نظم ونثر پایا جائے خصوصاً
جس پر (ف) کی علامت ہو وہ سب اسی ہیچمدان کی طرف منسوب کرنا چاہیے اور عجب ہی کیا ہے
یہ بھی فیوض وبرکات انھین کتب مقدسہ کی ہین سعدی گلے خوشبوے در حمام روزے +
رسید از دست محبوبے بدستم + بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری + کہ از بوے دلاویز تو مستم + بگفتا من گلے
ناچیز بودم + ولیکن مدتے با گل نشستم + جمال ہمنشین در من اثر کرد + وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم +
اس موقع پر مجھے انشا پردازی پر بھی کچھ ناز ہے اس لیے کہ ۱ دینیات مین پورے آداب وملاحظات کے
ساتھ مولویون کے طرز پر شاعرانہ تقریر ۲ ترجمہ عربی اور کسی عربی جسکی فصاحت نے بڑے بڑے
زبان آورون کو گنگ کردیا پھر لفظی پابندی کے ساتھ محاورے کا بھی لحاظ ۳ غور والتفات احکام
ومعانی ونظارہ پرستی محاسن یزدانی مین حسن عبارت ولطف محاورے پر بھی گاہ گاہ چھپی چھپی نگاہ
۴ اُن محظورات وممنوعات سے حذر واجتناب جو شعراے لکھنؤ نے محاورۂ اردو مین ناجائز قرار
دیے ہین اور جو ترکیبین غلط سمجھی گئین ہین خصوصاً ترکیب بے معنی وتلفظ لایعنی زبان مختلطۂ جدید
کا ترک ۵ ان تمام اوصاف کے ساتھ اگر اسکے اردو کا اندازہ کیا جائے مگر میزان عدل مین خدا کرے
کسی ماہر قواعد وزبان وناظر کلام شعراے مقبول کے ہاتھ مین ہو تو آپ جان لین گے کہ اُدھر یہ ریاض
اور ادھر یہ انداز مین نے ترجمے مین ایک اور بھی کام کیا ہے کہ محاورے اور لفظ دونون کا خیال ہے
نہ ترجمہ لفظ سے دور نہ محاورہ بالکل متروک تاکہ اگر کوئی بیچارہ دو چار پارے بغور پڑھے تو پھر اُسے
آیندہ خود ترجمہ کرنے کا ڈھنگ آجائے صدہا کلمات عرب کا ترجمہ یاد ہوجائے اور اگر کوئی طالب علم

سلہ یہ کتابین ہی کتاب کے مصنف کے جس سے استفادہ و انتخاب کیا ہے ۱۲ ح

اسے دیکھیے تو مذاق عرب سے اُسے فائدہ ہوا اُسکے ترجمے کی بطور خود عربی کرنے سے اُسکی عبارت قرآنی فصاحتون سے مقبول ہونے لگے ہان چند امور اس تفسیر مین چھوٹ بھی گئے ہین مگر انکا چھوڑنا ہی مناسب تھا ۱ بیان تراکیب نحویہ وادبیہ ۲ تقریر معقولی ۳ فن قرارت یہ تمام امور نہ نفس تفسیر سے مزید تعلق رکھتے ہین اور نہ عوام کا ذوق وفہم اسکے مناسب اور تفسیرین ان مباحث سے پُر لیکن ترک کرنا طریقہ مناظرہ واختلاف مزید کا یہ میرا مقتضائے طبع ومحبوب دل ہے مین اپنی تمام قوت وسعی اپنی ہی تزئین وتہذیب مین صرف کرنا پسند کرتا ہون کہ محبوب ناظرین اور خود جمیل وحسین بنجاؤن نظارہ پرست خود بخود ادھر ہی ٹکٹکی لگادینگے غیر مین جب یہ حسن وجمال نہوگا دکان بے رونق کیطرح اسکا نام بھی نہ لین گے ہمارا دل ہمارا خیال ہماری زبان ہماری سعی تعصب فضول وتجاوز وغضب وترک حق وطعن وغیرہ سے جولانہ جدل سے بچے رہین گے گو کسی کو سزاوار ہو بندے کو دوسرے کی ہجو سے اپنی خوبی نکالنا نہین آتا حسرت ان تمام سرگرمیون کے ساتھ افسردہ خاطری بھی ہے کہ بدستور مصنفان بعد اختتام نظرثانی مسودہ نہ کرسکا کہ بعض سہو وخطا وعبارت مکرر یا ایسے خیالون کے جو آگے بڑھکے دل سے مٹ جایا کرتے ہین کچھ اصلاح کرتا اور کیونکر کرتا اگر ختم مسودہ پر آغاز طبع ہوتی مدتکا کام تمام ہوجاتا اُسکے مصارف کا زبردست ذریعہ اسی تفسیر کا سرمایہ ہے پھر اسکی بے مائیگی نے بعض مسلمانون سے جو حسن طبع وتصحیح مین اعانت کرسکین ناکام رکھا اور اس بارثانی مین تو ضرور تھا کہ عذر باقی نہ رہتے مگر کیا کیجیے مدرسے کی بے زری نے کچھ کرنے نہ دیا ہان جان بچاکر کچھ اصلاح ہوگئی ہے

الحمد للہ علیٰ ذلک تمام شد

فہرست مضامین خلاصۃ التفاسیر اس فہرست مین تین مرتبہ کی مطبوعہ خلاصۃ التفاسیر کی مضامین کی فہرست ہے جن صاحبون کے پاس تفسیر بدون فہرست کے ہو ایک جلد ضرور منگائین۔ اور قرآن مجید کے سورتون کی اور مضامین قرآن مجید کی فہرست بھی ہے علاوہ اس تفسیر کے جملہ قرآن مجید اور تفاسیر کے مضامین کے ڈھونڈنے مین آسانی ہوگی قیمت ۸/

تفسیر پارۂ عم خلاصۃ التفاسیر یہ پارہ تفسیر سے علحدہ بطور نمونہ مل سکتا ہے قیمت ۸/

احسان فی تعلیم القرآن تفسیر کے پڑھنے۔ پڑھانے۔ سمجھنے سمجھانے اور قران مجید کی تلاوت وآداب وغیرہ جاننے کیواسطے ضروری ہے بدون اسکے تفسیر بے لطف ہے۔ قیمت ۸/

خلاصۃ التفاسیر۔ کامل ۲ جلد مع مقدمہ وفہرست نو روپیہ آٹھ آنہ قیمت عہ

مختلف پارہ خلاصۃ التفاسیر بطور نمونہ فی پارہ قیمت ۶/

قرآن مجید مع بیان مفید ترجمہ بامحاورہ ولفظی حنا کیا ہوا قیمت دو روپیہ چار آنہ۔ مجلد عـ۵

واضح ہو دیگر تصانیف حضرت مولانا مصنف تفسیر ہٰذا رحمہ اللہ کی مطبع ہٰذا سے بذریعہ ویلیوپی ایبل روانہ ہوسکتی ہین۔

مینیجر کارخانہ مولوی فتح محمد تائب لکھنؤ

حسب فرمائش واہتمام جناب حکیم احسان اشرف صاحب ... سنس سوداگران یحییٰ گنج لکھنؤ کے چھاپی گئی ماہ نومبر ۱۹۱۴ء مطابق ماہ ذالحجہ ۱۳۳۲ھ اور یہان تفسیر مکمل بدون فہرست مضامین عـ۵ روپیہ کو ملے گی۔ مطبوعہ بار سوم

اطلاع حق طبع خلاصۃ التفاسیر مطبع مولوی فتح محمد تائب لکھنؤ مین محفوظ ہے کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمائین۔